حق

دُرِّ لاثانی



یعنی

خلاصہ مکتوبات امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ملخّصہ

محمد ہدایت علی نقشبندی مجدّدی جیپوری

باہتمام: مولوی مسعود علی ندوی

مطبع معارف پریس اعظم گڈھ

۱۳۵۸ھ
۱۹۳۹ء

هو الحلیم

دُرِّ ثانی

یعنی

خلاصہ مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

جس مین

شریعت کے انوار طریقت کے اسرار حقیقت کے بحار معرفت کے اثمار ہیں

جو

علما کے واسطے کشتی نوح اور صوفیہ کیلئے ابواب فتوح ہے

ملخصہ

محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی جیپوری

انشاء اللہ عنقریب مکتوبات شریف کے دوسرے اور تیسرے حصہ کا خلاصہ بھی پیش کیا جائیگا

"محمد عبد الحی فائز"

فہرست خلاصہ مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ



ضروری شرح اصطلاحات نقشبندیہ مجددیہ

پہلے ان کو پڑھکر پھر مکتوبات شریف پڑھنا چاہئیے تاکہ مضامین مکتوبات سمجھ میں آجائیں

۱۔ وحدت الوجود ہمہ اوست، نسیان ماسوائے اللہ، کفر طریقت، مقام جمع ولایت صغریٰ فنا و بقاء، فنا فی اللہ بقا باللہ، حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحقیقات میں یہ سب حالات ظلال اسماء صفات کے ہیں، صفات الٰہی و ذات الٰہی اس سے آگے ہیں، یہ ولایت اولیاء اللہ کو نصیب ہے۔

۲۔ ولایت کبریٰ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت ہے، اور اس کا تعلق اسماء صفات خدا سے ہے، اور اس ولایت کبریٰ میں حضرات صحابہؓ و اہل بیت کو پورا پورا حصہ ملا ہے، اسی واسطے صحابہؓ کے مرتبہ کو کوئی ولی نہیں پاسکتا۔

۳۔ ولایت علیاء ملائکہ کرام کی ولایت ہے، جس کا تعلق اسماء و صفات و شیونات صفات سے ہے، شیون اس مقام کو کہتے ہیں، جہاں ذات خدا سے صفات خدا قائم ہیں، مثلاً درخت کی جڑ میں سے جہاں سے شاخ درخت نکلی تو جائے نکاس کو نہ عین جڑ کہیں گے، نہ غیر جڑ، اسی واسطے اسماء صفات خدا کو عین ذات کہتے ہیں، نہ غیر ذات، ملائکہ کی ترقی انتہائی اسماء و صفات و شیونات تک ہے۔

۴۔ کمال نبوت کا تقرب تجلیات عین ذات بے پردہ صفات ہے، اسی واسطے حضرات انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کو کوئی مخلوقات میں سے نہیں پہونچ سکتا، اگرچہ ولایت فرشتوں کی اعلیٰ ہے لیکن کمالات

نبوت کی فرع ہے، کیونکہ نبوت میں سے ولایت کی شاخ نکلتی ہے، نہ ولایت سے نبوت، ولایت کو نبوت سے افضل جاننا نہایت غلطی اور بے سمجھی ہے، اور دیگر مقامات کمالات، رسالت و اولوالعزم وغیرہ کمالات نبوت سے اعلیٰ ہیں،

۵۔ حقیقت ممکنہ حضرت کی اصطلاح میں وہ مقام ہے جس جگہ عدم محض کے مقابلہ میں اسمار صفات خدا نے تجلی فرمائے، اور اس میں ایک تشکل نے وجود دیکھ لیا مثلاً آئینہ محض عدم میں دیکھنے والے کا جو عکس قائم ہو گا، وہ عکس نہ عین وجود ہے نہ غیر وجود نہ محض شر ہے نہ محض خیر وہ عکس نہ عین عدم ہے نہ عین وجود اسی مقام کو حضرت مجدد الف ثانیؒ حقیقت ممکنہ فرماتی ہیں، اس جگہ تمام مخلوقات کی اصل مثل تخم درخت کے ہے،

۶۔ (مے) شراب سے مراد عشق حق تعالیٰ ہے، جیسے اس شراب سے عقل جاتی رہتی ہے، ویسے ہی شراب محبت حق سے عقل معاش جاتی رہتی ہے، اور عقل معاد قوی ہو جاتی ہے، چنانچہ حضرت حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس کو حضرت مولیناؒ نے اپنی مثنوی میں بطور سُرخی لکھ کر خوب شرح کی ہے،

آں مے کہ تو میخوری حرام است، ما مے نخوریم جز حلالے ــــ جہد کن تا زنیست ہست شوی، وز شراب خدا تو مست شوی

۷۔ عالم خلق تمام زمین و آسمان وغیرہ جو بتدریج پیدا ہوئے ہیں اور اسی کو اربع عناصر کا تعلق ہے،

۸۔ عالم امر جو لفظ کن کے ساتھ پیدا ہوا،

۹۔ قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ، یہ لطائف عالم امر سے جو سینہ انسان سے اس کا تعلق ہے
(نور زرد) (نور سرخ) (نور سفید) (نور سیاہ) (نور سبز)
اور سینہ میں ہی ان کی جگہ ہے،

۱۰۔ ظلال سے مراد عکس ہے، جیسے درخت کا سایہ یا درخت کا عکس پانی میں دکھتا ہے، یا جیسے آدمی کا عکس آئینہ میں،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دُرِّ یتامٰی ثانی یعنی خلاصہ مکتوبات

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی

حمد

بنام آنکہ آن نامے ندارد   حضرت جامیؒ   بہرنامے کہ خوانی سر برآرد

حمد حقیقتہً اس ذات پاک کو زیبا ہے کہ جو پاک ہے قرب اور بعد سے وصل اور فصل سے پستی اور بلندی سے مکان اور لامکان سے زمین اور آسمان سے حلول اور اتحاد سے وہم اور خیال سے قیاس اور گمان سے، ادراک اور جہل سے دید اور شنید سے، ازل اور ابد سے حال اور قال سے تحریر اور تقریر سے زبان اور نشان سے اشارہ اور کنایہ سے،

ہان وہان گر حمد گوئی وسپاس   (حضرت جامیؒ)   ہمچو نافرجام آن چوپان شناس

این ثنا گفتن زمن ترک ثناست   کین دلیل ہستی وہستی خطاست

نعت

اور درود وثنا محدود اس ذات بابرکات پر جو بعد خدا کے تمام مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں جن کا نام پاک احمد مجتبیٰ و محمد مصطفےٰ ہے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور ان کی تعریف سوائے خدا کے کوئی نہیں کرسکتا

خدا در انتظار حمد ما نیست	محمد چشم بر راہ ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس	حضرت مرزا محمد حامد حمد خدا بس،
مناجاتے اگر باید بیاں کرد	حضرت مولانا جامی به بیتے ہم قناعت می تواں کرد
محمدؐ از تو می خواہم خدا را	الٰہی از تو حُب مصطفیٰؐ را
سید و سرور محمدؐ نور جاں	حضرت مولانا مہتر و بہتر شفیع عاصیاں

منقبت

اور خدا راضی ہو ان کے چار یار، اور آلِ اطہار اور صحابہ کبار سے رضوان اللہ علیہم اجمعین جو نجات امت کے لئے مثال کشتی نوحؑ اور آسمان ہدایت کے تارے ہیں،

ما و اصحابیم چون کشتی نوحؑ	حضرت مولاناؒ ہر کہ دست اندر زند یابد فتوح

منقبت اولیاء اللہ

اور ہزاروں رحمتیں نازل ہوں علماے حقانی و اولیاے ربانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین پر جن کے سبب سے ہم بے راہوں کو خدا کی طرف چلنے کا راستہ ملا ہے، آمین بحق سورہ طٰہٰ و یٰسین،

حضرت مولینا رحمۃ اللہ علیہ

بے عنایات حق و خاصان حق	گر ملک باشد سیہ ہستش ورق،
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا	او نشیند در حضور اولیاء
چوں شوی دور از حضور اولیا	در حقیقت گشتہ دور از خدا
یک زمانہ صحبتے با اولیاء	بہتر از صد سالہ طاعت بیریا

گر تو سنگ خارہ مرمر شوی،
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

تمہید خلاصہ مکتوبات شریف بزبان اردو

مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ السامی جامع حقائق شریعت وطریقت ہیں، وشارح حقائق حقیقت ومعرفت ہیں، اور رہنمائے علمائے ربانی وسراج عرفائے حقانی ہیں، اگر ان مکتوبات کو کوئی بغور پڑھے، اور سمجھے اور عمل کرے. تو اس کے واسطے اس سے بہتر کوئی کتاب علم تصوف میں فائدہ مند نہیں، ان مکتوبات شریف میں قال شریعت اور حال طریقت اور نکات اسرار ذات وصفات الٰہی خوب بیان فرمائے ہیں، اور ایسے ایسے علوم ومعارف فرمائے ہیں، کہ جو بزرگان سابقین کی کتابوں میں درج نہیں، یہ خاص معرفت وعلوم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں، اسی واسطے آپ کو مجدد الف ثانی کہتے ہیں، دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہوئے ہیں، اور ان میں تین سو تیرہ ۳۱۳ مرسل ہوئے ہیں، اور تین سو تیرہ مرسلین میں پانچ نبی اولوالعزم ہوئے ہیں، ہر زمانہ میں نبی سیکڑوں کی تعداد میں ہر جگہ ہدایت کے واسطے رہتے تھے، لیکن نبی مرسل سو سو پچاس پچاس سال کے بعد آتے تھے، اور پیغمبران اولوالعزم قریب قریب ہزار سال کے بعد آیا کرتے تھے، اور پیغمبران اولوالعزم صاحب کتاب اور ناسخ ادیان سابقہ ہوتے تھے، اور ان کی شریعت کے احکام کی تعمیل کیا کرتے، اور کلمہ سب نبی اور نبی مرسل نبی اولوالعزم کا پڑھا کرتے تھے، اب چونکہ خاتم النبیین حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہوگئے، تو موافق سنت اللہ حضور کی امت میں ہر صدی پر عالم راسخ بجائے نبی مرسل اور ہر الف پر عارف اکمل بجائے پیغمبر اولوالعزم کے ہونا چاہئے تھا، اسی لئے الف اوّل کے ختم پر الف ثانی کے شروع میں حضرت مجدد الف ثانی کو خدا نے مجدد الف بنا کر بھیجا، اور ثبوت مجدد ہونے کا خود آپ کی ذات آیات بینات ہے کہ جو علوم ومعارف ان حضرت نے بیان فرمائے، وہ سابق کی کبرائے دین کی کتابوں میں درج نہیں،

اسی واسطے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ذات اس الف ثانی کی اریاس ہے، اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کا منکر فاسق ہے، اور اُن حضرت کا امت پر بڑا احسان ہے، کہ جس کا عوض نہیں ہو سکتا، اور حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ کے شیخ ہیں، جب کسی کو خلافت عطا فرمایا کرتے، تو مکتوبات حضرت مجددؒ الف ثانیؒ عنایت فرمایا کرتے، اور پھر تاکید سے فرماتے، کہ ان مکتوبات شریف کو بعد نماز عصر پڑھا کرنا، اور طلبہ کو سناتا، یہ مکتوبات تمہارے واسطے فیض اور رہنمائی کے لئے انشاء اللہ کافی ہوں گے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کبراے دین سابقین کے علوم وحدت الوجود وغیرہ کے حالات کی تائید فرماکر اس سے بہت آگے قرب خدا کے مراتب بیان فرمائے ہیں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جو تعریف مولینا رومیؒ کی فرمائی ہے، اس میں سے ایک شعر حضرت مجدد الف ثانی کی شان میں نہایت موزوں ہے،

من چہ گویم وصف آن عالیجناب   نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

اور سب سے بہتر دلیل آپ کی بزرگی کی یہ ہے کہ آپ کے پیر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسی ذات اکمل جنھوں نے ایک ہی توجہ میں نانبائی صاحب کو اپنی ہم شکل بنا دیا، اور اپنا جیسا اکمل کر دیا، وہ یوں فرماتے ہیں، :-

"میان شیخ احمد آفتاب است وما ہمچون ستارگان در وے گم اند"،

مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے خلاصہ

بزبان اردو کرنے کی وجہ،

فی زمانہ زبان فارسی بہت کم ہو گئی ہے، اور مکتوبات شریف کی فارسی بھی ذرا دقیق ہے

علاوہ اس کے اگر عبارت کوئی پڑھ بھی لے، تو اس کے اصطلاحات سے واقف نہیں ہوتے، اور کوئی اصطلاحات سے واقف ہوتے ہیں، تو معارف و اسرار کے نکات سے واقف نہیں ہوتے، اور بعض شخص طبیعت کا لگاؤ نہیں ہونے کی وجہ سے مکتوبات شریف کی عبارت پڑھنا، اور تھوڑی دیر اس میں صرف کرنا اپنے پر دشوار جانتے ہیں، اور ان وجوہات متذکرہ بالا سے فیضان اور ہدایت مکتوبات سے محروم رہتے ہیں، اس لئے میں نے زمانہ حال کی رفتار اور عدم توجہی دیکھکر یہ خیال کیا، کہ مکتوبات کا خلاصہ کرنا چاہیئے، اور اس کو اردو زبان میں لکھنا چاہئے، اور تصوف کی ضروری اصطلاحات بھی لکھنا چاہیئے، تاکہ مسلمان ان مکتوبات کے فیضان سے مشرف ہوں، اور عقائد حقہ اور اصول اسلام اور ایمان حقیقی کے حاصل کرنے میں کوشاں ہوں، اور میں نے بعض مکتوبات کے آخر پر لفظ **آگاھی** لکھ کر عام لوگوں کے سمجھانے کو کچھ تشریح کر دی ہے، میرا قصد ان مکتوبات شریف کا خلاصہ بزبان اردو کرنے کا قریب پندرہ سال سے تھا، لیکن مجھ کو اتنی فرصت نہیں ملی، کہ میں اس کام کو انجام دیتا، لیکن قدرت کی بات کہ میں نے ایک مسلم بھائی کی ڈھائی ہزار روپیہ کی ضمانت دی اور اس مسلم بھائی نے روپیہ قرضخواہ کو نہیں دیا، اور قرض خواہ نے مجھ پر ڈگری کرائی، اور میں بوجہ ناداری روپیہ ادا نہ کرسکا، تو اس ڈگریدار نے میرے قید کی درخواست کی، اور وہ منظور ہو کر میں دو ماہ جیل جے پور میں بزمرۂ دیوانی قید رہا، اور اس قید کے زمانہ میں میں نے مکتوبات شریف کا خلاصہ بزبان اردو تیار کیا، مجھ کو جب کبھی کوئی سخت دشواری پیش آتی، تو میں اپنے پیر حضرت محمد علی شیر خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر بجناب حق تعالیٰ متوسل پیران عظام عرض کرتا، تو اکثر اوقات ایسا دیکھا، کہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر شریف میں حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف فرما ہیں، اور حضرت صاحب حضور کی جناب میں عرض کر رہے ہیں، تو کبھی حضور مسکرائے ہیں، اور کبھی وعدہ فرمالیا، تو خداوند تعالیٰ نے ویسے ہی میرے کام انجام کو پہونچا دیئے لیکن اس اجراء ڈگری کا

سکے وقت جب عرض کیا تو یہ دیکھا، کہ حضور اور حضرت صاحب دونوں خاموش اور غمگین ہیں، بعد افاقہ میں سمجھ گیا، کہ مرضی حق یہی ہے کہ تو جیل جائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا "فعلُ الحکیمِ لا یخلو عن الحکمۃ" میرے اس جیل جانے سے میرے نفس فرعون کی اصلاح اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اتباع ہوگئی، اور یہ نیک کام وہاں ہی پورا ہوا، اللہ تعالےٰ اس کو قبول فرما کر دوستوں کو اور مجھ کو پڑھنے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے، اور میرے لئے ذریعہ نجات ہو، بزرگواران اہلِ علم کی خدمت شریف میں عرض ہے، کہ مجھ سے کوئی بات بتقاضائے بشریت زیادہ کم یا بھول وچوک ہوگئی، ہو تو معاف فرمائیں، اور دعائے خیر کریں، اور میں نے مثنوی مولینا رومی رحمہ اللہ کا بھی خلاصہ اپنی حیثیت فہمید کے موافق کیا ہے، اور حضرت مولینا رحمۃ اللہ علیہ کا جو مثنوی سے مقصود ہدایتِ خلق اور ترکِ دنیا اور قربِ خدا ہے اونہی اشعار کو اسی فارسی زبان میں لکھا ہے، لیکن ان اشعار کے مقابلہ میں بزبان اردو مطلب اور خلاصہ درج کر دیا ہے، اور میں نے ترجمہ اشعار اردو کا اسواسطے نہیں کیا، کہ جو فیضان اور برکات اور جذبات حضرت کے خود زبان سے نکلے ہوئے اشعار میں ہیں، وہ ترجمہ میں نہیں ہو سکتے، انشاء اللہ اہلِ علم اہلِ ذوق اس خلاصہ مکتوبات وخلاصہ مثنوی کو پڑھکر بہت محظوظ ومسرور ہوں گے، اور مجھ خادم از لی محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی جے پوری کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں گے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دُرِّ ثانی یعنی

خلاصہ

مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی

مکتوب ۱

بخدمت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

اسم ھُوَ الظّاھر کی تجلیات کا ظہور ہر شئے میں معلوم ہوا، اس کے بعد تجلّیات پوشیدہ ہوگئیں اور فنا ظاہر ہوئی، اور انانیت اور نفسانیت وغیرہ جاتی رہیں، اور اسلام حقیقی کے آثار اور شرک خفی کے دور ہونے کی علامتیں ظاہر ہوئیں،

آگاھی ۔ منجانب خلاصہ کنندہ محمد ہدایت علی، جہاں لفظ آگاہی آویگا، وہ میری طرف سے بطور اطلاع یا شرح کے ہوگا۔ یہ مکتوب حضرت کا زمانہ ابتدائی میں حضرت نے اپنے پیر حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھا ہے، جب کہ فنا و بقا کا حال آپ پر گذر رہا تھا،

مکتوب ۲

بخدمت حضرت خواجہؒ

جس قدر فنا پوری طور پر سالک کو ہوگی، اسی قدر بقا بھی اس کو پوری طور پر ہوگی، اور جسقدر بقا زیادہ کامل طور پر ہوگی، اسی قدر صحو (ہوشیاری) بھی زیادہ ہوگا، کیونکہ کمال صحو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے تھا، اور جس قدر صحو زیادہ ہوگا، اسی قدر شریعت حقہ کے موافق علوم کا فیضان ہوگا اور جو معارف و علوم حضرات انبیاء علیہم السلام سے صادر ہوئے ہیں وہ شریعت کے احکام اور عقائد ہیں جو ذات و صفاتِ الٰہی کے بارے میں فرمائے ہیں، اور ان احکام ظاہری کی مخالفت اگر کسی نے کی ہے، تو حالت سُکر (بیہوشی) میں کی ہوگی،

آگاھی۔ بعض اولیاء اللہ سے جو کلمات خلاف شرع شریف سرزد ہوئے ہیں، وہ اثنائے حال میں بوجہ غلبۂ سکر سرزد ہوئے ہیں، جو قابلِ گرفت نہیں، وہ لوگ بوجہ حال معذور ہیں، ان کے الفاظ سکر سے خالی نہیں، اور جو بلا حال ان کلمات کو کہے وہ کفر سے خالی نہیں، مثلاً۔ جیسے انا الحق و سبحانی ما اعظم شانی، وغیرہ وغیرہ،

مکتوب ۳

بخدمت حضرت خواجہؒ

بعض لوگ مقربین کے طریق کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتے انکا حال ابرار کے طریق پر ہے،

آگاھی۔ مقربین اعلیٰ درجہ کے اولیاء اللہ ہوتے ہیں، ان کی عبادت اور جملہ حسنات رضائے حق کے لئے ہوتی ہیں، اور ابرار کی حسنات عبادت طلب جنت و نجاتِ دوزخ کے لئے ہوتی ہیں، ابرار عابدین میں ہیں، اور مقربین عارفین میں ہیں، حضرت مولینا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کا

فرق بتلایا ہے ع

سیر زاہد ہر شب یک روزہ راہ　　　سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ
(عرش معلا)

مکتوب ۴

بخدمت حضرت خواجہ رح

ماہ رمضان المبارک کو قرآن شریف سے نہایت مناسبت ہے، اور قرآن مجید تمام ذاتی و شیونی[۱] کمالات کا جامع ہے، اور حقیقت محمدی اس کا ظل ہے، اور اسی مناسبت کی وجہ سے قرآن مجید اس ماہ میں نازل ہوا ہے، اور اسی وجہ سے یہ مہینہ تمام خیرات و برکات کا جامع ہے، جو خیرات و برکات سال بھر تک کسی کو پہونچتی ہیں، وہ اس ماہ مبارک کی برکتون کے دریا کا قطرہ ہے، اس ماہ کی جمعیت سال بھر کی جمعیت ہے، اور اس ماہ کا تفرقہ سال بھر کا تفرقہ ہے حقیقت محمدی درمیان خالق و مخلوق کے برزخ کبری ہے اور در تقرب ذات بے پردہ صفات ہے،

آگاھی۔ حقیقت محمدی کو قابلیت اولی حقیقت الحقائق، نور اول، برزخ کبری، عقل کل بھی کہتے ہیں،

مکتوب ۵

بخدمت حضرت خواجہ رح

رسالہ سلسلۃ الاحرار کو دیکھ کر بعض علوم لکھکر ارسال خدمت کئے ہیں، چاہیں تو شامل فرمالیں

آگاھی۔ یہ عریضہ اپنے پیر صاحب کی خدمت میں روانہ کیا ہے،

---

[۱] ذات حق و صفات حق کی درمیانی حقیقت،

مکتوب ۶

بخدمت حضرت خواجہ رح

جمال عین جلال ہے، اور جلال عین جمال ہے، فنا سے مراد ماسوائے اللہ کا فراموش ہو جانا ہے، جب تک علوم جہل مطلق کے ساتھ متحقق نہ ہو جائیں، فنا کا کچھ حصہ بھی حاصل نہیں ہوتا حیرت جہل دائمی ہے یہ کبھی زائل نہیں ہوتی، بعد فنا و بقا سالک اپنے ہی میں جہل پاتا ہے، اور اپنے ہی میں علم اپنے ہی میں شہود پاتا ہے، اور اپنے ہی میں حیرت عین بحالت نادانی شعور میں ہے، اور عین حیرت کے وقت حضور میں ہے، یہی مرتبہ حق الیقین کا ہے، اسی واسطے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ اہل اللہ بعد فنا و بقا، جو کچھ دیکھتے ہیں، وہ اپنے میں دیکھتے ہیں، اور جو کچھ پہچانتے ہیں، وہ اپنے میں پہچانتے ہیں، اور ان کی حیرت ان کے وجود میں ہے، پہلے جو بلا و مصیبت آتی تھی، اس سے خوشی ہوتی تھی، اور جب سے مقام بقا میں عالم اسباب میں اس طرف آیا ہوں، تو ہر تکلیف سے تکلیف اور ہر صدمہ سے صدمہ اور ہر چیز کے جانے کا افسوس ہوتا ہے، اور اپنی عاجزی اور محتاجی پر نظر پڑی ہے، تو معلوم ہوا کہ وہ سابقہ حالات سکر کے سبب سے تھے، صحو کی حالت میں عجز اور محتاجی، اور خوف و حزن غم و شادی جیسے عام لوگوں کو ہوتا ہے ویسا ہی مجکو ہوتا ہے، اس لئے حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعائیں بوجہ امر کے نہیں تھیں، بلکہ عجز و حاجتمندی خوف و حزن کے سبب سے تھیں،

آگاہی ۔ اثنا رحالت فنا و بقا میں سالک ہر جمال ہو یا جلال تکلیف ہو یا راحت، زشت ہو یا خوب، دوست ہو یا دشمن، سب کو منجانب اللہ یا فعل خدا جان کر حظ حاصل کرتا ہے حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؛ ۔

گرچہ تیر از کماں ہمی گذرد ۔ از کماں دار بیند اہل خرد ۔

صرف قال سے اولیا نہیں بنتا ، یہ حال حقیقۃً کسی پر گذرے ، جب جماعت اولیاء اللہ میں شمار کیا جاتا ہے

حضرت مولینا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ، ۔

قال را بگذار مرد حال شو ۔ پیش مرد کاملے پامال شو ۔

مکتوب

بخدمت حضرت خواجہ رح

نہ میں خود اپنا وجود پاتا ہوں اور نہ عالم کا ، اور یہ حالت دائمی ہے ، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا ، فرماتے ہیں ، کہ ہم تجھ کو آسمانوں کا علم سکھانے کو آئے ہیں ، اپنے پیر صاحب کی خدمت میں عرض کیا ہے ،

مکتوب

بخدمت حضرت خواجہ رح

جب سے مقام بقا میں آیا ہوں عجیب و غریب علوم و معارف پے در پے وارد ہو رہے ہیں جو اصطلاح صوفیہ میں قرار دی ہیں ، اور مشہور ہیں ، ان کے خلاف اور علماے شریعت کے موافق ہیں صوفیہ نے جو مسئلہ وحدت وجود اور اس کے جو کچھ حالات بیان کئے ہیں ، ابتداءً ان حالات سے مشرف ہوا ، اور کثرت میں وحدت کا مشاہدہ ہوا ، اور اس مقام سے کئے درجے اوپر لے گئے لیکن وہاں علماے شریعت کے تحقیق کی تصدیق ہوتی ہے ، اور اولیا اہل حال کی تائید نہیں ہوتی ، یہ مکتوب بھی اپنے پیر صاحب کی خدمت میں روانہ کیا ہے ،

مکتوب ۹

بخدمت حضرت خواجہؒ

میں اپنے میں کوئی بھلائی سوائے برائی کے نہیں پاتا ہوں، میرے تمام اعمال لائق قبول نہیں، اور میری استغفار بھی میرے تمام گناہوں کے مانند گناہ ہے، اس کا مرض ذاتی ہے، جو کسی دوا کو قبول نہیں کرتا، جو چیز ذاتی ہوتی ہے، وہ کبھی دور نہیں ہو سکتی، ع

سیاہی از حبشی کے رود کہ خود رنگ است

چونکہ بندہ شر محض ہے، اس لئے اسماء و صفاتِ الٰہی خیر محض کے لئے ضد ہونا چاہیئے تھا، بایں وجہ خیر محض کا آئینہ شر محض انسان ٹھہرا ہے، اور پوری ظلمت کی وجہ سے حقیقت انسان میں پورا عکس خیر کا ظہور ہوا ہے اور انسان کمال ذم والا بوجہ حامل عکوس اسماء و صفات کمال خیر والا بنایا گیا ہے، اور انسان چونکہ جامع شر تھا، اپنی حقیقت شر کو حقیقۃً پوری طور پر جان کر حق عاجزی ناچیزی نیستی کے ساتھ عبادت میں مشغول ہوا، تو انتہائے عاجزی فروتنی نیستی ظلمت کے مقابلہ میں انعام خداوندی زیادہ عطا ہو کر کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ کا خلعت عطا کیا گیا، اسلئے مقام عبدیت تمام مقامات سے بالاتر مقام ہے اس مقام عبدیت کے میدان میں تیز رفتار شہسوار دین و دنیا کے سردار اور اولین و آخرین کے سردار جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور جس کسی کو محض اپنے فضل سے یہ دولت بخشنا چاہتے ہیں تو اس کو حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی کمال اتباع عنایت فرماتے ہیں، اور اس وسیلہ سے بلند درجوں پر پہنچاتے ہیں، (کمال شر و نقص علم ذوقی ہے،) جو لوگ اپنے کو محض مولا جانیں، اور یا اوس کی صفات کو اپنی صفات جانیں محض الحاد و زندقہ ہے، خدا کی شان بلند اور برتر اور ہر حلول و اتحاد سے منزہ و مبرا ہے، **آگاہی** اس مکتوب میں حضرت نے اپنا عجز اور بشر کی بشریت اور ترقی کے وجوہات

ظاہر فرمائے ہیں، یہ مکتوب مفصل نہایت مدلل ہے،

مکتوب ۱۰

بخدمت حضرت خواجہ رح

عجب بات ہے کہ دوری کا نام قرب اور فراق کو وصل کہتے ہیں اگر یا درحقیقت اس کے ضمن میں قرب و وصال کی نفی کی طرف اشارہ ہے، پس اسی واسطے ہمیشہ کا غم اور فکر دامنگیر ہے مراد کو بھی آخر میں بطور مرید ہونا پڑتا ہے، حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی باوجود مراد ہونے کے مرید (جسکو خدا خود چاہتے) (خدا کو یہ خود چاہے) ہونے کا معاملہ خدا سے کرنا ضروری ہوا، محب محبت کے بوجھ کو اٹھا سکتے ہیں، محبوبوں کو اس بوجھ کا اٹھانا مشکل ہے،

آگاہی - حضرات نقشبندیہ کے نزدیک جو لوگ تجلیات اسماء و صفات سے مشرف ہوتے ہیں، اس کو حقیقۃً محقق عرفا دوری از ذات کہتے ہیں، اور ذات میں جب بے ادراکی اور جہل پیدا ہوتا ہے، اوس کو قرب کہتے ہیں، حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، "ہر چہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ شد آن ہمہ غیر است"

مکتوب ۱۱

بخدمت حضرت خواجہ رح

قرب حق یا انکشافات علوم کے واسطے دو چیزیں ضروری ہیں، ایک اپنے کو ہمہ تن قصوروار جاننا، دوسرے شیخ مکمل مجذوب کی جس نے سلوک طے کرایا ہو اسکی صحبت، میرا کوئی نیک عمل ایسا نہیں جو تہمت سے خالی ہو، اور کوئی عمل ایسا نیک نہیں پاتا کہ فرشتہ داہنے ہاتھ والا اس کو لکھے اور

ہر شخص کو جو اس جہان میں ہے حتی کہ کافر فرنگ اور زندیق ملحد کو اپنے سے کئی درجہ بہتر جانتا ہے اوران سب سے بدتر اپنے کو جانتا ہے،

اگاہی ۔ یہ ہے حقیقت سلوک اور اقربیت خدا کا ثبوت، اسی واسطے حضرت سعدیؒ نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ میں فرمایا ہے،

ازاں بر ملائک شرف داشتند　　　　که خود را به از سگ نپنداشتند،

ایک مقام عالی منکشف ہوا، اور میں وہاں پہونچا، تو معلوم ہوا کہ یہ مقام حضرت ذی النورین کا ہے اس سے اوپر مقام حضرت عمر فاروق کا ہے، اس سے اوپر مقام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے، اوسکے اوپر حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے، اور اس کے اوپر کوئی مقام کسی کا نہیں ہے، نہ کوئی مقام ہے، اپنے مشائخ میں سے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کو ہر مقام میں اپنے ساتھ پاتا تھا، اور دوسرے خلفار کا بھی ان مقام میں عبور واقع ہوا ہے، سوائے عبور اور مقام اور مرور اور ثبات کے کچھ فرق نہیں ہے، یہ مکتوب حضرت خواجہؒ کی خدمت میں عرض کیا ہے،

مکتوب ۱۲

بخدمت حضرت خواجہ رح

وہ علوم جو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مقام سے تعلق رکھتے ہیں، خداوند تعالیٰ نے اپنی عنایت سے سب ظاہر کر دیئے، اور ایسی کوئی چیز نہیں رہی کہ جس کا اولیا اللہ نے نشان دیا ہے، وہ مجھ کو نہ دکھائی گئی ہو، جو کوئی خدا کی جناب میں قبول ہوا ہے فضل سے ہوا ہے، اپنے پیر صاحب کی خدمت میں عرض کیا ہے،

مکتوب ۱۳

بخدمت حضرت خواجہ رح

سیرالی اللہ (اللہ کی طرف) پچاس ہزار برس کی راہ ہے، قرآن شریف اس کا شاہد ہے، مجکو یہ سب نہ انے دکھایا، اور جملہ علوم کشفی شریعت کے مطابق ہیں، ظاہر شریعت سے سرمو مخالفت نہیں دیکھی بعض صوفیہ نے جو از روے کشف کے خلاف شریعت بیان کیا ہے، یہ سہو (بھول) اور سکر (مدہوشی) کی وجہ سے ہے، باطن ذرا شریعت سے کچھ مخالف نہیں ہے، اثنائے راہ میں سالک کو مخالفت معلوم ہوتی ہے منتہی کو مخالفت نہیں دکھتی، علمار اور اولیار اللہ میں صرف یہ فرق ہے، کہ علمار بدلیل علم کے جانتے ہیں، اور صوفیہ بذریعہ کشف اور ذوق کے جانتے ہیں،

مکتوب ۱۴

بخدمت حضرت خواجہ رح

ترقی مقامات میں سوائے حیرت اور جہل کے کچھ نہیں ہے، حضور نے جو فرمایا تھا کہ تجھ میں صفت محبوبیت کے معنی نہ ہوتے، تو مقصود تک پہونچنے میں بہت توقف واقع ہوتا اس ارشاد کی بنا پر بہت کچھ امید ہے،

مکتوب ۱۵

بخدمت حضرت خواجہ رح

بندہ مدتوں سے اسکو ڈھونڈتا تھا، تو اپنے آپ کو پاتا تھا، اس کے بعد اپنے آپ کو ڈھونڈتا

تھا، تو اس کو پاتا تھا، اب اس کو گم کیا ہے، لیکن اپنے آپ کو پاتا ہے، باوجود گم کرنے کے اوس کا ڈھونڈنے والا نہیں ہے، اور باوجود ثابت ہونے گم کرنے کے اس کا چاہنے والا نہیں ہے، علم کی رو سے حاضر واجد مقبل ہے، اور از روے ذوق کے غائب و فاقد و معرض ہے، اس کا ظاہر بقا ہے، اور باطن فنا عین بقا میں فانی ہے، اور عین فنا میں باقی، لیکن فنا علمی ہے، اور بقا ذوقی ہے؛

آگاہی۔ یہ فنا و بقا خاص کے حالات و واقعات ہیں،

مکتوب ۱۶

بخدمت حضرت خواجہ رح

ایک رسالہ دوستون کے اصرار پر جس میں ضروری نصیحتیں طریقت کی ہیں، ارسال خدمت کیا جائے گا، یہ رسالہ بڑی برکتوں والا ہے، اس رسالہ کے لکھنے کے بعد ایسا معلوم ہوا، کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بہت سے مشائخ کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں اور اس رسالہ کو اپنے دست مبارک میں لئے ہوئے ہیں، اور اپنے کمال کرم سے اس کو چومتے ہیں، اور مشائخ کو دکھاتے اور فرماتے ہیں، کہ اس قسم کے اعتقاد حاصل کرنے چاہئیں، اور وہ لوگ جنہوں نے ان علوم سے سعادت حاصل کی ہے وہ نورانی اور ممتاز ہیں اور عزیز الوجود ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کھڑے ہیں، اور کمال کرم سے چومتے ہیں، اور اسی مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاکسار سے ارشاد فرمایا کہ اس واقعہ کو شائع کر، (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت دیکھو) تمام مشائخ کے مقامات پر ماشاء اللہ عروج حاصل ہوا،

گلے بروندزیں دہلیزۂ پست، بدان درگاہ والا دست بردست،

اس اثناء میں اگر مشائخ کی روحانیت کے توسط کو گننے لگوں، تو بات لمبی ہو جائے مقامات عالیہ

کو مراد ہی کے لئے طے کرنا مخصوص ہے، مرید عمر نوح میں بھی طے نہیں کر سکتا،
(جسکو خود خدا چاہے) (جو خدا کو خود چاہے)

مکتوب ۱۷

بخدمت حضرت خواجہؒ

اپنے پیر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ بحال مجمل مقام عروج و نزول کی بابت عرض کیا ہے، تفصیل بالکل نہیں ہے،

مکتوب ۱۸

بخدمت حضرت خواجہؒ

جب تک حالات و واردات ظاہر ہوتے تھے، عرض کرتا تھا لیکن جب سے حق تعالیٰ نے حضور کی توجہ کی برکت سے احوال کی غلامی سے آزاد کر دیا، اور تلوین سے تمکین کے ساتھ مشرف فرمایا تو حیرت و پریشانی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا، اور وصل سے جدائی اور قرب سے بُعد (دوری) کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا اور معرفت سے نادانی اور علم سے جہل کے سوا کچھ زیادہ نہ ہوا، اس واسطے نیازناموں میں توقف ہوا اب حق الیقین سے مشرف فرمایا ہے، کہ جس جگہ علم و عین ایک دوسرے سے حجاب نہیں ہیں، اور فنا بقا وہاں جمع ہیں، عین حیرت و بے نشانی میں علم و شعور ہے، اور نفس غیب میں حضور میں باوجود علم و معرفت کے جہل و نادانی کی زیادتی کے سوا اور کچھ نہیں، مقام ولایت سے اوپر مقام شہادت ہے، اور اس کے اوپر مقام صدیقیت ہے، اور اس کے اوپر مقام نبوت ہے، سلوک ولایت علوم استدلالی علما، کو کشفی اور اجمال کو مفصل کر دیتا ہے، کسی شخص نے حضرت خواجہ بزرگوار خواجہ نقشبند رحمہ اللہ سے پوچھا کہ سلوک سے مقصود کیا ہے تو فرمایا کہ اجمالی معرفت تفصیلی اور استدلالی کشفی

کشفی ہو جائے،) ہاں راستہ میں بہت سے علوم و معارف ظاہر ہوتے ہیں، جن سے گذرنا پڑتا ہے،
علوم و معارف ابر بہاری کی طرح ایسے برس رہے ہیں، کہ قوت مدرکہ ان کی برداشت کرنے سے
عاجز ہے،

مکتوب ۱۹

بخدمت حضرت خواجہ رح

اس مکتوب شریف میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے دو شخصوں کے وظیفہ دلانے
کے لئے سفارش فرمائی ہے،

مکتوب ۲۰

بخدمت حضرت خواجہ رح

یہ مکتوب بھی اپنے حضرت صاحبؒ کی خدمت شریف میں سفارشاً برائے دلوانے وظیفہ مقررہ
کے تحریر فرمایا ہے،

مکتوب ۲۱

بنام شیخ محمد مکی رح،

جب تک وہ موت جو موت معروف کے پہلے ہے اور اہل اللہ اوس کو فنا سے تعبیر کرتے
ہیں، ثابت نہ ہو جائے اللہ تعالی کی جناب میں پہونچنا محال ہے، بلکہ آفاقی جھوٹے معبودوں اور انفسی
ہوائی خداؤں کی پرستش سے نجات نہیں مل سکتی، اور نہ اسلام کی حقیقت کا پتہ لگتا ہے، اور نہ ہی
کمال ایمان میسر ہو سکتا ہے،

اور بزرگوں کے یہاں سالک انتہا، ولایت میں ایک مرتبہ مثل برق کے تجلی ذات سے

مشرف ہوتا ہے، اور حضرات نقشبندیہ کے یہاں یہ تجلی دائمی نصیب ہوتی ہے، پس ان بزرگواروں کی نسبت تمام نسبتوں سے قوی تر اور ان کا کمال تمام کمالوں سے بالاتر ہے، پس جس طرح ولایت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام پیغمبروں کی ولایت سے بڑھکر ہے، اسی طرح ان بزرگواروں کی ولایت بھی تمام اولیا قدس سرہم کی ولایت سے بڑھ کر ہے، اور کس طرح بڑھ کر نہ ہو جب کہ ان کی ولایت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے، ہاں بعض اکابر اولیا کو یہ نسبت نصیب ہوئی ہے لیکن وہ بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولایت سے اقتباس ہے،

مکتوب ۲۲

بنام شیخ عبد المجید لاہوری،

روح نے جسم و نفس انسانی سے تعلق خاص پیدا کیا ہے بعد تعلق یعنی اس عالم میں اگر خدا کو یاد کیا تو خود ترقی پاکر ولایت حاصل کی، اور اس کی ہمسائیگی میں نفس میں بھی صفائی اور بھلائی پیدا ہو کر خلق خدا کو ہدایت کی اور فیضان اور انوار الٰہی سے مشرف ہوئی اور "فقد فاز فوزاً عظیماً" اسکی نصیب ہوا، اور اگر اپنی حقیقت کو اور مقصود پیدائش کو بھول گئی، تو نفس کی ظلمت میں مبتلا ہو کر "فقد ضل ضلالاً بعیداً" اسکی نصیب ہے، روح کو ظلمت انسانی بھی باعث ترقی معلوم ہو کر اس پر مبتلا ہوئی، جیسے جب آئینہ کو صاف کرتے ہیں تو اس پر اول مٹی مارا کرتے ہیں، مٹی ملنے کے بعد صفائی آئینہ زیادہ ہو جایا کرتی ہے، اسی طرح روح کی ترقی کے واسطے اختلاط نفس انسان باعث ترقی و خوبی ہے،

مکتوب ۲۳

بنام عبد الرحیم خانخانان

دنیا آخرت کی کھیتی ہے، پس افسوس ہے اوس پر جس نے اس میں نہ بویا، اور اپنی استعداد

کی زمین کو بیکار رہنے دیا، اور اپنے اعمال کے تخم کو ضائع کر دیا، اور جاننا چاہیئے کہ زمین کو ضائع اور بیکار کرنا دو طرح ہے، ایک یہ کہ اس میں کچھ نہ بوئے، دوسرے یہ کہ اس میں ناپاک اور خراب بیج ڈالے، پہلی قسم کی نسبت دوسری قسم زیادہ ضرر رساں ہے، اور بیج کا ناپاک اور خراب ہونا پیر ناقص سے بیعت ہونا ہے، کیونکہ پیر ناقص میں حرص وہوا وغیرہ ہوتی ہیں، وہی باتیں طالب میں پیدا ہوں گی، اور وہ خود صراط مستقیم سے گمراہ ہے، اوروں کو بھی گمراہ کریگا، اور شیخ کامل مثل اکسیر کے ہے، اوسکی نظر دوا اور اسکا کلام شفا ہے، اور بعض مشائخ نے جو غلبۂ سکر میں کفر اور زنار وغیرہ کی تعریف کی ہے تو اس کا مفہوم ظاہر سے پھیر کر تاویل اور توجیہ پر محمول کرنا چاہیئے، کیونکہ اہل سکر کا کلام اچھے مفہوم پر حمل کیا جاتا ہے، اور وہ بزرگوار بوجہ حالتِ سکر کے معذور ہیں، اور ذی ہوش کا کلام خلافِ شرع عقل و شرع کے نزدیک قابلِ گرفت ہے،

مکتوب ۲۴

بنام محمد قلیج خان

مبارک ہے وہ شخص جس کے دل میں خدا کے سوا کسی کی محبت نہ ہو، اور اس کے سوا کسی کا طالب نہ ہو، پس ایسا شخص اللہ کے ساتھ ہے، اگرچہ ظاہر میں خلق کے ساتھ مشغول ہے اور کائن بائن صوفی کی یہی شان ہے، مقرب نیکیاں رضائے حق کے لئے کرتے ہیں، اور ابرار اپنی خواہش کے واسطے نیکیاں کرتے ہیں، اور علیٰ ہذا سب کام مقربین اور ابرارین کے اسی کے موافق ہوتے ہیں،

مکتوب ۲۵

بنام خواجہ جہان

سب کمالات کا حاصل ہونا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اتباع اور ان کی خلفاے راشدین

کی اتباع پر منحصر ہے، کیونکہ ہدایت کے ستارے اور ولایت کے آفتاب ہیں، جس نے ان کی پیروی کی اوس نے ہدایت پائی، اور جس نے مخالفت کی وہ گمراہ ہوا،

مکتوب ۲۶

بنام حاجی محمد لاہوری

حدیث قدسی میں ارشاد ہے، خبردار ہو کہ ابرار کا شوق میرے دیدار کے لئے حد سے بڑھ گیا اور میں اُن سے بھی زیادہ ان کے لئے مشتاق ہوں، اللہ تعالیٰ نے شوق ابرار کے لئے ثابت کیا، اور مقربین کے لئے جو اعلیٰ مرتبہ کے اولیا ہیں نہیں فرمایا، وجہ اس کی یہ ہے کہ شوق ہمیشہ بحالت فراق و دوری کے ہوا کرتا ہے، اور بحالت وصل و قرب کے نہیں ہوتا، ابرار مشتاق اور خواہان قرب ہیں اور وصل سے محروم ہیں، اس لئے شوق باقی ہے، اور جو ابرار چاہ رہے ہیں، اوس سے مقرب فارغ ہو چکے ہیں، علاوہ ازیں بندگان خاص الخاص میں شوق اس واسطے بھی نہیں رہتا۔ کہ وہ مقامات صفات کو اور شیونات ذات کو طے کر کے تجلیات ذات سے مشرف ہوئے ہیں، اور ذات الٰہی میں سوائے حیرت اور جہل کے کچھ نہیں ملتا، اور بحالت حیرت و جہل کے سوائے ناامیدی کے کچھ حاصل نہیں، اور حالت جہل و حیرت میں شوق نہیں ہوتا، اور جب تک آدمی وجد و تواجد ذوق شوق میں ہے، وہ ابھی تک قرب ذات میں نہیں پہونچا ہے،

مکتوب ۲۷

بنام خواجہ عک

حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں، کہ ہماری نسبت سب نسبتوں سے بڑھکر ہے

نسبت سے مراد ان کی حضور و آگاہی ہے، اور حضور ان کے نزدیک وہ معتبر ہے، جو حضور بے غیبت ہے جس کو یادداشت سے تعبیر کرتے ہیں، اور فقیر کے نزدیک یادداشت تجلی ذات بے پردہ صفات وشیون و اعتبارات سے مراد ہے، اور دیگر مشائخ اس تجلی سے اولیا، کو مشرف ہونا فرماتے ہیں، مگر بہت تھوڑے وقت میں مثل برق کے اور حضرات نقشبندیہ اس کو دائمی فرماتے ہین،

مکتوب ۲۸

بنام خواجہ عمک

خواجہ عمک آپ نے یاد فرمایا، خوشی ہوئی، لیکن فقیر نے جب اپنے آپ کو اس لائق نہ پایا، تو ناچار گوشۂ تنہائی میں پوشیدہ ہوا، اور قرب سے بھاگ کر بُعد (دوری) میں آرام لیا، اور اتصال سے انفصال کے ساتھ قرار پکڑا، اور جب آزادی میں گرفتاری دیکھی، تو ناچار گرفتاری کو اختیار کیا،

مکتوب ۲۹

بنام شیخ نظام تھانیسریؒ

ایک فرض کا ادا کرنا ہزار سالہ نفلوں کے ادا کرنے سے بہتر ہے، اگرچہ وہ نفل خالص نیت سے ادا کئے جائیں، اور خواہ نفل از قسم نماز و روزہ و ذکر و فکر وغیرہ وغیرہ ہوں، حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے، کہ تمام شب کے جگنے سے بہتر ہے کہ تمام شب سوئے اور نماز صبح باجماعت ادا کرے، زکوٰۃ کی نیت سے ایک دانگ (دو رتی) کا دینا بہتر ہے، اس سونے کے پہاڑ سے جو بطریق صدقہ نفل دیا گیا ہے، اور مرید کا پیر کو سجدہ کرنا ناجائز ہے، اسکی برائی آفتاب سے زیادہ روشن ہے،

مکتوب ۳

بنام ملا محمد صدیق

چوں بیچوں کی نسبت کیا بیان کرے، اور محدث قدیم سے کیا ڈھونڈھے، اور مکانی لامکان میں کب تک دوڑے، جو سیر اپنے سے باہر دیکھے، وہ سیر آفاقی ہے، اور جو سیر اپنی ذات میں پائے، وہ سیر انفسی ہے، سیر آفاقی سیر انفسی کے لئے اسباب ہے، ورنہ مقصود سیر سیر انفسی ہے، سیر آفاقی میں علم الیقین حاصل ہوتا ہے، اور سیر انفسی میں حق الیقین نصیب ہوتا ہے، جس جگہ لفظ شہود کا استعمال کیا جاتا ہے، وہ تنگی عبارت کی وجہ سے استعمال کیا جاتا ہے، ورنہ وہ ذات پاک بیچون وبیچگوں ہی، وبے شبہہ وبے مانند ہے،

اتصالے بے تکیف وبے قیاس ہست رب الناس راباجان ناس

سیر انفسی بعد فنا رکامل وبقائے اکمل کے نصیب ہوتی ہے بعض کو جو استغراق وبیخودی کے سبب فنا وبقا معلوم ہوتی ہے، حضرات نقشبندیہ اس کو وجود وعدم سے تعبیر کرتے ہیں، اور یہ حالت فنا سے پیشتر ہے، اور اسکو زوال ہو سکتا ہے، کبھی اس سے یہ حالت لے لیتے ہیں، اور کبھی اسکو دیدیتے ہیں، اور فنار کامل اور بقا اکمل کے بعد جو ولایت ہے، وہ زوال سے محفوظ ہے عشق ومحبت مقصود نہیں ہیں، بلکہ اس سے تعلقات دنیا کو منقطع کرنا ہے، اور عبودیت کے لئے ذریعہ ہیں، بندہ جب خالص بندہ ہوتا ہے، کہ اس کو ماسوا کی گرفتاری سے نجات ملے، ولایت میں سب سے اعلیٰ درجہ بندہ کے لئے مقام عبدیت ہے، اس سے آگے کوئی مقام ترقی نہیں ہے،



مکتوب ۱۳

بنام شیخ صوفی

شیخ صوفی صاحب آپ کی مجلس میں شیخ نظام الدین تھانیسری کے کسی درویش نے فقیر کی نسبت ایسا بیان کیا کہ فقیر وحدت وجود کا انکار کرتا ہے، اسلئے آپ کی طرف یہ حال لکھتا ہون تاکہ لوگ میری طرف سے بدظنی میں نہ پڑجائین،

فقیر کا اعتقاد بچپن سے اہل توحید کا مشرب تھا، اور فقیر کے والد بزرگوار قدس سرہٗ بظاہر اسی مشرب پر ہوسے ہیں، اور باطن میں پوری پوری نگرانی حاصل ہونے کے باوجود مرتبہ بے کیفی کی جانب رکھتے تھے، ان کا اشتغال ہمیشہ اسی طریق پر رہا، اور اس مضمون کے موافق کہ فقیہ کا بیٹا آدھا فقیہ ہوتا ہے، فقیر کو اس مشرب سے ازروے علم کے بہت فائدہ اور بڑی لذت حاصل تھی، یہان تک کہ حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ارشاد و ہدایت کے پناہ والے حقائق و معارف کے جاننے والے پسندیدہ دین کی تائید کرنے والے ہمارے شیخ و مولیٰ قبلہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت و صحبت نصیب کی، اور انھون نے فقیر کو طریقہ نقشبندیہ تعلیم فرمایا، اور اس مسکین کے حال زار پر بڑی توجہ فرمائی، اس طریقہ علیہ کی مشق کے بعد تھوڑی مدت میں توحید وجودی منکشف ہوگئی، اور اس کشف میں حد سے زیادہ ترقی ہوئی، اور اس مقام کے علوم و معارف بہت ظاہر ہوئے، اور اس مرتبہ کے دقائق میں شاید ہی کوئی دقیقہ رہ گیا ہو، جس کو فقیر پر منکشف نہ کیا ہو، اور شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف کے دقائق کو جیسے کہ چاہیئے ظاہر فرمایا، اور جس تجلی ذات کے بارے میں حضرت شیخ نے فرمایا ہے، کہ اس سے آگے عروج نہیں ہے، اوس سے بھی مشرف فرمایا، اور سکر اور غلبۂ حال اس توحید میں اس درجہ تک پہونچا

کہ بعض عریضوں میں جو خواجہ حضرتؒ کی خدمت میں لکھے تھے، یہ اشعار لکھدئیے،

اے دریغا کیں شریعت ملت اعمائی است ... ملت ما کافری وملت ترسائی است

کفروایماں زلف وروی آن پری زیبائی است ... کفروایمان ہر دو اندر راہ ما یکتائی است

ترجمہ: حکم پر چلنا شریعت کے یہ کام اچھا نہیں ... ملت عشق حقیقی سے کوئی اچھا نہیں

روئے و زلف یار ہی نور دل و ایمان ہے ... متیز حق و باطل عشق میں نقصان ہے

یہ حال بہت برسوں تک طاری رہا، ناگاہ عنایت خدا شامل حال ہوئی اور بیچونی و بیچگونی کے چہرے ڈھانپنے والے پردہ کو دور کر دیا، اور وہ علوم جو اتحاد اور وحدت وجود کی خبر دیتے تھے، زائل ہونے لگے اور یہ معلوم ہوا کہ ان علوم کا جو وحدت وجود میں ظاہر ہوئے تھے علم ذات وصفات سے اس کا کچھ تعلق نہیں ہے، بلکہ جو علوم علما سے حقانی شریعت نے بیان فرمائے بالکل صحیح و درست ہیں، اللہ تعالیٰ ان علمائے شریعت کو جزائے خیر دے، خدا خدا ہے، اور عالم عالم ہے، حق تعالیٰ بیچون و بیچگوں ہے، اور یہ عالم سراسر چون سے داغدار ہے، چون بے چون نہیں ہو سکتا، حادث قدیم نہیں ہو سکتا، انقلاب حقائق عقل اور شرعی طور پر محال ہے، حاصل کلام یہ ہے، کہ خطائے کشفی خطاے اجتہادی کا حکم رکھتی ہے کہ جس سے ملامت اور عتاب مرتفع ہے، بلکہ ثواب کے درجوں میں سے ایک درجہ اس کے حق میں ثابت ہے، البتہ اس قدر فرق ہے کہ مجتہد شریعت کے مقلد مجتہد کا حکم رکھتے ہیں، اور خطا کے ہو جانے پر بھی صواب کا ایک درجہ پا لیتے ہیں، برخلاف اہل کشف کے مقلدوں کے کہ معذور نہیں ہیں، اور خطا کے ہو جانے سے درجہ صواب سے محروم ہیں، کیونکہ الہام اور کشف غیر پر حجت نہیں، اور مجتہد شریعت کا قول غیر پر حجت ہے پس تقلید اول یعنی اہل کشف کی تقلید خطا کے احتمال پر جائز نہیں، اور تقلید ثانی یعنی مجتہد شریعت کی تقلید خطا کے احتمال پر جائز بلکہ واجب ہے،

مکتوب ۳۲

بنام شیخ حسام الدین احمدؒ

حضرت پیر دستگیر خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کے متعلق آپنے دریافت فرمایا ہے، میں کیا لکھوں اور کوئی کیا سمجھے گا، ہر مقام کے لئے علم و معارف جدا ہیں، اور احوال مواجید جدا، کسی مقام میں ذکر و توجہ مناسب ہے، کسی میں تلاوتِ قرآن، کسی میں نماز، کسی میں جذبہ، کسی میں سلوک، کسی میں یہ دونوں دولتیں ملی ہیں، اور کوئی مقام جذبہ اور سلوک دونوں جہتوں سے الگ ہے، یہ مقام نہایت عجیب ہے، اس مقام میں حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم ممتاز ہیں، اس مقام والے کے لئے دوسرے مقام والوں سے پورا پورا امتیاز ہے، اور یہ نسبت اصحاب کرام رضؓ کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام میں پوری جلوہ گر ہوگی یہ نسبت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بہ برکت صحبت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ملی ہے، اور یہ نسبت صحابہؓ میں آہستہ آہستہ کمال کو پہونچی ہے اور ہوسکتا ہے، کہ کسی امتی کو بھی اس سے مشرف فرمائیں لیکن بہ تبعیت اون کے،

مکتوب ۳۳

بنام ملا حاجی محمد لاہوری

علماء کے لئے دنیا کی محبت اور رغبت ان کے جمال کے چہرہ کا بدنما داغ ہے، مخلوقات کو اگرچہ ان سے بہت فائدہ پہونچتا ہے لیکن ان کا علم ان کے حق میں نافع نہیں، یہ علماء پتھر پارس کے مثال ہیں، کہ دوسروں کو چھوتے ہی سونا کر دیتا ہے، اور خود پتھر کا پتھر ہی رہتا ہے، اور دوسرے بانس اور پتھر کی آگ کہ جہاں اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، مگر وہ اپنی آگ سے خود فائدہ نہیں اٹھاتے ہیں، بلکہ بعض وقت بانس اپنی آگ سے خود ہی نقصان پا جاتا ہے، بلکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ علم ان کی نفس کے

حق میں مضر ہے، کہ حجت کو ان پر پورا کر دیا، اور کیونکر مضر نہ ہو، وہ علم جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک عزیز اور موجودات میں اشرف ہے، اسکو دنیا کمینی کے مال وجاہ حاصل کرنے کا وسیلہ بنایا ہے، ہاں وہ علما، جو دنیا سے بے رغبت ہیں، اور جاہ و مال کی محبت سے آزاد ہیں، علمائے آخرت سے ہیں، اور انبیا علیہم السلام کے وارث ہیں، کہ کل بروز حشر ان کی سیاہی خون شہدا کے ساتھ تولی جائی گی، اور بعض مشائخ بھی ایسے ہیں کہ دنیا کے کاروبار سب کرتے ہیں لیکن دنیا سے دل میں تعلق نہیں رکھتے جیسے حضرت خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ میں نے منیٰ کے بازار میں ایک (مکہ معظمہ میں ہے) تاجر کو دیکھا، کہ اس نے پچاس ہزار دینار کم و بیش کی خرید و فروخت کی لیکن ایک لحظہ اس کا دل خدا سے غافل نہ ہوا،

مکتوب ۳۴

بنام ملا حاجی محمد لاہوری

دونوں جہان کی سعادت کا نقد دونوں جہان کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر وابستہ ہے، وہ فلسفی جس نے اپنی بصیرت کی آنکھ میں صاحب شریعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کا سرمہ نہ ڈالا، عالم امر کی حقیقت سے اندھا ہے، چہ جائیکہ اس کو مرتبہ وجوب کا شعور ہو، اسکی کوتاہ نظر عالم خلق پر لگی ہوئی ہے، اور وہ بھی ناتمام، جواہر خمسہ جو اہل فلسفہ نے ثبوت کئے ہیں، سب عالم خلق میں ہیں، نفس و عقل کو جو مجردات سے گنتے ہیں، یہ ان کی نادانی ہے، نفس ناطقہ خود بھی نفس امارہ ہے، جو تزکیہ کا محتاج ہے، عالم امر سے اسکو کیا نسبت اور تجرد کو اس سے کیا مناسبت اگر لطائف عالم امر قلب، روح، سر خفی اخفیٰ کو جواہر خمسہ کہا جائے، تو مناسب ہے، کوتاہ نظری سے چند ٹھیکریوں کو جمع کر کے فلسفیوں نے ان کا نام جواہر رکھا ہے، عالم امر کے جواہر خمسہ کا ادراک کرنا اور ان کی حقیقت پر اطلاع پانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل تابعداروں کو نصیب ہے،

جب عالم صغیر یعنی انسان میں عالم کبیر کا نمونہ ہے تو عالم کبیر میں بھی ان جواہر خمسہ کے اصول ثابت ہیں، انسان کے دل کی طرح عرش مجید عالم کبیر کے اون جواہر کا مبدء ہے، اور اسی مناسبت کی وجہ سے قلب کو بھی عرش اللہ تعالیٰ کہتے ہیں، اور جواہر پنجگانہ کے باقی مراتب عرش کے اوپر ہیں، عرش عالم کبیر میں عالم خلق اور عالم امر کے درمیان برزخ ہے، جس طرح قلب انسان جو عالم صغیر میں عالم خلق اور عالم امر کے درمیان برزخ ہے، قلب اور عرش اگرچہ بظاہر عالم خلق میں ہیں لیکن حقیقت میں عالم امر سے ہیں، اور بیچونی اور بیچگونی سے کچھ حصہ رکھتے ہیں، ان جواہر خمسہ کی حقیقت پر اطلاع پانا اولیاء اللہ میں سے کامل افراد کے لئے مسلم ہے، جو مراتب سلوک کو مفصل طور پر طے کر کے نہایت النہایت تک پہونچ گئے ہیں،

ہر گدائے مرد میداں کے شود　　　پشۂ آخر سلیماں کے شود،

عالم امر کے حقائق کے اظہار سے رک جانا پڑتا ہے، ہر ایک شخص پوشیدہ معنوں کی باریکی نہیں سمجھ سکتا، علمائے راسخین جان سکتے ہیں،

جاننا چاہئے کہ ان جواہر کی ابتدا صفات اضافیہ سے ہے، جو وجوب اور امکان کے درمیان برزخوں کی طرح ہیں، اور ان کے اوپر صفات حقیقیہ ہیں، جن کی تجلیات سے روح کو حصہ حاصل ہے، اور قلب کا تعلق صفات اضافیہ سے ہے، اور ان کی تجلیات سے مشرف ہے، اور ان جواہر علیا میں سے باقی جواہر جو صفات حقیقیہ کے اوپر ہیں، حضرت ذات تعالیٰ کے دائرہ میں داخل ہیں، اسی لئے ان تینوں مراتب کی تجلیات کو تجلیات ذاتیہ کہتے ہیں، ان کی نسبت گفتگو کرنا اچھا نہیں،

قلم اینجا رسید سر بشکست

آگاہی مولینا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علاوہ ان پانچ حسیات کے پانچ حسیات دیگر فرمائے ہیں،

پنج گوہر داویم در درج سر	پنج حس دیگرے ہم مستتر
پنج حس ہست جز این پنج حس	آں چو زر سرخ واین حسہا چو مس
حس حیوان گر بدیدے آں صور	بایزیدے وقت بودے گاؤ خر

مکتوب ۳۵

بنام ملا حاجی محمدؒ لاہوری

سیر وسلوک سے مقصود تزکیہ نفس امارہ ہے، تاکہ خواہشوں اور جھوٹے معبودوں کیطرف تعلق نہ رہے، اور سوائے خدا کے کوئی مقصود نہ رہے، دینی مقاصد گرچہ نیک ہیں، اور ابرار ان کو جنت کے حاصل کرنے اور دوزخ سے بچنے کے لئے کرتے ہیں، اور مقربین ایسی نیت سے عمل کرنا برا جانتے ہیں، اور مقربین جو عمل کرتے ہیں، وہ رضائے حق کے لئے کرتے ہیں، ان کے لئے ایلام وانعام دونوں برابر ہیں، اگر بہشت کو چاہتے ہیں، تو اس کو مقام رضا جان کر چاہتے ہیں، اور اگر دوزخ سے بچتے ہیں تو اسکے غضب کی جگہ جانکر بچتے ہیں، اور فنا مطلق بلا عشق شرکت سوز کے حاصل نہیں ہوتی

عشق آں شعلہ است کو چوں برفروخت	ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
تیغ لا در قتل غیر حق براند	در نگر زاں پس کہ بعد از لاچہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت	شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت

مکتوب ۳۶

بنام ملا حاجی محمد لاہوری

شریعت کے تین جزو ہیں، علم، عمل، اخلاص، جب تک یہ تینوں جزو متحقق نہ ہوں شریعت

متحقق نہیں ہوتی، احوال و مواجید اور علوم و معارف جو صوفیا کو اثنائے راہ میں حاصل ہوتے ہیں، اصلی مقصود نہیں ہیں، بلکہ وہم و خیالات ہیں، جس سے طریقت کے بچوں کی تربیت کیجاتی ہے، طریقت اور حقیقت کی منزلیں طے کرنے سے یہ مقصود ہے، کہ (اخلاص حاصل ہو جائے،) جو مقام رضا کیلئے لازم ہے تین قسم کی تجلیوں اور عارفانہ مشاہدوں سے گذار کر ہزاروں میں سے کسی ایک کو اخلاص اور مقام رضا کی دولت تک پہونچاتے ہیں، بے سمجھ لوگ احوال و مواجید کو اصلی مقصود جانتے ہیں، اور مشاہدات اور تجلیات کو اصل مطلب خیال کرتے ہیں، اسی واسطے وہم و خیالات کے قید میں گرفتار رہتے ہیں، اور شریعت کے کمالات سے محروم ہو جاتے ہیں، ہاں مقام اخلاص کا حاصل کرنا اور مرتبہ رضا تک پہونچنا ان احوال و مواجید کے طے کرنے اور ان علوم و معارف کے ثابت ہونے پر وابستہ اور منحصر ہے، اور باقی باتیں مطلوب کے حاصل کرنے کیلئے وسیلہ ہیں، اس مطلب کی حقیقت حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل فقیر پر دس سال کے بعد ظاہر ہوئی ہے،

مکتوب ۳۷

بنام شیخ محمد خیری،

طریقہ نقشبندیہ مثل اکسیر کے ہے، اور سنّت کی پیروی اس میں ضروری ہے، علوم و معارف مثل بہاری ابر کے برستے رہے، اور جو کام تھا، وہ تمام کمال کو پہونچا، اب سوائے اتباع سنّت کے اور کوئی آرزو باقی نہیں ہے، آپ کو چاہیئے، کہ اپنے باطن کو حضرات خواجگان قدس سرہم کی نسبت سے معمور رکھیں، اور ظاہر کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تابعداری سے آراستہ پیراستہ رکھیں، ع

کار این است غیر این ہمہ ہیچ

مکتوب ۳۸

بنام شیخ محمد خیری

جو کچھ حق تعالیٰ کی ذات بحت (خاص ذات) کے سوا ہے، اسکی تعبیر غیر سے کی گئی ہے، اگرچہ اسمار و صفات ہوں، بعض سالکوں نے نہایت مطلب تک نہ پہونچکر چوں کو بیچوں تصور کیا ہے، اور شہود و معرفت کو اس کی طرف دخل دیا ہے، علمار کے معتقد کئی درجہ بہترین عقائد ہیں، کیونکہ ان کی تقلید نور نبوت قرآن و حدیث سے ہے جسکی طرف سہو و خطا کو راستہ نہیں، اور ناقص لوگوں کا مقتدا غیر صحیح یعنی غلط کشف ہے، ع

ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

کوئی بیوقوف یہ خیال نہ کرے کہ معرفت میں عام اور خاص اور مبتدی اور منتہی برابر ہین، مبتدی کو صرف علم ہی علم ہے، اور منتہی کو علم و معرفت ہے، اور معرفت سوائے فنا و بقا کے حاصل نہیں ہوتی حضرت مولینا رومیؒ فرماتے ہیں:۔

ہیچ کس را تا نشد این فنا — نیست رہ در بارگاہ کبریا

اور اسی معرفت کو ادراک بسیط بھی کہتے ہیں، اور جب فنا میں مرتبہ مختلف ہیں، تو اس کے منتہیوں کے مرتبہ میں بھی فضیلت ہوگی،

آگاھی۔ حضرت مولینا رومیؒ فرماتے ہیں،

واصلاں چوں غرق ذات اند اے پسر
کے کنند اندر صفات او نظر

مکتوب ۳۹

بنام شیخ محمد خیری

کام کا دار و مدار قلب پر ہے، اگر قلب حق تعالیٰ کے سوا غیر کی طرف گرفتار ہے، تو خراب و ابتر ہے، صرف ظاہری اعمال اور رسمی عبادتوں سے کچھ نہیں ہو سکتا، اور اسی طرح جن اعمالوں کے لئے شریعت نے حکم دیا ہے، ان کے بلا کئے دعوی سلامتی قلب کرنا غلط ہے،

مکتوب ۴۰

بنام شیخ محمد خیری

سلوک اور جذبہ کی منزلوں کا طے کرنا صرف خلوص حاصل کرنے کا منشا رمقصود ہے پس طریقت و حقیقت دونوں شریعت کے تیسرے جز یعنی اخلاص کی تکمیل کے لئے شریعت کے خادم ہیں،

مکتوب ۴۱

بنام شیخ درویش

اللہ تعالیٰ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سنت کی پیروی نصیب کرے حبیب کا ہر فعل محبوب ہوتا ہے، لہذا جو پیروی سنت کرے گا، وہ بھی حسب حیثیت محبوب ہو گا، اور اس کا فعل قابل قبول ہے، اور خلاف سنت کوئی فعل قابل قبول نہیں، ظاہر و باطن میں بال برابر مخالفت نہیں ہے، مثلاً زبان سے جھوٹ نہ بولنا شریعت ہے، اور دل سے جھوٹ کا خطرہ دور کرنا طریقت و حقیقت ہے، اگر جھوٹ بولنے کی نفی بہ تکلف ہے تو طریقت ہے اور اگر بلا تکلف حاصل ہے تو

حقیقت ہے، جو باتیں صوفیہ سے خلاف شرع سرزد ہوتی ہیں، وہ بوجہ سکر کے ہیں۔ مقام صدیقیت تمام مقامات ولایت سے بالاتر ہے اس کے آگے مرتبہ مقام نبوت ہے، فرق مقام صدیقیت اور نبوت میں یہ ہے، کہ نبوت میں وحی نازل ہوتی ہے، اور صدیق کو الہام ہوتا ہے، پس مقام صدیقیت میں پہونچنے کے بعد شریعت اور طریقت میں کچھ فرق یا مخالفت نہیں رہتی اور صحو تام مقام صدیقیت میں ہے اور باقی مقام سکر سے خالی نہیں، دوسرا فرق ان دونوں علموں کے درمیان یہ ہے، کہ وحی میں قطعی ہے اور الہام میں ظن، کیونکہ وحی بذریعہ فرشتہ کے ہے، اور فرشتہ معصوم ہیں، ان میں خطا کا احتمال نہیں اور الہام اگرچہ محل عالی رکھتا ہے جسے قلب کہتے ہیں، اور قلب عالم امر سے ہے، لیکن قلب کا عقل اور نفس کے ساتھ ایک قسم کا تعلق ثابت ہے۔ اور نفس اگرچہ تزکیہ کیساتھ مطمئنہ ہو جائے لیکن اپنی صفات سے ہرگز نہیں بدلتا، اسی واسطے اس مقام الہام میں خطا ہونا ممکن ہے نفس کے مطمئنہ ہو جانے کے باوجود اس کی صفات کے باقی رکھنے میں بہت فائدے ہیں، اگر نفس بالکل صفات کے ظہور سے روکا جائے تو ترقی کا راستہ بند ہو جائے اور روح فرشتہ کا حکم پیدا کرلے، اور اپنے مقام میں بند ہو جائے کیونکہ ترقی کا حاصل ہونا نفس کی مخالفت کا سبب ہے، اگر نفس میں مخالفت نہ رہے، تو ترقی کیسے ہوگی۔

حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کفار کے جہاد سے واپس تشریف لائے، تو آپ نے ارشاد فرمایا، رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر نفس کے جہاد کو اکبر فرمایا، بجالت حضور نفس کی ندامت پشیمانی التجا عاجزی ایسی ہوتی ہے، کہ ایک سال کا کام ایک گھڑی میں حاصل ہوتا ہے۔

مکتوب ۴۲

بنام شیخ درویش

جب تک انسان کا قلب پراگندہ تعلقات سے آلودہ ہے، تب تک محروم و مہجور ہے، دل

کی حقیقت جامع کے آئینہ سے ماسوا اللہ کی محبت کا زنگ کا دور کرنا ضروری ہے، اور زنگ دور کرنے کی سب سے بہتر چیز اتباعِ سنت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے،

مکتوب ۴۳

بنام شیخ فرید،

صوفیا کو جو اثنائے راہ میں توحید حاصل ہوتی ہے، دو قسم کی ہے، توحید وجودی و توحید شہودی توحید شہودی یہ ہے کہ سالک کو سوائے ایک ذات کے اور کچھ مشہود نہیں ہوتا، اور توحید وجودی میں ایک موجود کو جاننا، اور اس کے غیر کو نابود سمجھنا، اور غیر کو معلوم جاننے کے باوجود اس کا مظہر اور جلوہ گاہ خیال کرنا ہے پس توحید وجودی علم الیقین کے قسم سے ہے، اور توحید شہودی عین الیقین کے قسم سے ہے، توحید شہودی اس راہ میں ضروری ہے، کیونکہ غلبہ کیسا تھ سوائے ایک ذات کے دوسرا اسکو نہیں دکھتا، مثلاً کسی کو آفتاب کا علم ہے، تو یہ علم آفتاب وجود ستاروں کو بے وجود نہیں کرسکتا، اور جو عین آفتاب کو دیکھ رہا ہے، اسکی نگاہ عین الیقین میں وجود ستاروں کا نیست و نابود ہے،

حضرت بایزید بسطامی اور منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہم نے غلبہ حال عین الیقین میں سبحانی ما اعظم شانی اور انا الحق کہا ہے، اثنائے غلبہ حال میں ان کو اپنا اور خلق کا وجود نہ دکھا، اور صرف ایک ذات رب کی دکھی، اسوقت انھوں نے ایسے الفاظ بولے ہیں، اگر اپنی ذات کو دیکھتے، اور پھر یہ الفاظ کہتے، تو کفر تھا، جب اس مقام عین الیقین سے حق الیقین میں پہونچتا ہے، تو کوئی مخالفت باقی نہیں رہتی، اور ان کا علم عین علم شریعت ہوتا ہے، کہ جس میں لغزش کو قطعی گنجایش نہیں ہے شریعت کو اپنی جگہ پر قائم رکھ کر حقیقت کو طلب کرنا بہادروں کا کام ہے، میرے حضرت خواجہ

باقی باللہ رحمہ اللہ بھی توحید وجودی کا اول مشرب رکھتے تھے، پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کوچہ تنگ سے خلاصی عطا فرما کر ترقی عنایت کی، آخر وقت میں آپ نے فرمایا ہے ع

توحید کوچہ تنگ است شاہ راہ دیگر است

مکتوب ۴۴

بنام شیخ فرید

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار ہیں، اور قیامت کے دن اور لوگوں کی نسبت زیادہ تابعداری کرنیوالوں میں ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب اولین و آخرین سے بزرگ ہیں، اور پہلے ہیں جو قبر سے نکلیں گے، اور اول ہیں جو شفاعت کریں گے، اور اول ہیں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کے لئے دروازہ کھول دیگا، اور قیامت کے دن لوائے حمد کے اٹھانے والے ہیں جس کے نیچے آدم اور تمام انبیاء علیہم السلام ہوں گے، اور وہ ذات مبارک ہیں جنھوں نے فرمایا ہے، کہ قیامت کے دن ہم ہی آخرین میں ہیں اور ہم ہی آگے بڑھنے والے ہیں، اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا کہ میں اللہ کا دوست ہوں، اور میں پیغمبروں کا پیشرو ہوں، اور کچھ فخر نہیں، اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں، اور کچھ فخر نہیں، اور میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں، جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا، تو ان میں سے بہتر خلقت میں مجھے پیدا کیا، پھر ان کو دو گروہ بنایا اور مجھے ان میں سے اچھے گروہ میں کیا، پھر ان کے قبیلے بنائے، اور مجھے ان میں سے بہتر قبیلے میں بنایا، پھر ان کو گھروں میں تقسیم کیا، اور مجھے ان میں سے اچھے گھر والوں میں پیدا کیا، پس میں از روئے نفس اور گھر کے ان سب سے بہتر ہوں، اور میں سب لوگوں سے اول نکلوں گا جب وہ قبروں سے نکالے

جائیں گے، اور میں ان کا رہنما ہوں، جب کہ وہ گروہ گروہ بنائے جائیں گے، اور میں ان کا خطیب ہوں، جب کہ وہ خاموش کرائے جائیں گے، اور میں ان کا شفیع ہوں، جب وہ روکے جائیں گے اور میں ان کو خوشخبری دینے والا ہوں، جب وہ ناامید ہو جائیں گے، اور کرامت اور جنت کی کنجیاں اور لوائے حمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا، اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولادِ آدم سے بزرگ ہوں، ہزار خادم میرے گرد طواف کریں گے، جو خوشنما آبدار موتیوں کی طرح ہوں گے، (یعنی حور وغلمان) اور جب قیامت کا دن ہوگا، میں نبیوں کا امام اور ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والا ہونگا، اور مجھے اس بات کا فخر نہیں ہے، اگر حضور کی ذات پاک نہ ہوتی، تو اللہ تعالے خلقت کو پیدا نہ کرتا، علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا، اور آپ نبی تھے، جب کہ حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں تھے، یعنی ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے،

نماند بعصیاں کسے در گرو   کہ دارد چنیں سید پیشرو

پس ایسے پیغمبر علیہ السلام کے تصدیق کرنے والے تمام امتوں سے بہتر ہیں، اور آپ کے جھٹلانے والے سب بنی آدم میں بدترین ہیں، اصحاب کہف نے اتنا بڑا درجہ صرف ایک ہی نیکی کے باعث پایا ہے، اور حضرت رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں تو حضور کے تابعدار بھی آپ کی تابعداری کے باعث محبوبیت کے درجہ تک پہونچ جاتے ہیں،

محمد عربی کآبروے ہر دو سرا است   کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

مکتوب ۴۵

بنام شیخ فرید

خدا کے دوست بموجب المرء مع من احب خدا کے ساتھ ہیں، لیکن جسمانی تعلق اس معیت

اور اتصال کے درمیان ایک قسم کا مانع ہے لیکن موت کے بعد قرب در قرب اور اتصال در اتصال ہے، الموتُ جسرٌ یوصلُ الحبیبَ الی الحبیبِ، موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملاتی ہے، نقشبندیہ کی نسبت اہل بیت کی طرح ہیں انسان جس طرح باطنی جمعیت کا محتاج ہے اسی طرح ظاہری جمعیت کی بھی اسکو احتیاج ہے بلکہ یہ احتیاج مقدم ہے، بلکہ تمام مخلوقات میں انسان زیادہ محتاج ہے، اور یہ احتیاج کی زیادتی اسکو اسکی جامعیت کے سبب سے ہے اور جو کچھ سب کے لئے درکار ہے، وہ اس اکیلے کو درکار ہے، اور جس جس چیز کا یہ محتاج ہے اس کیساتھ اس کا تعلق بھی ہے پس اس کے تعلق سب سے زیادہ ہیں، اور ہر ایک تعلق خدا کی طرف سے روگردانی کا باعث ہے پس اس لحاظ سے تمام مخلوقات میں سے زیادہ محروم انسان ہے،

پایہ آخر آدم است و آدمی، گشت محروم از مقام محرمی،

گر نگردد باز مسکین زین سفر نیست از وے ہیچکس محروم تر

حالانکہ تمام مخلوقات میں سے اس کے افضل اور اشرف ہونے کا سبب بھی یہی وجہ جامعیت ہے اس لئے کہ اس کا آئینہ پورا اور کامل ہے، اور جو کچھ تمام مخلوقات کے آئینوں میں ظاہر ہے وہ اوس کے ایک ہی آئینہ میں روشن ہے، پس اس جہت سے تمام مخلوقات سے بہتر اور اچھا انسان ہے، اور سب سے بدتر بھی یہی انسان ہے،

مکتوب ۲۳

بنام شیخ فرید

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت بدیہی ہے، محتاج دلیل نہیں ہے، بشرطیکہ قوت مدرکہ باطنی مرضوں سے سلامت ہو، مثلاً صفراوی آدمی جب تک مرض

صفرا میں گرفتار ہے، قند اور نباتات کی شیرینی اس شخص کے نزدیک محتاج دلیل ہے، لیکن اس مرض سے خلاصی پانے کے بعد کسی دلیل کی حاجت نہیں، بیچارہ احول جو ایک شخص کو دو دیکھتا ہے، معذور ہے، پس اسی طرح یقینی ایمان حاصل کرنے کے لئے دلی امراض کا دور کرنا ضروری ہے، اگر بلا تزکیہ نفس ایمان ہے، تو صرف ظاہری رسمی طور پر ہے، کیونکہ نفس امارہ اس کے بالکل خلاف ہے، اور مرض امارگی میں مبتلا ہے، اور شخص صفراوی بخار کے احساس ذائقہ نہیں کرتا، اس واسطے اس کا تزکیہ ضروری ہے تاکہ اس کا مرض دور ہو کر یقین حقیقی نصیب ہو، اور اس قسم کا ایمان زوال سے محفوظ ہے،

مکتوب ۴۷

بنام شیخ فرید؟

بادشاہ کی نسبت جہان کے ساتھ ایسی ہے، جیسے دل کی نسبت بدن کے ساتھ اگر دل اچھا ہے تو بدن بھی اچھا ہے، اگر دل بگڑ جائے تو بدن بھی بگڑ جاتا ہے،

مکتوب ۴۸

بنام شیخ فرید،

چونکہ اسوقت بادشاہ اسلام ہے، خدا اسکو قائم رکھے، اور توفیق دے کہ احکام شریعت کی ترقی کرے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام اسی شریعت کے لئے دنیا میں تشریف لائے ہیں،

مکتوب ۴۹

بنام شیخ فرید

ظاہری دولت یہ ہے کہ شریعت سے آراستہ ہو، اور باطن یہ ہے کہ دل کو سوائے

محبت خدا کے غیر کی محبت سے پاک رکھا جائے،

مکتوب ۵۰

بنام شیخ فرید

دنیا ظاہر میں بہت میٹھی ہے، اور اس کا باطن بہت خراب زہر قاتل ہے، اس کا مقبول خوار اور عاشق مجنون ہے،

مکتوب ۵۱

بنام شیخ فرید

بیچارے مسلمان آج کل سخت پریشانی میں مبتلا ہیں، آپ سید ہیں اگر آپ امداد فرماوینگے تو اس حدیث کے موافق کہ میرے اہل بیت مثال کشتی نوح کے ہیں، جو اس میں آگیا غرق سے بچ گیا، ماجور ہوں گے،

مکتوب ۵۲

بنام شیخ فرید

نفس امارہ انسانی حب وجاہ وریاست پر پیدا کیا گیا ہے، اور اس کا مقصود سب ہمسروں پر بلندی اور تمام مخلوقات اس کی محتاج اور اس کے تابع رہے، اور خود کسی کا محتاج نہ ہو، دعوی خدائے بے مثل کے ساتھ شرکت الوہیت کی رکھتا ہے، حدیث قدسی میں آیا ہے، کہ اپنے نفس کو دشمن رکھ، کیونکہ وہ میری دشمنی پر کھڑا ہے، دنیا کمینی کے حاصل ہونے پر نفس کی آرزوئیں پوری ہوتی ہیں، اسی واسطے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فقر سے فخر تھا، کیونکہ اس میں نفس کی نامرادی ہے، انبیاء علیہم السلام کے پیدا ہونے سے مقصود اور شرعی تکلیفوں میں حکمت یہی ہے، کہ نفس امارہ

خراب اور عاجز ہو، شرعی ایک کام بجالانا ہزار سالہ ریاضت جو اپنے طریق پر کی ہوں اس سے کئی درجہ بہتر ہے۔ اور بزرگان دین نے اسی نفس کی سرکوبی اور اصلاح کے لئے ذکر کلمہ شریف مقرر فرمایا ہے، اور اس کلمہ شریف کی فضیلت میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ سب آسمانوں اور زمینوں کو ایک پلہ میں رکھا جائے، اور دوسرے پلہ میں کلمۂ طیبہ کو رکھیں تو کلمہ والا پلہ بھاری ہوگا

مکتوب ۵۳

بنام شیخ فرید

سنا گیا ہے کہ بادشاہ اسلام نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ چار عالم حق پسند ملازم رہیں، اور وہ احکام شریعت بیان کرتے رہیں، تاکہ شریعت کے خلاف کوئی کام نہ ہو، آپ دیندار عالم تلاش کرکے رکھیں ورنہ اکثر عالم دنیا دار معاملات شریعت کو اپنی جاہ و حشمت کی طلب کی وجہ سے امت میں اختلاف پیدا کر دیتے ہیں، اس میں بہت احتیاط چاہیے جس طرح علما کے وجود سے خلاصی مخلوقات ہے، اسی طرح خسارہ بھی انہی پر منحصر ہے، علما ہی تمام جہان کی نسلوں میں بہتر ہیں، اور علما میں بدتر عالم تمام جہان کے انسانوں میں بدتر ہے، کیونکہ تمام جہان کی ہدایت اور گمراہی انہی پر موقوف ہے،

مکتوب ۵۴

بنام شیخ فرید

یقینی طور پر تصور فرمائیں کہ بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے زیادہ بدتر ہے اور تمام بدعتی فرقوں میں بدتر اس گروہ کے لوگ ہیں، جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے ساتھ

بغض رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ان کا نام کفار رکھتا ہے، لِیَغِیظَ بِھِمُ الکُفَّار، قرآن شریف اور شریعت کی تبلیغ اصحاب ہی نے کی ہے، اور جب ان پر طعن لگائیں، تو قرآن اور شریعت پر طعن آتا ہے قرآن شریف کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع کیا ہے، اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مطعون ہیں تو قرآن مجید بھی مطعون ہے، حق تعالیٰ ان زندیقوں کے ایسے بُرے اعتقاد سے بچائے، مخالفت اور جھگڑے جو اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ہوئے ہیں، نفسانی خواہشوں پر محمول نہیں ہیں، کیونکہ خیرالبشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ان کی نفسوں کا تزکیہ ہو چکا تھا، اور امارہ پن سے آزاد ہو گیا تھا، اس قدر جانتا ہوں کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ اس بارہ میں حق پر تھے، اور ان کے مخالف خطا پر، لیکن یہ خطا اجتہادی ہے، جو فسق کی حد تک نہیں پہونچاتی، بلکہ اس قسم کی خطا میں ملامت کی بھی مجال نہیں، کیونکہ ایسی خطا کرنے والے کو بھی ایک درجہ ثواب کا حاصل ہے، اور کمبخت یزید اصحاب رضی سے نہیں ہے، اس کی بدبختی میں کس کو کلام ہے، جو کام اس بدبخت نے کیا ہے، کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کرتا، اہل سنت وجماعت میں سے بعض علمار نے اس پر لعنت کرنے پر جو توقف کیا ہے، تو اس لحاظ سے نہیں کیا ہے، کہ وہ اس سے راضی ہیں، بلکہ اس کی توبہ و رجوع کے احتمال پر کیا ہے، آپ کو چاہئے کہ قطب زمان بندگی مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ کی معتبر کتابیں کچھ کچھ ہر روز آپ کی مجلس میں پڑھی جایا کریں، تاکہ معلوم ہو جائے، کہ انھوں نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اصحاب رضی کی کس طرح تعریف کی ہے، اور کس ادب کے ساتھ یاد کیا ہے، تاکہ بدخواہ دشمن شرمندہ اور خوار ہوں،

مکتوب ۵۵

بنام شیخ فرید

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بھائی اپنے کو دوست رکھے

تو اس کو چاہئے کہ اپنی محبت کا اظہار اس پر کر دے،

مکتوب ۵۶

بنام شیخ عبدالوہاب

سادات سے محبت رکھنی چاہئے، اور ان کی محبت کا ہمیں امر فرمایا گیا ہے، اور ایک سید کی آپ نے کسی سے سفارش فرمائی ہے،

مکتوب ۵۷

بنام شیخ محمد یوسف

اپنے ظاہر کو ظاہر شریعت سے، اور باطن کو باطن کی حقیقت سے پیراستہ رکھیں، کیونکہ طریقت و حقیقت دونوں شریعت ہی کی حقیقت و طریقت سے مراد ہیں، نہ یہ کہ شریعت کچھ اور ہے، اور طریقت و حقیقت کچھ اور ہے، کہ یہ الحاد اور زندقہ ہے،

مکتوب ۵۸

بنام سید محمود،

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگون قدس سرہم نے بخلاف دوسرے سلاسل کے اپنے طلبہ کی سیر عالم امر سے شروع کی ہے، اور عالم خلق کی سیر اسی ضمن میں طے کر لیتے ہیں، اسی واسطے طریقہ نقشبندیہ سب طریقون سے اقرب ہے، یہی وجہ ہے کہ دوسروں کی نہایت ان کی ابتدا میں مندرج ہے، ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ان بزرگواروں کا طریقہ بعینہ طریقہ صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے، کیونکہ حضرت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی ہی صحبت میں انتہا کی ابتدا میں درج ہونے کے طریق پر جو کچھ حاصل ہو جاتا تھا، جو امت کے کامل اولیا کو انتہا میں بھی حاصل ہو، مشکل ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشیؓ جو ایک ہی دفعہ حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، خواجہ اویس قرنیؒ سے جو سب تابعین سے بہتر ہیں، کئی درجہ افضل ہیں

مکتوب ۵۹

بنام سید محمود

علم دو قسم ہے، ایک علم فقہ، دوسرا علم اعتقاد، اور قلب کا یقین، اور ائمہ فرقہ ناجیہ اہل سنت کے قیاس صحیح اور عقیدے کے موافق ہے، نجات ان بزرگوں کی اتباع بغیر محال ہے، اگر بال برابر بھی مخالفت ہے، تو کمال خطرہ ہے، یہ باب کشف صحیح اور الہام صریح سے یقینی طور پر حاصل ہو چکی ہے، اس میں کچھ خلاف نہیں ہے، پس خوشخبری ہے اس کو جسکو ان کی متابعت کی توفیق حاصل ہوئی، اور ان کی تقلید سے مشرف ہوا، اور ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جس نے ان کی مخالفت کی، اور ان سے الگ ہو گیا، اور ان کے اصول سے منہ پھیرا، اور ان کے گروہ سے نکل گیا، پس وہ خود بھی گمراہ ہوا، اور اوروں کو بھی گمراہ کیا، تمام صحابہ اس بات پر متفق ہیں، کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سب سے بہتر و افضل ہیں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ کو آسمان کے نیچے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی شخص نہ ملا، اور صدر اول کا اجماع قطعی ہے، جس میں انکار کو دخل نہیں ہے، اور اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنزل

کشتی نوح علیہ السلام کی طرح ہے، جو اس پر سوار رہا وہ بچ گیا، اور جو پیچھے ہٹا وہ ہلاک ہوگیا،

بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابؓ کو ستاروں کی مانند فرمایا اور اہل بیت کو کشتی نوحؑ کی طرح، اس میں اشارہ ہے کہ کشتی کے سوار کے لئے ستاروں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ ہلاک ہونے سے بچ جائے، اور ستاروں کی رعایت کے بغیر نجات بالکل محال ہے، اور اس بات کو اچھی طرح معلوم کریں کہ بعض کا انکار سب کے انکار کو مستلزم ہے کیونکہ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی فضیلت میں سب صحابہ مشترک ہیں، اور صحبت کی فضیلت تمام فضیلتوں اور کمالوں سے بڑھ کر ہے، یہی وجہ ہے کہ اویس قرنی جو تمام تابعینؒ سے بہتر ہیں لیکن ایک ادنیٰ صحابیؓ کے درجہ کو نہیں پہونچے، پس صحبت کی فضیلت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے اور نہ ہوگی، کیونکہ ان کا ایمان صحبت اور نزول وحی کی برکت سے شہودی ہوگیا تھا، اور صحابہؓ کے بعد کسی کو اس درجہ کا ایمان نصیب نہیں ہوا، اور اعمال ایمان پر مترتب ہوتے ہیں، اور کمال ایمان کے کمال کے موافق حاصل ہوتا ہے، اور جو کچھ ان میں جھگڑے واقع ہوئے ہیں، سب بہتر حکمتوں اور نیک گمانوں پر محمول ہیں، وہ حرص وہوا اور جہالت سے نہ تھے بلکہ وہ اجتہاد اور علم کی رو سے تھے، اور اگر ان میں سے کسی نے اجتہاد میں خطا کی ہے، تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک خطا کار کے لئے بھی ایک درجہ ہے، اور یہی افراط و تفریط کے درمیان سیدھا راستہ ہے جس کو اہل سنت والجماعت نے اختیار کیا ہے، اور یہی بچاؤ والا اور مضبوط راستہ ہے، غرض کہ علم و عمل دونوں شریعت سے حاصل ہوتے ہیں، اور اخلاص کا حاصل ہونا جو علم و عمل کے لئے روح کی طرح ہے، طریق صوفیہ کے چلنے پر منحصر ہے،

مکتوب ۶۰

بنام سید محمود

خطرات کا دور ہونا، اور وسوسوں کا دفع حضرات نقشبندیہ کے طریقہ میں پوری طور پر حاصل ہے، حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نے فرمایا ہے، کہ خطرات کے دفع کرنے سے وہ خطرات مراد ہیں، جو مطلوب کے دوام توجہ کے مانع ہوں نہ کہ مطلق طور پر خطرات کا دفع کرنا،

اگاھی مقام یادداشت حاصل ہونے کے بعد اگر عمر نوح علیہ السلام بھی عنایت فرمائی جائے، جب بھی دل میں غفلت ایکدم نہیں ہوتی، یہ خطروں کا جھگڑا فنا تمام و بقاء اکمل سے پہلے ہے،

مکتوب ۶۱

بنام سید محمود

اللہ تعالیٰ اگر اپنی معرفت دینا نہ چاہتا، تو طلب اور درد پیدا نہ کرتا، خدا کی جناب میں ہمیشہ گریہ وزاری کرنا چاہیئے، گر اصل تضرع وزاری میسر نہ ہو تو نقل ہی کرنا چاہیئے، اور پیر کی خدمت میں مثل مردہ بدست زندہ رہنا چاہیئے، اور شیخ کامل برزخ ہے درمیان طالب اور خدا کے، ان بزرگوں کے طریق کا مدار صحبت پر ہے، صرف کہنے سننے سے کچھ نہیں ہوتا،

مکتوب ۶۲

بنام مرزا حسام الدین احمد

وصول الی اللہ کے دو جزو ہیں، جذبہ، اور سلوک، وہ جذبہ جو سلوک سے مقدم ہے، اصلی

مقصود نہیں، اور وہ جذبہ جو سلوک کے بعد ہے، کارآمد ہے، جذبہ اور تصفیہ سلوک کی آسانی کیلئے ہیں، کیونکہ سلوک کے طے کئے بغیر جمال نظر نہیں آتا، صورت سے گذر کر حقیقت تک پہونچنا نہایت ضروری ہے، اور حقیقت کو چھوڑ کر صورت پر کفایت کرنا سراسر دوری ہے،

مکتوب ۶۳

بنام شیخ فرید

ہزاروں رحمتیں نازل ہوں حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ان بزرگواروں کے طفیل جہان کو نجات ابدی کی سعادت نصیب ہوئی، اگر ان ذات شریف کا وجود نہ ہوتا، تو خداوند تعالیٰ اپنی ذات وصفات کی خبر نہ دیتا، اور ان کی وجہ سے ہمنے راستہ رضامندی و نارضامندی حق کا جانا ہے، اور یہ بزرگوار اصول میں متفق ہیں، ذات وصفات حشر و نشر، وحی جنت و دوزخ عذاب و ثواب، وجود فرشتہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، خدا کی ذات وصفات میں کسی کو حلول واتحاد نہیں، نہ کوئی اس میں شریک ہے، فروعات میں وقتاً فوقتاً بوجہ ضرورت خلق و حکمت خدا تبدیلی احکام ہوتی رہی ہے، بخلاف اس کے غیر مذاہب میں کوئی حلول واتحاد کا قائل ہے، اور کوئی ذاتِ خدا کا کسی انسان میں حلول کرنے کا مدعی ہے،

مکتوب ۶۴

بنام شیخ فرید

دنیا کی لذت اور الم دو قسم کے ہیں جسمانی اور روحانی، جس چیز میں جسم کو لذت ہے، اس میں روح کا رنج ہے، اور جس چیز سے جسم کو رنج پہونچے، اس میں روح کی لذت ہے، اور باقی مضمون

اس مکتوب شریف کا مکتوب نمبر ۴۱ کے قریب قریب ہے،

مکتوب ۶۵

بنام خان اعظم

یہ مکتوب شریف خان اعظم کے نام ہے، اور اس میں ارشاد فرمایا ہے، کہ احکامِ اسلام کے جاری کرنے میں کوشش کریں،

مکتوب ۶۶

بنام خان اعظم

فضائل طریقہ نقشبندیہ میں ہے، مضمون اس مکتوب شریف کا مکتوب ۵۸ کے قریب قریب ہے

مکتوب ۶۷

بنام خان خاناں

یہ مکتوب شریف خانخاناں کے نام ہے، اور کسی مسکین اہلِ حاجت کے لئے سفارشاً تحریر فرمایا ہے،

مکتوب ۶۸

بنام خانخاناں

تواضع دولت مندوں کے لئے اچھی ہے، اور فقرائی کے لئے استغنائی اچھی ہے، متکبروں کے ساتھ تکبر کرنا صدقہ ہے، کسی شخص نے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز کو کہا کہ یہ شخص متکبر ہے، تو آپ نے فرمایا کہ میرا تکبر خدا کی جانب سے ہے، آپ اس گروہ کو ذلیل وخوار نہ سمجھیں، حضرت

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے :-

"بہت سے ایسے پراگندہ حال درویش ہیں جن کو لوگ دروازوں سے ہانکتے ہیں لیکن وہ اگر اللہ پر قسم کھائیں، تو اللہ ان کو پورا کردے"

مکتوب ۶۹

بنام لامعلوم الاسم

نجات کا طریق افعال واقوال اور اصول وفروع میں فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت کے متابعت پر ہے، اور اس کے علاوہ جس قدر فرقے ہیں، زوال میں اور ہلاکت کے کنارے پر ہیں۔

مکتوب ۷۰

بنام خانخانان

انسان کے لئے جس طرح اس کی جامعیت اس کے قرب اور کرامت اور فضیلت کا باعث ہے، اسی طرح یہی جامعیت اس کے بعد اور ذلت اور خواری کا موجب ہے، قرب کا باعث تو اس واسطے ہے کہ اس کا آئینہ تمام وکمال ہے، اور تمام اسماء وصفات بلکہ تجلیات ذاتیہ کے بھی ظہور کی قابلیت رکھتا ہے، حدیث قدسی میں ارشاد ہے :-

لَا یَسَعُنِی اَرْضِی وَلَا سَمَائِی وَلٰکِنْ	نہیں زمین میں سما سکتا ہوں نہ آسمان
یَسَعُنِی قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ،	میں لیکن قلب مومن میں سما سکتا ہوں

اور بعد اور دوری کا باعث یہ ہے، کہ یہ تمام اشیاء کا جامع ہے، اور تمام اشیاء کی اسکو حاجت ہے اس واسطے ان اشیاء میں یہ گرفتار ہے، اور یہی اس کے بعد کا باعث ہیں، پس تمام مخلوقات

میں بہتر بھی یہی ہے، اور بدتر بھی یہی ہے لیکن دونوں جہان کے سردار سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی جس نے کی اس نے نجات پائی اور جس نے مخالفت کی اسکی تباہی ہوئی،

مکتوب ۱

بنام نخشی ناں

منعم کا منعم علیہ پر شکر واجب ہے، فقرا دولتمندوں سے پانچسو برس پیشتر جنت میں جائینگے شکر یہ حق تعالیٰ کا یہ ہے کہ فرقہ ناجیہ اہل سُنت والجماعت کے عقائد کے موافق اپنے عقیدوں کو درست کیا جائے، دوسرے یہ کہ اسی فرقہ ناجیہ کے ائمہ مجتہدین کے اقوال کے موافق شرعی عملی احکام بجالائے جائیں، تیسرے یہ کہ اسی بلندگروہ کے صوفیۂ کرام کے سلوک کے مطابق تصفیہ و تزکیہ کیا جائے، جو عمل ان ارکان ثلاثہ کے مخالف ہو خواہ وہ سخت ریاضت اور مشکل مجاہدہ ہو منعم حقیقی جلشانہٗ کی نافرمانی، اور گنہگاری، اور ناشکری میں داخل ہے، ہندو، برہمنوں اور یونانی فلسفیوں نے ریاضتوں اور مجاہدوں میں کمی نہیں کی، چونکہ وہ سب کے سب انبیاء علیہم السلام کے احکام کے موافق نہیں ہین، اس لئے مردود ہیں اور آخرت کی نجات سے بے نصیب ہین، پس لازم ہے، کہ اتباع سید المرسلین و خلفاء راشدین مہدیین کو لازم پکڑیں، علیہ الصلوٰۃ والسلام،

مکتوب ۲

بنام خواجہ جہان

دین و دنیا کا جمع کرنا دو ضدوں کا جمع کرنا ہے، پس طالب آخرت کے لئے ترک دنیا کرنا ضروری ہے، اور چونکہ اس وقت اس کا حقیقی ترک میسر نہیں ہے، تو ترک حکمی ہی کرنا چاہیے

یعنی مسائل شریعت کے موافق اپنا کھانا پینا لباس وغیرہ کرنا چاہیئے، اور اگر کسی کو ترک کلی بھی میسر نہ ہو تو وہ اس بحث سے خارج ہے، وہ منافق کا حکم رکھتا ہے،

مکتوب ۳۳

بنام قلیج اللہ

دنیا کی تر و تازگی اور آرائشوں کے ملمع اور مثل سراب کے دھوکہ دینے والی پر فریفتہ نہ ہونا چاہیئے، اور جس نے اس کو دوست رکھا، وہ دیوانہ اور مجنون ہے، حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے، کہ دنیا اور آخرت دونوں آپس میں سوکن ہیں، اگر ایک راضی ہوگی، تو دوسری ناراض ہوگی پس جس نے دنیا کو راضی کیا، آخرت اوس سے ناراض ہوگی پس آخرت سے بے نصیب ہوگیا، اور جو علوم آخرت میں کام آنے والے نہیں ہیں، سب دنیا میں داخل ہیں، اگر نجوم، ہندسہ، منطق، حساب وغیرہ بے فائدہ علوم کا حاصل ہونا مفید ہوتا، تو فلاسفہ سب اہل نجات میں سے ہوتے، حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، بندہ کا فضول کاموں میں مشغول ہونا، خداوند تعالیٰ کی روگردانی کی علامت ہے،

مکتوب ۳۴

بنام مرزا بدیع الزمان

فقراء کی محبت سرمایۂ آخرت ہے، کیونکہ یہی لوگ اللہ کے ہمنشیں ہیں، اور یہ لوگ ہیں جن کا ہمنشیں بدبخت نہیں ہوتا، اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فقراء مہاجرین کے طفیل فتح کی دعا اللہ تعالیٰ سے کرتے تھے، اور حضور ؐ نے ان کے حق میں فرمایا ہے، کہ بہت سے ایسے پریشان

ہیں، جو دروازوں سے ہانکدیئے جاتے ہیں، اگر وہ قسم کھائیں، تو خدا اس کو البتہ پورا کردے،

مکتوب ۵

بنام مرزا بدیع الزماں

دونوں جہان کی بہتری اتباع سنت پر منحصر ہے، دنیا اصلی مقصد نہیں ہے،

مکتوب ۶

بنام قلیچ خاں

نجات کا دار ومدار دو چیزوں پر ہے، اوامر کا بجالانا، اور نواہی سے رُک جانا، اوران دونوں چیزوں میں سے بزرگ تر چیز جزو اخیر ہے، جو ورع و تقوی سے تعبیر کیا گیا ہے، اور انسان کی بزرگی فرشتوں پر اسی جزو سے ہے، اور قرب کے درجوں پر ترقی بھی اسی جزو سے ثابت ہوئی ہے، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے، کہ میری امت میں مفلس وہ ہے، کہ قیامت کے روز وہ نماز روزہ زکوٰۃ سب کچھ کر کے لائے، مگر اس کے ساتھ ہی اوس نے کسی کو گالی دی ہو، اور کسی کو تہمت لگائی ہو، اور کسی کا مال کھایا ہو، اور کسی کا خون گرایا ہو، اور کسی کو مارا ہو، تو اس کی نیکیوں میں سے ہر ایک حق دار کو اس کے حق کے برابر دیجائے گی، اور اگر اوس کی نیکیاں ان کے حقوق کے برابر نہ ہوئیں تو اُن حقداروں کے گناہ لے کر اس کی برائیوں میں شامل کئے جائینگے پھر اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا،

مکتوب

بنام جباری خان

خدائے عز وجل کی عبادت جب میسّر ہوتی ہے، کہ تمام ماسوائے اللہ کی غلامی سے آزاد ہوجائے، اور قبلۂ توجہ اس کا ذاتِ احدیت کے سوا کسی طرف نہ رہے، اور اس توجہ کا مصداق حق تعالیٰ کے انعام وایلام برابر معلوم ہوں، جو عبادت رغبت اور خوف سے تعلق رکھتی ہے، وہ درحقیقت اپنی عبادت ہے، کیونکہ اس سے مقصود اپنی نجات ہے، اور سرور ہے، اس دولت کا حاصل ہونا فنائے مطلق پر وابستہ ہے،

آگاھی یہ عبادت خوف ورغبت کی ابرار کی عبادت ہے، عارفوں کی عبادت رضائے حق کے لئے ہوتی ہے، رضائے حق کے لئے عبادت ہونا فنائے تام وبقائے اکمل پر منحصر ہے، اور ایسی خالص عبادت کرنا عارفوں کا کام ہے،

مکتوب

بنام جباری خاں

سفر در وطن سے مراد سیر آفاقی سے سیر انفسی ہے، اگر بحالتِ مخالفت شریعت اگرچہ بال برابر ہو، احوال ومواجید حاصل ہوں، تو وہ استدراج میں داخل ہیں، یہ کیسا ایمان اور کیسا اسلام ہے کہ برے کام بندوں کے خوف اور بندون کے خیال ووعید کی وجہ سے نہ کئے جائیں، اور خدا کو سمیع وبصیر حاضر وناظر کہا جائے، اور پھر کئے جائیں، شرم کرنا چاہئے، کہ حق تعالیٰ کا اعتبار آدمی کے برابر نہیں رکھا جاتا، توبہ کرنا چاہئے، اور ایمان کو کلمہ طیبہ پڑھکر تازہ کرنا چاہئے، اپنے پیر مرشد

پر اعتراض نہ کرنا چاہیئے، اور اعتراض کو زہر قاتل سمجھنا چاہیئے۔

مکتوب ۵

بنام جیا ری خان

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام اسماء و صفات کے کمالات کے اعتدال کے ساتھ جامع ہیں، اور تمام انبیاء علیہم السلام کے مظہر ہیں، اور قرآن مجید تمام کتاب آسمانی کا خلاصہ ہے، اور یہ شریعت تمام سابقہ شریعتوں کا خلاصہ اور اقتباس ہے، اور اعمال اس شریعت حقہ کے گذشتہ شریعتوں بلکہ فرشتوں کے اعمال سے منتخب ہیں،

مکتوب ۶

بنام مرزا فتح اللہ خاں

تہتر فرقوں میں سے جس ایک فرقہ کے نجات کی خبر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دی ہے وہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کا ہے، کیونکہ یہ فرقہ صحابہؓ کے قدم بقدم ہے، اور حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے، کہ فرقہ ناجیہ وہ ہے، جس پر میں اور میرے اصحابؓ ہیں، اور شریعت کی اشاعت، و قرآن شریف کا جمع کرنا، اور حدیث کے ناقل یہی صحابہؓ ہیں، جب ان پر طعن ہے، تو سب پر طعن ہے، خارجی، رافضی، معتزلہ وغیرہ نیا مذہب رکھتے ہیں، فرقہ ناجیہ سے الگ ہین، اور قرآن شریف کے جامع حضرت عثمانؓ ہین، اور درحقیقت اس کے جامع حضرت صدیقؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ ہیں پس ان بزرگون کا انکار حقیقۃً انکار قرآن شریف ہے، حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے روز ۲۳ ہزار اصحابؓ موجود تھے جنھون نے رضا و رغبت سے حضرت صدیق اکبرؓ سے بیعت کی، اس قدر اصحابؓ کا گمراہی پر جمع ہونا محال ہے، حالانکہ خود حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے

لا تجتمع امتی علی الضلالۃ، میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی،

مکتوب ۱

بنام لالہ بیگ

احکام اسلام کو غیر مذہب جاری ہونے سے مانع ہوتے ہیں، آپ کوشش کریں کہ احکام اسلام کا اجرا پوری طور پر ہو جائے، خدا آپ کو جزا دے،

مکتوب ۲

بنام سکندر خان لودی،

دل کی سلامتی بلا فنا و بقا کے میسر نہیں ہوتی،

مکتوب ۳

بنام بہادر خان

ظاہر کو شریعت روشن سے آراستہ کرنا، اور باطن کو حق تعالیٰ کے ساتھ رکھنا بڑا کام ہے،

مکتوب ۴

بنام سید احمد قادری،

شریعت اور حقیقت ایک دوسرے کا عین ہیں، اور حقیقت میں ایک دوسرے سے جدا نہیں، فرق صرف اجمال اور تفصیل کا، اور کشف و استدلال کا، اور غیبت اور شہادت کا، اور تعمّل

اور عدم تحمل کا ہے، اثنا راہ میں مخالفت بوجہ سکر معلوم ہوتی ہے، منتہی کو مقام حق الیقین میں پہونچنے پر شریعت سے بال برابر مخالفت نہیں معلوم ہوتی، اور مشائخ کرام اہل طریقہ سے جس کسی نے علم وعمل میں کچھ شریعت سے مخالفت کی ہے، وہ بوجہ سکر اثنا راہ میں ہوئی ہے، اور بعض مشائخ کی عبارتوں میں واقع ہے، کہ شریعت حقیقت کا پوست ہے اور حقیقت شریعت کا مغز ہے یہ مضمون یوں درست ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ مجمل کو مفصل کے ساتھ وہ نسبت ہے، جو مغز کو پوست کے ساتھ ہے،

مکتوب ۸۵

بنام مرزا فتح اللہ

نماز سب عبادتوں میں بہتر عبادت ہے، اسکو خضوع و خشوع سے باجماعت ادا کرنا چاہئے عام لوگوں کی نماز صورت نماز ہے، اور خاصان خدا کی نماز حقیقت نماز ہے لیکن جب تک حقیقت نماز حاصل نہ ہو، صورت نماز کو نہیں چھوڑنا چاہئے، وہ اکرام الاکرمین اگر صورت نماز کو حقیقت کے ساتھ قبول فرمائے تو کچھ دور نہیں،

مکتوب ۸۶

بنام لامعلوم الاسم

دل کی سلامتی ہم پر ضروری ہے، اور دل کی سلامتی بلا نسیان ماسوای اللہ کے میسر نہیں ہوتی، اور نسیان ماسوای اللہ نصیب ہو جانے پر اگر ہزار سال کی عمر نصیب ہو تو خدا کی طرف سے ایک لمحہ غفلت نہیں ہوتی،

مکتوب ۸۷

بنام محمود پہلوان

بہت بڑی سعادت ہے کہ خدا کے دوست کسی کو دوست رکھیں،

مکتوب ۸۸

بنام محمود پہلوان

خدا کی نعمت ہے کہ جوانی میں یاد خدا کرے اور بڑھاپے میں خدا سے امید مغفرت رکھے اور حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، جو اسلام میں بوڑھا ہوا وہ بخشا جائے گا، وقت پیری کے رجا (امید) زیادہ چاہیئے،

مکتوب ۸۹

بنام مرزا علی جان۔

ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے بزرگ کو بخشے، ان کا وجود اس وقت بہت غنیمت تھا، آپ پر لازم ہے، کہ احسان کے بدلے احسان کریں، اور دعا صدقہ سے ہر گھڑی ان کی مدد کریں، کیونکہ میت غریق کی مثال ہوتی ہے، اور دعا کی منتظر رہتی ہے،

مکتوب ۹۰

بنام خواجہ قاسم

بڑی بڑی سخت ریاضتوں اور مجاہدوں سے اس قدر حاصل نہیں ہوتا، جو ان بزرگوں

کی ایک ہی صحبت سے حاصل ہوجاتا ہے، پہلی ہی صحبت میں وہ کچھ بخش دیتے ہیں، جو دوسرے طریقہ کے منتہیوں کو نہایت میں جا کر حاصل ہوتا ہے،

مکتوب ۹۱

بنام شیخ کبیر

اول فرقہ اہل سنت و جماعت کے علماء کے موافق اعتقاد کو درست کرنا چاہئے اور احکام فقہ کے موافق علم و عمل کرنا چاہئے، ان دو اعتقادی و عملی پروں کے حاصل کرنیکے بعد عالم قدس کی طرف پرواز کرنے کا ارادہ کرنا چاہئے، شریعت کے اعمال اور حقیقت کے احوال سے مقصود نفس کا پاک کرنا اور دل کا صاف کرنا ہے، جب تک نفس پاک اور دل تندرست نہ ہو جائے ایمان حقیقی نصیب نہیں ہوتا،

مکتوب ۹۲

بنام شیخ کبیر

دل کا اطمینان اللہ کے ذکر سے ہوتا ہے، ذاکر اور مذکور کے درمیان ایک قسم کا علاقہ پیدا ہوجاتا ہے، جو محبت کا سبب ہوجاتا ہے،

ذکر گو ذکر تا ترا جان است، پاکئے دل ز ذکر رحمان است،

مکتوب ۹۳

بنام سکندر خاں لودی

نماز پنجگانہ کو با جماعت ادا کرنا چاہئے، اور سنت موکدہ کے پڑھنے کے بعد اپنے اوقات

کو ذکر الٰہی میں صرف کرنا چاہیئے، اور اس کے سوا کسی چیز میں مشغول نہ ہونا چاہیئے یعنی کھانے پینے آنے جانے میں غافل نہ ہونا چاہیئے اگر کبھی جمعیت میں فتور معلوم ہو تو گریہ وزاری توبہ و استغفار کریں، اور جس شیخ سے ذکر سیکھا ہے، اسی کو وسیلہ بنانا چاہیئے،

مکتوب ۹۴

بنام خضر خان لودی

بعد درستی اعتقاد اہل سنت و جماعت کے اتباع سنت کریں، بعد اس کے حقیقت کی طرف رجوع کریں، بلا ان کے عالم قدس کی طرف پرواز ناممکن ہے،

محال است سعدی کہ راہ صفا   تواں رفت جز در پے مصطفٰے

مکتوب ۹۵

بنام سید احمد بجواڑی

انسان نسخہ جامع ہے، جو کچھ تمام مخلوقات میں ہے، وہ سب کچھ تنہا انسان میں ثابت ہے، لیکن عالم امکان سے بطریق حقیقت کے اور مرتبۂ وجوب سے بطور صورت کے، اور قلب انسان بھی اسی جامعیت پر پیدا کیا گیا ہے، کہ جو کچھ پورے انسان میں ہے، وہ سب کچھ تنہا قلب میں ہے، اسی واسطے اسکو حقیقت جامعہ کہتے ہیں، اور اسی جامعیت کے باعث بعض مشائخ نے قلب کی وسعت سے خبر دی ہے، کہ اگر عرش و مافیہا عارف کے دل کے گوشہ میں ڈالدیں تو کچھ محسوس نہ ہو کیونکہ قلب عناصر اور افلاک، اور عرش و کرسی و عقل و نفس کا جامع ہے، اور مکانی اور لامکانی کو شامل ہے، پس لامکانیت سے شامل ہونے کے باعث قلب میں عرش و مافیہا کا کچھ مقدار نہ ہوگا، کیونکہ

عرش و مافیہا باوجود وسعت کے دائرۂ مکان میں داخل ہیں، اور مکان اگرچہ وسیع ہے، لیکن لامکانی کے مقابلہ میں بہت تنگ ہیں، اور کچھ مقدار نہیں رکھتا، لیکن حضرت قدس سرہ اہل صحو اس بات کو جانتے ہیں، کہ یہ کلام اولیا رسکر سے ہے، عرش کی صورت آئینۂ دل میں دکھتی ہے، نہ حقیقت عرش، جیسے آفتاب آئینے میں دیکھتا ہے، اور آئینہ پھر خالی رہ جاتا ہے، تو آئینہ میں صورت آفتاب ہے، نہ حقیقت آفتاب، اسی طرح سے بعض مشائخ کے کلام سکریہ ہیں، سکر ولایت میں ہے اور صحو نبوت میں ہے، اور بعضون نے کہا ہے کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے، اگرچہ ولایت کا رُخ صرف خدا کی طرف ہے، مگر نبوت کا رُخ خالق اور مخلوق دونون کی طرف ہے، باطن نبی کا خالق کے ساتھ اور ظاہر خلق کے ساتھ ہے، اور جس کی سب توجہ خلق کی طرف ہے، وہ بدبخت ہے، انبیاء علیہم السلام سب خلق میں افضل ہیں، اور سب سے بہتر دولت انہی کو نصیب ہے، اور ولایت نبوت کا جزو ہے، اور نبوت کل ہے پس نبوت ولایت سے افضل ہے، خواہ ولایت نبیؐ کی ہو، یا ولی کی، نبوت میں صحو ہے، ولایت میں سکر، نبیؐ کی اتباع ولی پر فرض ہے، نہ کہ ولی کی اتباع نبیؐ پر، اور جو حدیث قدسی میں وارد ہے،

لَا یَسَعُنِی اَرْضِی وَلَا سَمَائِی وَلٰکِنْ	زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا ہون
یَسَعُنِی قَلْبُ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ،	لیکن مومن کے قلب میں سما سکتا ہون

مراد اس گنجایش سے مرتبہ وجوب کی صورت ہے، نہ حقیقت ہے، کیونکہ حلول وہاں محال ہے،

مکتوب ۹۶

بنام محمد شریف

عزیز میرے نماز روزہ حج وزکوٰۃ اور احکام شرعی ادا کرنا چاہیئے، روز حساب کا احتساب قریب ہے

آج شیطان خدا کے کرم پر مغرور کر کے سُستی میں ڈالتا ہے، اور اس کے عفو کا بہانہ بنا کر گناہ پر آمادہ کرتا ہے، دنیا جاے ابتلا ہے، آسمانی احکام کی لاپرواہی کرنا کب نور ایمان کو سلامت رہنے دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنی مرضی پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے،

مکتوب ۹۷

بنام شیخ درویش

جس طرح پیدائش انسان سے عبادات ماموره کا ادا کرنا مقصود ہے، ویسے ہی عبادت ماموره کے ادا کرنے سے مقصود یقین کا حاصل کرنا ہے، جو ایمان کی حقیقت ہے، اور فنا و بقا سے مقصود صرف یہی یقین ہے، حضرت ابراہیم بن شیبان قدس سرہٗ جو مشائخ طبقات میں سے ہیں فرماتے ہیں، "فنا و بقا کا علم وحدانیت کے اخلاص اور عبودیت کی صحت کے گرد پھرتا ہے، اور اس کے سوائے مغالطہ اور زندقہ ہے"

مکتوب ۹۸

بنام شیخ ذکریا

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے، کہ اللہ رفیق ہے، نرمی کو دوست رکھتا ہے، اور نرمی سے وہ ملتا ہے، جو سختی سے نہیں ملتا، اور ارشاد ہے، نرمی کو لازم پکڑو سختی اور بکواس سے بچو، کیونکہ نرمی زینت دیتی ہے، اور جس سے نکل جائے اس کو عیب ناک کر دیتی ہے، جو نرمی سے محروم رہا وہ سب نیکی سے محروم رہا، تم میں سے میرے نزدیک وہ اچھا ہے، جس کے اخلاق اچھے ہیں، جس کو نرمی کا کچھ حصہ دیا گیا اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائی کا حصہ مل گیا، اور حضور نے

فرمایا، حیا ایمان سے ہے، اور اہل ایمان جنت میں ہے، اور بکواس جفا سے ہے، اور جفا دوزخ میں ہے، اور اللہ تعالیٰ بے حیا بکواسی کو دشمن جانتا ہے، کیا میں تمھیں نہ بتاؤں کہ آگ دوزخ کی کس پر حرام ہے، ہر ایک نرم متواضع قریب سہل پر، مومن سب نرم اور تواضع کرنے والے ہیں، ناک میں مہار ڈالے ہوئے اونٹ کی طرح اگر اس کو ہانکا جائے، تو چل پڑے اور اگر اس کو پتھر پر بٹھائیں تو بیٹھ جائے، جس نے غصہ کو پی لیا اور حالانکہ وہ اس کے جاری کرنے پر قابو رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو سب خلقت کے سامنے بلائے گا، تاکہ اس کو اختیار ہے کہ جس حور کو چاہے، پسند کرے، ایک شخص نے حضورؐ سے عرض کیا کہ آپ مجھے وصیت کریں، آپ نے فرمایا غصہ مت کر، اس نے پھر عرض کی، پھر بھی آپ نے فرمایا، غصہ مت کیا کر، کیا میں تمکو اہل جنت کی نسبت خبر نہ دوں، وہ ضعیف اور عاجز ہے، کہ اگر اللہ پر قسم کھائے، تو اللہ اس کی قسم کو سچا کردے اور میں تم کو کیا اہل دوزخ کی خبر نہ دوں، وہ سرکش متکبر ہے، جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اگر وہ کھڑا ہے، تو بیٹھ جائے پس اگر اس کا غصہ دور ہو گیا، تو بہتر، ورنہ اسے چاہئے کہ لیٹ جائے کیونکہ غضب ایمان کو ایسا بگاڑ دیتا ہے، جیسے صبر (ایلوہ) شہد کو بگاڑ دیتا ہے جس نے اللہ کیلئے تواضع کی، اس کو اللہ بلند کرتا ہے، پس وہ اپنے نفس میں حقیر اور لوگوں کی آنکھوں میں بڑا ہوتا ہے اور جس نے تکبر کیا، اللہ اس کو پست کرتا ہے پس وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر اور اپنے نفس میں بڑا ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے اور سور سے بھی زیادہ خفیف ہو جاتا ہے

حضرت موسیٰ بن عمران علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی، یارب تیرے بندوں میں سے تیرے نزدیک زیادہ عزیز کون ہے، فرمایا وہ شخص جو باوجود قادر ہونے کے معاف کردے، اور فرمایا حضورؐ نے جس نے اپنی زبان کو بند رکھا اللہ تعالیٰ اس کی شرمگاہ کو ڈھانپتا ہے اور جس نے غصہ کو روکا، اللہ تعالیٰ روز قیامت کے اس سے عذاب روک لیگا، اور جس نے عذر

قبول کیا، اللہ تعالیٰ اس کے عذر کو قبول کرے گا، اور حضورؐ نے ارشاد فرمایا، جس شخص پر کسی اپنے بھائی کا کوئی مال یا اور کوئی حق ہے، تو اسے چاہئے کہ آج ہی اوسے معاف کرائے، پیشتر اس سے کہ اس کے پاس کوئی درہم یا دینار نہ ہوگا، اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا، تو اس کے موافق لیا جائیگا اور اگر کوئی نیکی نہ ہوگی، تو صاحب حق کی برائیاں لیکر اوس کی برائیوں میں اور زیادہ کیجائینگی اور حضورؐ نے ارشاد فرمایا، تم جانتے ہو مفلس کون ہے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم میں مفلس وہ ہے کہ جس کے پاس درہم و اسباب کچھ نہ ہو، آپ نے فرمایا کہ میری امت میں مفلس وہ ہے، جو قیامت کے دن نماز روزہ زکواۃ سب کچھ کرکے آئے، اور ساتھ اوس کے اوس نے کسی کو گالی دی ہے اور کسی کا مال کھایا ہے، اور کسی کو تہمت لگائی ہے، اور کسی کا خون گرایا ہے، اور کسی کو مارا ہے پس اوس کی نیکیوں میں سے ہر ایک کو دیجائیں گی، پس اگر حق ادا ہونے سے پہلے اوس کی نیکیاں ختم ہوگئیں، تو حقداروں کے قصور لیکر اس کے گناہوں میں اور زیادہ کئے جائیں گے، اور پھر اسکو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، اور حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف لکھا، کہ میری طرف آپ کچھ لکھیں، جس میں وصیتیں ہوں لیکن بہت نہ ہوں تھوڑی ہوں، پس انھوں نے یہ کہا کہ آپ پر سلام ہو، اس کے بعد معلوم ہو کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، کہ جو شخص لوگوں کے غصہ کے مقابلہ میں اللہ کی رضامندی چاہے اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کی تکلیف سے بچائے رکھتا ہے، اور جس شخص نے اللہ کی ناراضگی کے مقابلہ میں لوگوں کی رضامندی چاہی، اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے حوالہ کردیتا ہے، اور تمپر سلام ہو،

حق تعالیٰ آپ کو ہم کو ان پر عمل کرنے کی توفیق دے، جو مخبر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے،

مکتوب ۹۹

بنام ملا حسن کشمیری

انسانی روح کے لئے اس جسمانی صورت کے تعلق سے پہلے ترقی وعروج کا راستہ بند تھا، وَمَامِنَّا اِلَّا لَہٗ مُقَامٌ مَعْلُوْمٌ کے پنجرہ میں مقید ومحبوس تھی، حق تعالیٰ نے کمال قدرت سے اس نورانی جوہر کو اس ظلمانی جسم کیساتھ جمع کیا، پس پاک ہے وہ ذات جس نے نور وظلمت کو جمع کردیا، اور امر کو خلق کے ساتھ ملادیا، روح نے اگر اپنی حقیقت کو بھول کر جسم کے ساتھ تعلق پیدا کیا اور غفلت اختیار کی، تو اس میں بھی ظلمت پیدا ہوکر کمال وعروج سے محروم رہی، اور اپنی اصلیت کو یاد کیا، تو جسم خاکی ظلمانی کو بھی نورانی کرلیا، اور جسم کے سبب سے ترقی پاکر اپنے مقصود کو حاصل کیا، یعنی فنا وبقا سے مشرف ہوکر اس کے اثرات سے نفس میں بھی خوبی اور بھلائی پیدا کردی۔

مکتوب ۱۰۰

بنام ملا حسین کشمیری

شیخ عبدالکریم یمنی نے جو کہا ہے، کہ حق تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے، فقیر کو اس قسم کی بات سننے کی تاب نہیں ہے، بے اختیار میری رگ فاروقی جوش میں آجاتی ہے، اور اس میں تاویل وتوجیہ کی فرصت نہیں دیتی، ان باتوں کا قائل شیخ کبیر یمنی ہو، یا شیخ اکبر شامی، مگر ہم کو تو محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام درکار ہے، نہ محی الدین ابن عربی، اور صدرالدین قونوی اور عبدالرزاق کاشی کے کلام کی ضرورت ہے، ہم کو نص (قرآن شریف) سے کام ہے، نہ فص (فصوص الحکم) سے، فتوحات مدنیہ یعنی حدیث نے ہم کو فتوحات مکیہ سے لاپرواہ کردیا ہے، خداوند تعالیٰ قرآن مجید میں عالم غیب کا ہونا، اور خود

کا عالم الغیب ہونا فرماتا ہے، حق تعالیٰ سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے، جو حقیقۃً حق تعالیٰ کی تکذیب ہے چھوٹا منہ بڑی بات، اگر منصور حسین نے انا الحق اور بایزید بسطامیؒ نے سبحانی کہا، تو وہ معذور ہیں اور غلبۂ احوال میں مغلوب ہیں، یہ کلام ان کے احوال پر مبنی نہیں، بلکہ علم سے تعلق رکھتے ہیں تاویل کے محتاج ہیں، اور کسی عذر کے لائق نہیں، اور کوئی تاویل اس مقام میں مقبول نہیں، کیونکہ مستون کے کلام کی تاویل کیجاتی ہے،

مکتوب ۱۰۱

بنام ملا حسین کشمیری

خاصانِ خدا پر اعتراض نہیں کرنا چاہیئے، ان کا نفس مطمئنہ ہو نفس امارہ کی طرح نہیں ہے اور عام لوگ مثل اپنے نفس امارہ کے خاصان حق کے نفس مطمئنہ کو خیال کرتے ہیں، عام لوگوں کے کام اپنی خواہش کے موافق ہوتے ہیں، اور خاصان خدا کے رضائے حق کے لئے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ خاصانِ خدا کے انکار اور ان کے کاموں پر اعتراض کرنے سے بچائے،

مکتوب ۱۰۲

بنام ملا مظفر

سودی روپیہ لینا نص قطعی سے حرام ہے، خواہ صاحبِ احتیاج ہو، یا غیر احتیاج سب کے لئے ہے، محتاج کا خاص کرنا اس قطعی حکم کا منسوخ کرنا ہے، جو روپیہ سودی لیا جائے وہ سب حرام ہے، مثلاً کسی نے دس روپیہ سودی قرض لئے، اور بارہ لکھ دیئے، تو یہ نہیں ہے کہ وہ دو روپیہ حرام ہوے اور دس حلال، بلکہ سب حرام ہیں،

مکتوب ۱۰۳

بنام شیخ فرید

میں آپ کے واسطے عافیت چاہتا ہوں، وہ عافیت جو ایک بزرگ دعا کرتے تھے کہ الٰہی ایک دن کی عافیت چاہتا ہوں کسی نے پوچھا ایک دن کی عافیت سے کیا مراد ہے؟ تو فرمایا، وہ دن جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو،

مکتوب ۱۰۴

بنام قاضیان مسکن

آپ کے بزرگ کے انتقال سے افسوس ہے، لیکن مقام بندگی یہی ہے، کہ خدا کی فعل سے راضی رہے، اور سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں، بندوں کو یہاں رہنے کے لئے نہیں بھیجا بلکہ کام کرنے کو بھیجا ہے جس کام کو بھیجا ہے، وہ کام کرنا چاہیئے پھر کچھ ڈر نہیں، دعا استغفار صدقہ سے امداد کرنی چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ میت قبر میں فریاد چاہنے والے غریق کی طرح ہوتی ہے، اور اس دعا کی منتظر رہتی ہے، جو اس کو باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے پہونچے، پس جس وقت اس کو وہ دعا پہونچتی ہے، تو اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتی ہے، اور بے شک اللہ تعالیٰ زمین پر رہنے والوں کی دعا سے اہل قبور پر پہاڑوں جتنی رحمت نازل فرماتا ہے، اور بیشک زندوں کا تحفہ مردوں کی طرف ان کے لئے مغفرت مانگنا ہے،

مکتوب ۱۰۵

بنام حکیم عبدالقادر؛

حکماء کے نزدیک مقرر ہے کہ مریض جب تک بیماری سے تندرست نہ ہو جائے کوئی غذا اسکو فائدہ نہیں دیتی، اگرچہ مرغ بریان ہو، بلکہ غذا اس صورت میں مرض کو بڑھا دیتی ہے ع

ہرچہ گیرد علتی علت شود

پس پہلے اس کے مرض کے دور کرنے کی فکر کرتے ہیں، بعد ازاں مناسب غذاؤں کے ساتھ آہستہ آہستہ اس کو اصلی قوت کی طرف لاتے ہیں، پس آدمی جب تک مرض قلبی میں مبتلا ہے، فی قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ کوئی عبادت و طاعت اس کو فائدہ نہیں دیتی، بلکہ اس کے لئے مضر ہے، رب تال للقرآن والقرآن یلعنہ "بعض لوگ قرآن اس طرح پڑھتے ہیں، کہ قرآن اُن پر لعنت کرتا ہے، حدیث مشہور ہے بعض روزہ دار ایسے ہیں کہ سوائے بھوک اور پیاس کے اور کچھ ان کو نصیب نہیں ہوتا، خبر صحیح ہے قلبی امراض کا علاج کرنے والے مشائخ بھی اوّل مرض کے دور کرنیکا حکم فرماتے ہیں، اور اس مرض سے مراد ماسوائے حق کے گرفتاری ہے، بلکہ اپنے نفس کی گرفتاری ہے، کیونکہ ہر ایک شخص جو کچھ چاہتا ہے، وہ اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے، اگر فرزند کو دوست رکھتا ہے، تو اپنے لئے، اگر مال و ریاست و حُب و جاہ چاہتا ہے تو اپنے لئے پس درحقیقت اس کا معبود اس کی اپنی نفسانی خواہش ہے، پس جب تک نفس اس قید سے خلاص نہ ہو جائے، تب تک نجات کی اُمید مشکل ہے پس دانشمند علماء اور صاحب بصیرت حکماء پر اس مرض کے دور کرنے کا فکر لازم ہے، ع

درخانہ اگر کس است یک حرف بس است

مکتوب ۱۰۶

بنام محمد صادق کشمیری

خدا کے دوستون کی محبت نعمت ہے، شیخ الاسلام ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس نے اولیاء کو پہچانا تجھ کو پالیا، اور جب تک تجھکو نہ پایا، ان کو نہ پہچانا، اس گروہ کا بغض زہر قاتل ہے اور ان پر طعن کرنا ہمیشہ کی مایوسی کا باعث ہے، و نیز شیخ الاسلام ہروی فرماتے ہیں کہ الٰہی تو جسکو اپنے دربار سے دھتکارنا چاہتا ہے، اس کو تو ہمارا مخالف بنا دیتا ہے۔

بے عنایات حق و خاصان حق　　گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

مکتوب ۱۰۷

بنام محمد صادق کشمیری

خوارق عادات شرط ولایت نہیں، معجزہ کا ہونا نبی کے لئے شرط ہے، کثرت خوارق افضلیت کی دلیل نہیں، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بہت کم خرق عادت ظہور میں آئی ہیں، بعض اولیاء کے مقابلہ میں سواں حصہ بھی ان کی خرقہ عادات نہیں، لیکن ان کی ولایت اور مرتبہ کو کوئی ولی نہیں پہنچ سکتا، اولیاء کے کشف وغیرہ میں القاء شیطانی ہو سکتا ہے، اس سے اولیاء محفوظ نہیں ہیں جب کہ کلام انبیاء میں القاء شیطانی متحقق ہے، لیکن یہ فرق ہے کہ القاء شیطانی سے انبیاء علیہم السلام آگاہ کر دیئے جاتے تھے، ولی کو آگاہی کی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ نبی کا متبع ہے جو فعل نبی کے خلاف پائے گا اس کو رد کر دیگا، اور کشف کا غلط ہونا شیطان کے القاء پر ہی منحصر نہیں، بلکہ بعض اوقات قوت متخیلہ میں احکام غیر صادقہ ایک صورت پیدا کر لیتے ہیں، جس میں شیطان کا کچھ دخل نہیں ہوتا

اور اسی قسم سے یہ بات ہے، کہ بعض خوابوں میں حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے ہیں، اور بعض ایسے احکام اخذ کرتے ہیں جن کا حقیقت میں خلاف ثابت ہے، اس صورت میں القاء شیطانی متصور نہیں کیونکہ علما کے نزدیک مختار و مقرر ہے، کہ شیطان حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا، پس اس صورت میں صرف قوتِ متخیلہ کا تصرف ہے جس نے غیر واقعہ کو واقعہ ظاہر کیا ہے، کرامت اور استدراج میں یہ فرق ہے، کہ مبتدی صاحب وجدان صاحب کرامت کے پاس بیٹھیگا، تو محبت حق اور ترک دنیا پیدا ہو گی، اور شخص استدراج کی صحبت میں اس کے خلاف ہو گا،

مکتوب ۱۰۸

بنام سید احمد

نبوت ولایت سے افضل ہے، خواہ وہ ولایت نبیؑ کی ہی ولایت ہو، ولایت کا رُخ خدا کی طرف ہوتا ہے خلق کی طرف نہیں ہوتا، اس لئے وہ خلق کو پوری ہدایت نہیں کر سکتا، اور نبوت کا رُخ خلق کی طرف ہوتا ہے، اس لئے اس سے پوری ہدایت کا حق ادا ہوتا ہے،

اگاهی بعض اکمل ولی جو کمالات نبوت سے یا فنا تام و بقاے اکمل سے مشرف ہوتے وہ بھی باتباع نبیؑ حالت صحو میں ہوتے ہیں، اور خلق کو ہدایت کرتے ہیں، اور خالق و مخلوق کے درمیان مثل حرف مشدد کے ہوتے ہیں،

مکتوب ۱۰۹

بنام حکیم صدرالدین

دل کی سلامتی بلانسیان ماسوای اللہ کے نہیں ہوتی، اور اس کا حاصل ہونا خاصان خدا

کی توجہ پر منحصر ہے، ان کا کلام دوا ہے، اور ان کی نظر شفا ہے، جن کا ہمنشیں بدبخت نہیں ہوتا، یہی لوگ اللہ کے ہمنشیں ہیں، انہی کے طفیل بارش نازل ہوتی ہے، اور انہی کے طفیل خلق کو رزق دیا جاتا ہے،

مکتوب ۱۱۰

بنام شیخ صدرالدین

خلقتِ انسان سے مراد اور مقصود عبادت ہے، عبادت بھی وہ عبادت جو خالص ہو،

مکتوب ۱۱۱

بنام شیخ حمید سنبھلی

توحید سے مراد یہ ہے کہ دل خیال غیر سے قطعاً خالی ہو جائے، اور ہر اعمال خالص ہو جائے

مکتوب ۱۱۲

بنام شیخ عبدالجلیل،

اگر عقائد حقہ موافق علماے اہلِ سنّت والجماعت کے ہو جائے، اور سنت کی پیروی نصیب ہو جائے، تو بخشش کے واسطے کافی ہے، اگر علاوہ اس کے احوال و مواجید دیدین، تو نوراً علی نور ہے،

مکتوب ۱۱۳

بنام شیخ جمال الدین حسین کولاوی

جذب اور کشش نہیں ہوتی، مگر مقام فوق میں، نہ فوق فوق میں، پس سلوک نہ کئے ہوئے

مجذوبوں کو جو مقام قلب میں ہیں، جذب اور کشش نہیں ہوتی، مگر مقام روح میں جو مقام قلب کے اوپر ہے کشش الہی منتہیوں کے جذبہ میں ہے، جس کے اوپر کوئی مقام نہیں ہے، مشہود روح کو شہود حق جانتے ہیں، اور روح چونکہ مناسبت خلق سے رکھتی ہے، اس لئے شہود حق نہیں ہو سکتی ہے، شہود حق بیچوں و بیچگوں ہے اسلئے اس کا شہود منتہی کو ہوتا ہے،

مکتوب ۱۱۴

بنام صوفی قربان

اللہ تعالی سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی پیروی نصیب کرے اور اس پر استقامت دے، کیونکہ وہ پسندیدہ متابعت کا ایک ذرہ تمام دنیاوی لذتوں اور آخرت کی نعمتوں سے کئی درجہ بہتر ہے، بزرگی سنت کی تابعداری پر وابستہ ہے، اور زیادتی شریعت کی بجا آوری پر منحصر ہے، مثلاً دوپہر کا سونا جو اس تابعداری کے ساتھ واقع ہو کر کروڑ کروڑ شب بیداریوں سے جو اس تابعداری کے موافق نہ ہوں اولی وافضل ہے،

مکتوب ۱۱۵

بنام ملا عبد الحق،

یہ راہ جس کو ہم قطع کرنا چاہتے ہیں، سب سات قدم ہے جس میں سے دو قدم عالم خلق میں ہیں، اور پانچ عالم امر میں ہیں، پہلے قدم پر جو عالم امر میں لگاتے ہیں، تجلی افعالی ظاہر ہوتی ہے، اور دوسرے قدم پر تجلی صفات، اور تیسرے قدم پر تجلیات ذاتیہ شروع ہو جاتی ہیں، اسی طرح درجات کامل کے اختلاف کے بموجب ظہور ہوتا جاتا ہے، جیسے کہ اس راہ کے طے کرنے والوں پر

پوشیدہ نہیں ہے، یہ سب کچھ سید اولین و آخرین کی تابعداری پر وابستہ ہے، صلی اللہ علیہ وسلم، اور بعض نے جو دو قدم اس راہ کو کہا ہے، وہ اس واسطے کہا ہے، کہ اونکی مراد ایک عالم خلق اور دوسرا عالم امر ہے،

مکتوب ۱۱۶

بنام ملا عبدالواحد لاہوری

سلامتی قلب نسیان ماسوای اللہ پر منحصر ہے، معاملات دنیا میں ایسا مشغول نہ ہونا چاہیئے کہ رغبت دنیاوی غالب آجائے، اس دل کی سلامتی پر مغرور نہ ہوں، کیونکہ رجوع ممکن ہے فقر میں خاکروبی کرنا دولتمندی کی صدرنشینی سے کئی درجہ بہتر ہے، اور دولت مندی اور دولتمندوں سے ایسا بھاگو، جیسے شیر سے بھاگتے ہیں،

آگاھی۔ فنا اول کے متعلق ہے، جس کے رجوع ہونے کی بابت ارشاد ہے، فنا ثانی میں رجوع نہیں ہے،

مکتوب ۱۱۷

بنام ملا یار محمد بدخشی

حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جس نے اپنی آنکھ پر قابو نہ پایا، دل بھی اس کے قابو میں نہیں ہے،

مکتوب ۱۱۸

بنام ملا قاسم علی بدخشی

خواجہ عبداللہ انصاری فرماتے ہیں، کہ الٰہی جس کو تو تباہ کرنا چاہتا ہے، اس کو تو ہمارا دشمن بنا دیتا ہے، اللہ تعالیٰ خیرالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل تمام مسلمانوں کو فقراء کے

انکار اور درویشوں کے طعن سے بچائے،

مکتوب ۱۱۹

بنام میر محمد نعمان بدخشی

مشائخ طریقت کامل ہونے سے پیشتر بعض مریدوں کو طریقہ سکھانے کی اجازت فرمادیا کرتے ہیں، حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے مولینا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو طریقہ سکھانے اور بعض منزلیں طے کرانے کے بعد فرمایا تھا کہ اے یعقوب جو کچھ ہم سے تجھ کو پہنچا ہے، وہ خلق کو پہنچائے حالانکہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا، کہ میرے بعد علاء الدینؒ کی خدمت میں رہنا، اور اکثر انھوں نے حضرت علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کام پورا کیا،

مکتوب ۱۲۰

بنام میر محمد نعمان بدخشی،

ارباب جمعیت کی صحبت بڑی چیز ہے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضؓ صحبت ہی کے باعث انبیاء علیہم السلام کے سوا سب پر فضیلت لے گئے،

مکتوب ۱۲۱

بنام میر محمد نعمان بدخشی

یہ راستہ سلوک سات قدم ہے، اور بعض احباب چھ قدم پر پہونچے ہین،

مکتوب ۱۲۲

بنام ملا طاہر بدخشی

ہمت بلند رکھنا چاہیئے، دوام حضور کی طلب، اور غیروں کی صحبت سے بچنا چاہیئے،

مکتوب ۱۲۳

بنام ملا طاہر بدخشی

فرض کو چھوڑ کر نفل میں مشغول ہونا لایعنی میں داخل ہے،

مکتوب ۱۲۴

بنام ملا طاہر بدخشی،

حج کے واسطے استطاعت شرط ہے، بغیر استطاعت کے تضیع اوقات ہے، ضروری کام کو چھوڑ کر غیر ضروری کام میں مشغول ہونا مناسب نہیں،

مکتوب ۱۲۵

بنام میر صالح نیشاپوری

جہان کیا چھوٹا کیا بڑا حق تعالیٰ کے اسماء وصفات کے مظہر اور اس کے شیئون اور ذاتی کمالات کے آئینے ہیں، حق تعالیٰ ایک خزانہ مخفی اور پوشیدہ تھا، اس نے چاہا کہ اپنے آپ کو خلوت سے جلوت میں لائے اور اجمال سے تفصیل میں لائے، تو جہان کو اس طرح پیدا کیا کہ جہان اپنی ذات وصفات

حق تعالیٰ کی ذات وصفات پر دلالت کرے پس جہان کو اپنے صانع کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے مگر یہ کہ اسکی مخلوق ہے اور اس کے اسمار وصفات وشیون اور کمالات پر دلالت کرنے والا ہے، وہاں اتحاد اور عینیت اور احاطہ اور سریان اور معیت ذاتیہ کا حکم لگانا غلبہ حال اور سکر وقت سے ہے،

مکتوب ۱۲۶

بنام میر صالح نیشاپوری

فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے بعد کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ممکن واجب ہو جاتا ہے کیونکہ یہ محال ہے اور اس سے حقائق کا تغیر وتبدل لازم آتا ہے پس جب ممکن واجب نہ ہوا، تو ممکن کا نصیب سوائے عجز کے کچھ نہ ہوگا،

مکتوب ۱۲۷

بنام ملا صفر احمد رومی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا ہے، اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو، باوجود اس امر کے اس بات کا معتقد ہونا چاہئے کہ یہ سب کچھ مطلب اصلی تک پہونچنے کے مقابلہ میں محض بے کار ہے، بلکہ منازلِ سلوک کے طے کرنے میں صرف تعطیل ہے، حسناتُ الابرار سیئاتُ المقربین آپ نے سنا ہوگا، حق تعالیٰ کا حق تمام مخلوقات کے حقوق پر مقدم ہے، اُن کے حقوق کو ادا کرنا خدا کے حکم کی تابعداری کے باعث ہے۔ ورنہ کس کی مجال ہے، کہ اس کی خدمت کو چھوڑ کر دوسرے کی خدمت میں مشغول ہو جائے، پس ان کی خدمت اس لحاظ سے خدا ہی کی خدمات میں سے ہے، لیکن خدمت خدمت میں بہت بڑا فرق ہے، کاشتکار ہل چلانے والے بھی بادشاہ کی خدمت کرتے ہیں، لیکن مقربین کی خدمت اور ہے،

وہاں زراعت، اور ہل چلانے کا کام لینا عین گناہ ہے، اور ہر کام کی مزدوری اس کام کے موافق ہوتی ہے، ہل چلانے والے بڑی محنت سے دن بھر میں ایک تنگہ مزدوری لیتے ہیں، اور مقرب ایک گھڑی خدمت میں حاضر ہو کر لاکھوں کا مستحق ہو جاتا ہے، حالانکہ اس کو ان لاکھوں سے کچھ تعلق نہیں، وہ تو صرف بادشاہ کے قرب میں گرفتار ہے، ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے

مکتوب ۱۲۸

بنام خواجہ مقیم

ہمت بلند رکھنا چاہیئے، درمیانی منزلیں مثل سراب کے ہیں، اگر کوئی وسط کو نہایت سمجھکر غیر مقصد کو مقصد جانے، اور چون کو بیچون تصور کر کے پیچھے رہ جائے۔ اس پر افسوس ہے، ہمت بلند رکھنا چاہیئے، اور کسی حاصل پر قناعت نہ کرنا چاہیئے، قرب خدا کو ورا الورا میں ڈھونڈنا چاہیئے،

مکتوب ۱۲۹

بنام سید نظام

انسان جامع جمیع مخلوقات ہے، اس واسطے اس کی جامعیت ہی اس کے تفرقہ کا باعث ہے، اور یہی جامعیت اسکی جمیعت کا باعث ہے، اگر انسان نے اپنا رخ خلق کی طرف کر دیا، تو باعث تفرقہ ہو گیا، اور اگر اپنا رخ خالق کی طرف پھیر دیا، تو آئینہ کامل اور جامعیت پوری ہونیکے باعث اسماء و صفات کے عکوس سے منور ہو کر جمیعت پوری حاصل کر لیتا ہے،

مکتوب ۱۳۰

بنام جمال الدین

احوال کی تلوینات کا کچھ اعتبار نہیں، اس بات کا مقید نہ ہونا چاہیئے، کیا آیا کیا گیا اور کیا کہا اور کیا سنا، مقصود کچھ اور ہے، جو کہنے، سننے، دیکھنے، مشاہدے سے مبرّا و منزہ ہے،

مکتوب ۱۳۱

بنام محمد اشرف کابلی

حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ سب طریقوں سے آسان اور اقرب ہے، احکام شرعیہ کے نفیس موتیوں کو بچوں کی طرح وجد و حال کے جوز و مویز کے عوض نہیں دیتے، اور صوفیہ کے بیہودہ باتوں پر مغرور و فریفتہ نہیں ہوتے، نص (قرآن شریف) کو چھوڑ کر فص (فصوص الحکم) کی طرف نہیں جاتے، اور فتوحات مدنیہ (حدیث شریف) سے قطع نظر کر کے فتوحات مکیہ (تصنیف حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ) کی طرف نہیں جاتے،

بعض متاخرین خلفا نے اس طریق میں نئی نئی باتیں نکالی ہیں، اور ان بزرگواروں کے اصل راستہ کو چھوڑ دیا ہے جس کو وہ باعث ترقی سمجھ رہے ہیں، حقیقۃً وہ باعث دوری ہے،

مکتوب ۱۳۲

بنام ملا محمد صدیق بدخشی

مالداروں کی صحبت سے بچنا چاہیئے، اور فقرا کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے، فقرا کی خاکروبی مالداروں کی صدرنشینی سے بہتر ہے،

مکتوب ۱۳۳

بنام ملا محمد صدیق بدخشی

فرصت کو غنیمت جاننا چاہیئے، اور وقت کو عزیز رکھنا چاہیئے، نقد وقت کو ضروری کام میں صرف کریں، اور اوقات کو بیہودہ باتوں میں صرف کرنے کو جمع کریں۔ اللہ تعالیٰ اتباعِ سنت اور دردوے کہ یہ بے آرامی ہمیشہ کے آرام کا سبب ہے،

مکتوب ۱۳۴

بنام ملا محمد صدیق بدخشی

الوقتُ سیفٌ قاطعٌ، وقت کاٹنے والی تلوار ہے، نہ معلوم کل تک زندہ رہیں یا نہیں، ضروری کام آج کریں، اور غیر ضروری کو کل کے لئے چھوڑیں،

مکتوب ۱۳۵

بنام ملا محمد صدیق بدخشی

ولایت فنا و بقا سے مراد ہے، اور عامہ ولایت سے ہماری مراد مطلق ولایت ہے، اور ولایت خاصہ سے مراد ولایت محمدیہ ہے، علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام جس میں فنا اتم و بقا اکمل ہے، شبِ معراج حضور کو جسم سے ہوئی، اور جنت و دوزخ آپ کے روبرو پیش کئے گئے، اور آپ رویت بصری سے مشرف ہوئے، اور یہ معراج حضور ہی کی ذات سے مخصوص ہے، اور حضور علیہ السلام کے اولیاء کامل تابعداروں کو بھی اس میں کچھ حصہ دیا گیا ہے،

دنیا میں رویتِ حق کا واقع ہونا حضرت علیہ السلام سے مخصوص ہے، اور جو حالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ قدم اولیاء کو حاصل ہوتی ہے، وہ رویت نہیں ہے، بلکہ مثالِ ظل کے ہے،

مکتوب ۱۳۶

بنام ملا محمد صدیق بدخشی

وقت کو غنیمت جان کر کام وقت پر کریں، نہ معلوم پھر وقت ملے یا نہ ملے،

مکتوب ۱۳۷

بنام حاجی خضر افغانی،

جو لذت نماز کے ادا کرنے کے وقت حاصل ہوتی ہے نفس کا اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے بلکہ عین اس لذت کے حاصل کرنے کے وقت نالہ وفغان میں ہے، دنیا میں نماز کا رتبہ آخرت میں رویت کے رتبہ کی طرح ہے، دنیا میں نہایت قرب نماز میں اور آخرت میں نہایت قرب رویت کے وقت، اور تمام عبادات نماز کے وسیلہ ہیں، اور نماز اصلی مقصد ہے،

مکتوب ۱۳۸

بنام شیخ بہار الدین سرہندی

لوگ آخرت کو دنیا کے عوض فروخت کرتے ہیں، اور حق تعالیٰ کو چھوڑ کر دنیا کو پکڑتے ہیں، اس سے زیادہ بے وقوفی اور کیا ہوگی، آخر ایک دن زن و فرزند کو چھوڑنا پڑے گا، اور اس کی تدبیر حق تعالیٰ کے سپرد کریگا، آج ہی اپنے کو مردہ سمجھنا چاہیئے، اور اہل وعیال

کی ضرورت حق تعالیٰ کے سپرد کردے اس ذنیا کیسا تجھ منہ مت جلنا زہر قاتل ہے، تن زہر سے مراد ہمیشہ کی موت میں گرفتار رہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے کسی دولتمند کی تواضع اسکی دولت مندی کے باعث کی، اس کے دو حصے دین کے چلے گئے،

مکتوب ۱۳۹

بنام جعفر بیگ

جو لوگ اولیاء اللہ پر طعن کرتے ہیں ان کی ہجو جائز ہے،

مکتوب ۱۴۰

بنام ملا محمد معصوم کابلی

دوست رنج اور آوارگی چاہتا ہے تاکہ اس کے غیر سے پوری طرح انقطاع ہو جائے یہاں آرام بے آرامی میں ہے، درمان سوز میں ہے، اور قرار بے قراری میں ہے، اور راحت جراحت میں ہے، اس مقام میں آرام طلب کرنا اپنے آپ کو رنج میں ڈالنا ہے، اپنے آپ کو محبوب کے حوالہ کرنا چاہیئے، اور جو کچھ اس کی طرف سے آئے اس کو بخوشی قبول کرنا چاہیئے،

مکتوب ۱۴۱

بنام ملا محمد قلیچ

درویشی میں اصل شئے محبت و اخلاص ہیں،

مکتوب ۱۴۲

بنام ملا عبد الغفور سمرقندی

ان حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی نسبت اگر تھوڑی بھی پہونچے، تو وہ تھوڑی نہیں ہے، کیونکہ اندراج النہایت فی البدایت ان کے یہاں ہے، قبا ارسال کیا جاتا ہے، کبھی کبھی اس کو پہنیں، اور ادب سے نگاہ رکھیں کہ اس سے بہت فائدہ کی امید ہے، اور جس وقت پہنیں، باوضو پہنیں، انشاء اللہ جمعیت تام حاصل ہو گی،

مکتوب ۱۴۳

بنام ملا شمس الدین

جوانی کے وقت کو غنیمت جانیں، اوسکو لہو ولعب میں نہ کھوئیں، نماز پنجگانہ باجماعت ادا کریں، دونوں جہان کی عافیت اتباعِ سنت میں ہے،

مکتوب ۱۴۴

بنام حافظ محمود لاہوری

جو سیر اسماء وصفات وشیون اعتبارات وتقدیسات وتنزیہات میں ہوتی ہے، اسکو کسی عبارت سے تعبیر نہیں کر سکتے، اور نہ کسی اشارہ سے بیان کر سکتے ہیں، اور نہ کسی نام سے اسکا نام رکھا جا سکتا ہے، نہ کسی کنایہ سے ادا ہو سکتی ہے، اور نہ کوئی عالم اس کو جان سکتا ہے، اور نہ مدرک اس کا ادرک کر سکتا ہے، اور اس سیر کا نام بقا رکھا گیا ہے،

مکتوب ۱۴۵

بنام ملا عبد رحمن مفتی

طریقہ نقشبندیہ کے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم نے سیر کی ابتدا عالم امر سے شروع کی ہے، اور دیگر طرق میں عالم خلق سے ابتدا کی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ طریقہ بہ نسبت اور طرق کے اقرب ہے

آگاہی - عالم امر لطائف قلب، روح، سر، خفی، اخفی سے اور عالم خلق اربع عناصر سے مراد ہے،

مکتوب ۱۴۶

بنام شرف الدین حسین بدخشی

وہ سبق جو شیخ سے طالب حاصل کرے اوس کو نہ بھولے، اور اس سے اپنا وقت آباد رکھے، اور فرصت کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے،

مکتوب ۱۴۷

بنام خواجہ اشرف کابلی

مشائخ طریقت قدس سرہم میں سے بعض نے توڑنے کو جوڑنے پر مقدم رکھا ہے، اور بعض نے جوڑنے کو توڑنے پر مقدم رکھا ہے، اور تیسرا گروہ توقف کی طرف گیا ہے، خواجہ ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

تا نہ رہی نیابی و تا نیابی نہ رہی ندانم
کدام پیش بود،

یعنی جبتک تو نہ چھوٹیگا، نہ پائیگا، اور جبتک تو نہ پائیگا، تو نہ چھوٹیگا، میں نہیں جانتا کون آگے ہے،

میں راقم شیخ احمد کہتا ہوں کہ توڑنا اور جوڑنا دونوں ایک ہی وقت میں ثابت ہو جاتے ہیں، جائز نہیں ہے، کہ توڑنا اور جوڑنا جدا ہوں، اور جوڑنا بغیر توڑنے کے ظاہر ہو، شیخ الاسلام ہروی قدس سرہٗ دوسرے مذہب کو اختیار کرتے ہیں، اور فرماتے ہیں، کہ سبقت اسی طرف سے اچھی ہے، بیشک یہ بات درست ہے، جن لوگوں نے توڑنے کو مقدم رکھا ہے، وہ بھی اس سبقت کا انکار نہیں کرتے، ان کی مراد جوڑنے سے ظہور تام ہے، اور ظہور تام کی سبقت ظہور مطلق کی سبقت کے منافی نہیں، کیونکہ ظہور مطلق توڑنے پر مقدم ہے، اور ظہور تام اس سے موخر ہے، اس تحقیق پر ان کے نزاع لفظ کی طرف رجوع ہو جاتی ہے لیکن گروہ اول کی نظر بہت بلند ہے، کہ قلیل کو اعتبار میں نہیں لاتے، اور جاننا چاہیئے کہ اس توجیہ پر تقدم زمانی بھی ظاہر ہے، بہر حال گسستن و پیوستن کا منظر ہونا چاہیئے، کہ مرتبۂ ولایت انہی دو مرتبوں سے وابستہ ہے، مرتبہ اول سیر الی اللہ سے وابستہ ہے، اور دوسرا مرتبہ سیر فی اللہ سے، اور ان دونوں سیروں کے مجموعہ سے درجوں کے اختلاف کے موافق مرتبہ ولایت اور کمال تک پہونچ جاتے ہیں، ع

بانگ زدکر دم اگر در دِکس است

مکتوب ۱۴۲

بنام ملا محمد صادق کابلی

جس نے خیال پہونچنے کا کیا وہ نہ پہونچا، اور جس نے اپنے کو بے حاصل جانا وہ واصل ہے، مشایخ کی صورتیں اور ان کی امداد وسیلہ پر خیال نہ کریں، لطایف شیخ مشایخ کی شکل میں ظہور پکڑتے ہیں، توجیہ شیخ کی طرف رہنا چاہیئے، کار دنیا وی میں اختصار کریں

مشغول نہ ہوں، یادِ حق میں کوشاں رہیں،

مکتوب ۱۴۹

بنام ملا محمد صادق کابلی

اسباب خدا نے پیدا کیے ہیں، اگر کسی کی نظر مسبب پر ہو تو بہتر ہے، خدا کو یاد کرنا چاہیئے، دنیا چند روزہ ہے،

مکتوب ۱۵۰

بنام خواجہ محمد قاسم

دنیا کے معاملات سے پریشان اور دل تنگ نہ ہوں، یہ دنیا مقام فنا ہے، حق تعالےٰ کی رضامندی میں وقت گذارنا چاہیئے،

مکتوب ۱۵۱

بنام میر مؤمن بلخی

حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے سلسلہ میں یادداشت سے مراد حضور بے غیبت ہے، یعنی حضرت ذات تعالیٰ کا دوام حضور بلا پردہ شیونات اور صفات کے اور اگر کبھی پردے حائل ہو گئے، اور کبھی نہیں، ایسی تجلی ذات، و حضور اعتبار سے ساقط ہیں،

مکتوب ۱۵۲

بنام شیخ فرید

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت عین اطاعت حق تعالیٰ ہے جو فرق کرے اس کا حال سکر سے خالی نہیں مستقیم الاحوال والے بزرگ خدا ورسول کی اطاعت میں کچھ فرق نہیں کرتے

مکتوب ۱۵۳

بنام شیخ مزمل

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے اپنے طالبوں کو اپنی طلب میں بے قرار و بے آرام رکھا ہے، اور اس بے آرامی میں اپنے غیر کے آرام سے نجات بخشی ہے، لیکن غیروں کی غلامی سے پوری پوری خلاصی و آزادی اسوقت حاصل ہوتی ہے، جب کہ فنائی مطلق سے مشرف ہو، اور ماسوای اللہ کے نقش بالکل دل سے مٹ جائیں،

مکتوب ۱۵۴

بنام شیخ مزمل

جو بلا و مصیبت ہے، وہ اپنی خواہشوں کی گرفتاری کی وجہ سے ہے، جب اپنے آپ سے خلاص ہوگیا، تو گویا سوائے حق کے ہر چیز کی گرفتاری سے آزاد ہوگیا، جس طرح از خود گذشتن فرض ہے، در خود رفتن بھی لازم ہے، سیر آفاقی بعد در بعد ہے (دوری)، سیر انفسی قرب در قرب ہے اس مقام میں پہونچنے سے پہلے فکر کرنا منع ہے،

مکتوب ۱۵۵

بنام شیخ مزمل

حب الوطن من الایمان صحیح خبر ہے، لہذا فقروا الی اللہ میں کوشش کرنا چاہیئے۔

مکتوب ۱۵۶

بنام شیخ مزمل

اپنی عمر کو فقرار کی صحبت میں صرف کرنا چاہیئے اور ان سے محبت رکھنا چاہیئے۔

آگاھی نواب مکرم خانصاحب سے بادشاہ عالمگیر صاحب نے دریافت کیا کہ تمہاری عمر کس قدر ہے، تو عرض کیا کہ چار سال ہے، حالانکہ ان کی عمر ۷۰ سال کے قریب تھی، بادشاہ نے اس کی وجہ دریافت کی، تو عرض کیا میں اپنے پیر حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت شریف میں چار سال حاضر رہا، یہی عمر ہے، باقی عمر وبال آخرت ہے، اور یہ شعر پڑھا ع

عمر ہماں بود کہ بایار بسر رفت باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری بود

مکتوب ۱۵۷

بنام حکیم عبدالوہاب

فقرار کی خدمت میں جب حاضر ہو، تو اپنے آپ کو خالی کر کے حاضر ہو تا کہ بہرا ہو کر واپس جائے، اور اپنی مفلسی ظاہر کرنا چاہیئے تاکہ مالدار ہو کر جائے، بیہودہ باتوں کو ترک کرنا اور اچھی باتوں میں مشغول ہونا انسان کے حسن اسلام کی علامت ہے۔

مکتوب ۱۵۸

بنام شیخ حمید بنگالی

مراتبِ کمال میں استعدادوں کی تفاوت کے موافق تفاوت ہوتا ہے بعض کی رسائی تجلیِ صفات تک ہے، اور بعض کی تجلیِ ذات تک،

مکتوب ۱۵۹

بنام شرف الدین حسین بدخشی

جو شخص مرنے سے پہلے نہ مرا مصیبت اسی پر ہے، اور اسی کی ماتم پرسی ہونی چاہیئے، آپ کے والد کے انتقال سے سب کو رنج ہونا چاہیئے، کیونکہ باعثِ خیر تھے، میرے عزیز! مردوں کی صدقہ و دعا استغفار سے مدد کرنا چاہیئے، یہ موت سبق دہندہ زندوں کے لئے ہے ذکر و فکر میں مشغول رہیں، موت کا اعتبار نہیں ہے،

مکتوب ۱۶۰

بنام یار محمدؒ

مشائخِ طریقت کے تین گروہ ہیں،

پہلا گروہ اس بات کا قائل ہے، کہ عالم حق تعالیٰ کی ایجاد سے قائم ہے، اور جو کچھ اسمین اوصاف و کمال ہیں، یہ سب حق تعالیٰ کی ایجاد سے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی ذات کیسا تھ اوس کو جزئی یا کلی طور پر کوئی نسبت نہیں ہے،

دوسرے گروہ کا یہ خیال ہے کہ یہ عالم حق تعالیٰ کا ظل ہے، لیکن اس بات کے قائل ہیں کہ عالم خارج میں موجود ہے لیکن بطریق ظلیت نہ بطریق اصلیت لیکن وجود حق تعالیٰ کے وجود سے قائم ہے،

تیسرے گروہ کا یہ خیال ہے اور وہ وحدت وجود کا قائل ہے یعنی خارج میں فقط ایک ہی ذات موجود ہے، اور عالم کا خارج میں علمی ثبوت کے سوا ہرگز کوئی ثبوت ثابت نہیں

پہلے گروہ کے لوگ اتم واکمل ہیں، وران کی تحقیق قرآن وحدیث کے موافق ہے،

دوسرے گروہ کے لوگ اگرچہ خدا سے جدا کہتے ہیں لیکن اصل سے مثال ظل کے تعلق بیان کرتے ہیں لیکن شریعت اس تعلق اصل وظل کو قبول نہیں کرتی ہے،

تیسرے گروہ والے اشیاء کو ان کے مظہر ہونے کے باعث عین حق جانتے ہیں غیر حق نہیں جانتے،

مکتوب ۱۶۱

بنام ملا صالح بدخشی

منازل سلوک کے طے کرنے سے مقصود ایمان حقیقی کا حاصل ہونا ہے، اور یہ ایمان حقیقی حاصل نہیں ہوتا ہے، مگر فنا وبقاء کے بعد،

مکتوب ۱۶۲

بنام خواجہ محمد صدیق

ماہ رمضان المبارک کی خیرات وبرکات کے بارے میں ہے، اور اسکی تشریح مکتوب میں مفصل درج ہو چکی ہے،

مکتوب ۱۶۳

بنام شیخ فرید

کفر اور اسلام ایک دوسرے کی ضد ہے، رسوم کفر کو برتا جائے تو اسلام کی توہین ہے اور احکام اسلام کو برتا جائے تو کفر کی بیخ کنی ہے، جہاں تک ہو سکے احکام اسلام کو جاری کیا جائے خدا جزا دے گا، اور مقصود اجرائے شریعت ہے،

مکتوب ۱۶۴

بنام حافظ بہاؤالدین سرہندی

اللہ تعالیٰ کا فیض عام ہر برے بھلے کے ساتھ ہے، بعض اس کو قبول کرتے ہیں، اور بعض قبول نہیں کرتے، قبول کرنا نہ کرنا بشر کی طرف سے ہے، فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا، دوسری جگہ ارشاد ہے، ہم نے ظلم ان پر نہیں کیا، بلکہ خود انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، گرمی آفتاب دھوبی اور کپڑے پر یکساں پڑتی ہے، لیکن کپڑا اوس سے سفید اور دھوبی سیاہ ہوتا ہے یہ فرق قبول اور عدم قبول کا ہے،

مکتوب ۱۶۵

بنام شیخ فرید

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال محبت کی علامت یہ ہے، کہ حضورؐ کے دشمنوں کیساتھ کمال بغض رکھیں، اور ان کی شریعت کے مخالفوں کے ساتھ عداوت کا اظہار کرنا چاہیئے، اور متبعین شریعت سے محبت رکھنا چاہیئے، کیونکہ دوست کا دوست ہمیشہ دوست ہوا کرتا ہے

اور دوست کا دشمن ہمیشہ دشمن ہوا کرتا ہے،

مکتوب ۱۶۶

بنام ملا محمد امین

عمر ناپائدار کو ناپائدار سمجھ کر اپنے وقت کو یاد حق میں صرف کرنا، اور غیظ و غضب ترک کر کے اپنے کو مردہ جان کر دل کی درستی میں مشغول رہنا چاہیئے، درستی دل پر درستی عاقبت ہے،

مکتوب ۱۶۷

بنام ہردے رام

یہ مکتوب ہردے رام ہندو کی طرف تحریر فرمایا ہے، ہمارا اور تمھارا اور تمام جہان کا ایک خدا ہے، اور وہ بیچون و بیچگون ہے، شبہ اور مانند سے منزہ اور شکل و مثال سے مبرّہ ہے، مادر و فرزند اللہ کے حق میں ہونا محال ہے، اتحاد اور حلول کی آمیزش اس شان میں بڑی ہے، اور پوشیدہ اور ظاہر ہونے کا گمان اس جناب پاک کے حق میں قبیح ہے، وہ زمانی نہیں ہے، کیونکہ وہ زمانہ کا بنانے والا ہے، وہ مکانی نہیں ہے، کہ مکان اس کا بنایا ہوا ہے، اس کے وجود کی کوئی ابتدا نہیں، اور اس کے بقا کی کوئی انتہا نہیں، سب قسم کا خیر و کمال اس کی ذات میں ثابت ہے، اور سب قسم کا نقص و زوال اس سے مسلوب ہے، پس عبادت کا مستحق اور پرستش کے لائق وہی حق سبحانہ تعالیٰ ہے، رام و کرشن وغیرہ جو ہندوں کے معبود ہیں، اس کی ادنیٰ مخلوقات میں سے ہیں، اور ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں، رام جسرتھ کا بیٹا اور لچھمن کا بھائی، اور سیتا کا خاوند ہے، جب رام اپنی بیوی کو نگاہ نہ رکھ سکا، تو وہ

پھر دوسروں کی کیا مدد کر سکتا ہے عقل اور دوراندیشی سے کام لینا چاہیئے، اور ان کی تقلید پر نہ چلنا چاہیئے، رام اور رحمٰن کو ایک جاننا بڑی بے وقوفی کی بات ہے، رام و کرشن کے پیدا ہونے سے پہلے پروردگار عالم کو رام اور کرشن کوئی نہیں کہتا تھا، ان کے پیدا ہونے کے بعد کیا ہو گیا کہ رام و کرشن کے نام کو حق تعالیٰ پر اطلاق کرتے ہین، اور رام و کرشن کی یاد کو پروردگار کی یاد جانتے ہیں،

ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے، ہمارے پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام جو ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب گذرے ہیں، سب نے خلقت کو خالق کی عبادت کرنے کی ترغیب فرمائی ہے، اور غیر کی عبادت سے منع کیا ہے، اور اپنے آپ کو بندہ اور عاجز جان کر اوس کی ہیبت اور عظمت سے ڈرتے اور کانپتے رہے، اور ہندوؤں کے معبودوں نے خلقت کو اپنی عبادت کی ترغیب دی، اور اپنے آپ کو معبود سمجھا ہے، اگرچہ پروردگار کے قائل ہین، لیکن اپنے آپ مین اس کا حلول و اتحاد ثابت کیا ہے، اور اسی باعث سے خلق کو اپنی عبادت کی طرف بلاتے ہیں، اور اپنے آپ کو معبود کہلایا ہے، اور بے کھٹکے محرمات میں پڑے ہیں، اس خیال سے کہ معبود کسی چیز سے ممنوع نہیں ہے، اپنی خلق میں جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے، اس قسم کے بیہودہ اور فاسد خیالات بہت رکھتے ہیں، یہ لوگ خود بھی گمراہ ہو گئے، اور اوروں کو بھی گمراہ کر دیا، برخلاف پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہ انھوں نے جن باتوں سے مخلوق کو منع کیا ہے، اُن سے اپنے آپ کو بھی پورے اور کامل طور پر باز رکھا ہے، اور اپنے آپ کو اور انسانوں کی طرح انسان ہی کہتے رہے، ع

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

مکتوب ۱۶۸

بنام خواجہ محمد تقی سلمہ

اس طریقہ علیہ کی بلندی سنت کے التزام اور بدعت کے اجتناب کے باعث ہے اور اسی وجہ سے ان بزرگوں نے ذکر جہر سے پرہیز فرمایا ہے، اور ذکر قلبی کی طرف رہنمائی فرمائی ہے اور سماع و رقص و تواجد جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں نہ تھے، ان سے منع کیا ہے،

مکتوب ۱۶۹

بنام شیخ عبد الصمد سلطان پوری

سلوک کے ابتداء اور توسط میں پیر کے آئینہ بغیر مطلوب کو نہیں دیکھ سکتے، اور انتہاء میں بغیر وسیلہ پیر کے جمالِ بے حجاب سے مشرف ہوجاتا ہے،

مکتوب ۱۷۰

بنام شیخ نور

جس طرح انسان کو حق تعالیٰ کے اوامر و نواہی کے بجالانے کے بغیر چارہ نہیں ہے ویسے ہی خلق کے حقوق اور ان کی غم خواری بغیر بھی چارہ نہیں ہے، ان کے ساتھ اچھی طرح رہنا سہنا چاہیئے، اور بد دماغی اور لاپرواہی نہیں چاہیئے،

مکتوب ۱۷۱

بنام ملا طاہر بدخشی

ہم فقراء پر جو لازم ہے وہ یہ ہے کہ ہمیشہ ذلیل و محتاج اور عاجز اور روتے رہیں اور حدود شرعی کے پابند رہیں، اور اپنے باطنوں کو خالص اور ظاہر کو سلامت رکھیں، اور اپنے عیبوں کو دیکھتے رہیں، اور گناہوں کے غلبہ کا مشاہدہ کرتے رہیں، علام الغیوب کے انتقام سے ڈرتے رہیں، اور اپنی نیکیوں کو تھوڑا سمجھیں اگرچہ بہت ہوں، اور اپنی برائیوں کو بہت خیال کریں، اگرچہ تھوڑی ہوں، اور خلقت کی شہرت سے ڈرتے رہیں، اور دنیا کے مال جمع کرنے اور اسکی محبت سے بچتے رہیں، کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے، اور دنیا داروں کی صحبت اور ان کی محبت سے بچے،

مکتوب ۱۷۲

بنام شیخ بدیع الدین

شریعت کی ایک صورت یعنی ظاہر اور ایک حقیقت یعنی باطن ہے، اس کی صورت وہ ہے جو علماء ظاہر بیان کرتے ہیں، اور اس کی حقیقت سے صوفیہ ممتاز ہیں،

مکتوب ۱۷۳

بنام میر محمد نعمان

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس قدر بلند شان ہونے کے بشر تھے، اور

حدوث و امکان کے داغ سے داغدار تھے۔ بشر خالق بشر کی نسبت کیا معلوم کر سکتا ہے اور ممکن واجب کی نسبت کیا حاصل کر سکتا ہے اور حادث قدیم کو کیسے احاطہ کر سکتا ہے۔ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نمی بینی کہ شاہے چوں پیمبر — نیافت او فقر کل تو رنج کم بر
(یعنی زوال بشری)

مکتوب ۱۷۴

بنام خواجہ اشرف کابلی

حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وہ قرب چاہتے ہیں، جو بعد نما ہو اور ایسا وصل چاہتے ہیں، جو ہجر نما ہو۔

مکتوب ۱۷۵

بنام حافظ محمود

سالک مبتدی ہو یا منتہی لیکن احوال کی تلوینات سے چارہ نہیں ہے۔

مکتوب ۱۷۶

بنام ملا محمد صدیق

فائدے کے کاموں میں مشغول رہنا، اور لایعنی باتوں سے بچنا حسن اسلام کا نشان ہے۔

مکتوب ۱۷۷

بنام جمال الدین حسین بدخشی

اوّل عقائد اہلسنت والجماعت کے موافق کرنا چاہیئے، دوسرے عمل موافق فقہ کرنا

چاہیئے، تیسرے صوفیائے کبار کے طریقہ کے موافق سلوک اختیار کرنا چاہیئے،

مکتوب ۱۷۸

بنام مرزا مظفر

احسان سب کے ساتھ کرنا اچھا ہے، لیکن ہمسایہ کا زیادہ حق ہے؛

مکتوب ۱۷۹

بنام میر عبداللہ

جوانی کی عمر کو غنیمت جانکر اتباع سنت اور یاد خدا میں صرف کرنا چاہیئے، اور یہ قیمتی وقت بیہودہ باتوں میں صرف نہ ہونا چاہیئے،

مکتوب ۱۸۰

بنام ابوالقاسم

عزیز میرے، تم نے پیروں کے نام تحقیق کے طور پر دریافت کئے ہیں، جو مولانا خواجہ ایکنگی رحمۃ اللہ علیہ و خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان گذرے ہیں، ہم کو جو کچھ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پہونچا ہے، یہ ہے، کہ دو بزرگ ہیں، جن میں سے ایک حضرت مولینا خواجہ ایکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار یعنی حضرت مولینا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مولینا محمد زاہد ہیں رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولینا محمد درویش کے ماموں ہیں،

مکتوب ۱۸۱

بنام محمد صادق

جس قدر کمال زیادہ ہوگا، یقین زیادہ ہوگا، اور جس قدر یقین زیادہ ہوگا، کامل زیادہ ہوگا،

مکتوب ۱۸۲

بنام ملا صالح کولاوی

خطرات کا آنا کمال ایمان ہے،

آگاھی، مبتدیوں کو خطرات کا آنا نقصان دہ ہے، اور منتہی کو خطرات سے کچھ نقصان نہیں پہونچتا، اسی واسطے صحابہ کے خطرات کمال ایمان کی دلیل ہے،

مکتوب ۱۸۳

بنام ملا معصوم کابلی

دنیا ومافیہا اس لائق نہیں کہ قیمتی عمر خرچ کرکے اسکو حاصل کریں، اگر موت سے پہلے کچھ کام کرلیا جائے، تو بہتر ہے، ورنہ خرابی درخرابی ہے، باطنی سبق کو عزیز جاننا چاہئے،

مکتوب ۱۸۴

بنام قلیچ اللہ

اے عزیز جو بات کل قیامت میں کام آوے گی وہ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی تابعداری ہے، اور جو احوال مواجید، علوم و معارف اشارات و رموز اگر اس متابعت کے موافق ہوں تو بہتر ہے، اور رہے قسمت، ورنہ سوائے خرابی و استدراج کے کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ سنت اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی متابعت نصیب کرے،

مکتوب ۱۸۵

بنام منصور عرب

جو کچھ آپ پر اور ہم پر لازم ہے، وہ یہ ہے، کہ دل کو ماسوائے حق کی گرفتاری سے سلامت رکھیں،

مکتوب ۱۸۶

بنام عبدالرحمٰن

فقیر کے نزدیک ہر بدعت بدعتِ سیئہ ہے، بدعت حسن میرے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے،

مکتوب ۱۸۷

بنام محمد اشرف کابلی

جو رابطہ بلا تکلف ہے وہ پیر و مرید کی مناسبت کے کامل ہونے کی علامت ہے جو افادہ و استفادہ کا سبب ہے، اور وصول الی اللہ کے لئے رابطہ سے زیادہ اقرب کوئی طریق نہیں ہے، دیکھیں کس دولت مند کو اس سعادت سے مشرف کرتے ہیں، خواجہ احرار قدس سرہ فرماتے ہیں، ع

سایہ رہبر بہ است از ذکر حق

بہتر کہنا باعتبار نفع کے ہے

مکتوب ۱۸۸

بنام محمد صدیق بدخشی

مرتبہ قلب میں بعض لطائف کا پوشیدہ رہنا، ان لطائف پر ہی موقوف ہے جن کا متضمن قلب ہے، نہ ان لطائف پر جو قلب کے ماسوا متحقق ہیں،

مکتوب ۱۸۹

بنام شرف الدین حسین بدخشی

فقراء کی یاد باعث افادہ استفادہ ہے، اے فرزند دنیا کمینی کی تر و تازگی پر فریفتہ نہ ہونا چاہیئے، اور اس کے بے فائدہ شان و شوکت پر مفتون نہ ہونا چاہیئے کہ یہ بے مقدار اور بے اعتبار ہے. باطنی سبق کو نعمت حق جانکر مشغول رہیں،

مکتوب ۱۹۰

بنام میر محمد نعمان

سب بنی آدم کی سعادت خلاصی، اور نجات اپنے مولا کی یاد میں ہے. جہاں تک ہوسکے، سب وقت کو یاد مولا میں صرف کرنا چاہیئے، اور ایک لحظہ بھی غفلت نہ کرنا چاہیئے، اور اگر پیر کی صورت بے تکلف وقت ذکر کے ظاہر ہو تو اسکو بھی قلب کی طرف لیجانا چاہیئے، پیر وہ شخص ہے جس سے تو خدائے پاک کی طرف پہونچنے کا رستہ سیکھے، اور اس رستہ میں تو اُس سے مدد و اعانت حاصل کرے،

مکتوب ۱۹۱

بنام خانخانان

ہمیشہ کی سعادت اور دائمی نجات حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی متابعت پر منحصر ہے ہزار ہا سال تک مجاہدہ اور ریاضت شدیدہ کیجائیں لیکن وہ ان بزرگواروں کے موافق نہوں، جو کے برابر اسکی قیمت نہیں ہے، اور دوپہر کا سونا قیولہ جو سراسر غفلت ہے، اس کے مقابلہ میں سب ریاضتیں، ہیچ ہیں، بلکہ سب ریاضتیں خلاف سنت مثل سراب کے ہیں،

مکتوب ۱۹۲

بنام شیخ بدیع الدین

میں ایسے مقام میں پہونچا، جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام سے بالا تر ہے، یہ ترقی جزئی ہے نہ کلی، اور فضیلت جزئی سے کلی فضیلت حاصل نہیں ہوتی، اور اس مقام میں سیر واقع ہوئی، نہ قیام، علاوہ اس کے بزرگوں نے تجویز فرمایا ہے، کہ جزئیات میں سے کسی جزئی میں نبی کے سوا کسی اور کو نبی پر فضیلت ثابت ہو جائے، تو کچھ ڈر نہیں، بلکہ ایسا ہونا واقع ہے جیسے شہدا کے بارے میں ایسی ایسی زیادتیاں واقع ہوئی ہیں، کہ جو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام میں نہیں ہیں، لیکن باوجود اس کے کلی فضیلت نبی کے لئے ہے، علیہ الصلوٰۃ والسلام، اس لحاظ سے اگر نبی کے سوا غیر کی سیر ان جزئی کمالات میں واقع ہو جائے، اور اپنے آپ کو اس بلند تر مقام میں معلوم کرے، تو جائز ہے،

آگاہی یہ مضمون ترقی سیر اثنار سلوک کے حالات میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کی تھی، اس پر کسی نے بطریق استفسار و اعتراض آپ سے دریافت کیا، تو آپ نے اس کا مفصل جواب دیا ہے، میں نے مختصراً مجملاً جواب لکھدیا ہے، جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت خلق اور رہنمائی خلق کے لیئے عالی عالی مقام کمالات نبوت وحقیقتِ محمدی، وذات وصفات سے آگاہ فرمایا، تو اس مقام کی سیر بھی عطا فرمائی تو کیا تعجب اور اعتراض کی بات ہے، اعتراض جب ہو سکتا تھا کہ آپ فرماتے کہ میرا مقام حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام سے بالاتر ہے، آپ تو اس مقام کی سیر فرماتے ہیں، نہ کہ اپنا مقام، مثلاً کسی بادشاہ کے محل اور تخت گاہ میں کوئی فراش پہونچ جائے، اور وہ سب کچھ چیز دیکھے تو اس فراش کے محل میں جانے یا دیکھنے سے یہ نہیں کہ سکتے کہ اس فراش کا مرتبہ بھی مثل بادشاہ کے ہو گیا ہے (اور اسکے متعلق خود شیخ رح کا جواب مکتوب نمبر ۲۰۲ میں دیکھو)

مکتوب ۱۹۳

بنام شیخ فرید

عقائد اور عمل علماے اہل سنت والجماعت کے موافق چاہیئے کہ وہ علوم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اخذ کیا گیا ہے، حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، کہ اگر تمام احوال ومواجید ہمیں دیدیں، اور حقیقت کو اہل سنت والجماعت کے عقائد کیساتھ آراستہ نہ کریں تو سواے خرابی کے ہم کچھ نہیں جانتے، جہاں تک ہو سکے احکامِ شریعت کے اجرا میں کوشاں رہیں، ہزارہا عبادتوں سے بہتر ہے، حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اصحابؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم ایسے زمانہ میں موجود ہو کہ اگر اوامر ونواہی میں سے دسویں حصہ کو ترک کر دو تو ہلاک ہو جاؤ، اور تمھارے بعد ایسے لوگ آئیں گے، کہ اوامر ونواہی میں سے دسویں حصہ کو بجالائیں گے، تو خلاصی پائیں گے، اب یہ وقت وہی وقت ہے، اور یہ آدمی وہی آدمی ہیں،

مکتوب ۱۹۴

بنام صدرجہان

دین کے احکام کا اجرار اور کفر کے مٹانے میں کوشش کریں، خدا جزا دے گا، اور عالم حقانی کے انتخاب میں جلدی کریں، کیونکہ بھلائی اور بُرائی دونوں عالم کے وجود پر وابستہ ہیں، اگر عالم عالم حقانی ہے، تو خلق میں خیر پیدا ہوگی ورنہ اس کے خلاف،

مکتوب ۱۹۵

بنام صدرجہاں

جب بادشاہ اور رؤسار اور وزرار دین کے پھیلانے اور سنتِ نبویؐ کے اجرار میں کوشش نہ کریں، تو عام لوگ کیا کریں گے،

آنچہ از من گم شدہ گر از سلیماں گم شدے ہم سلیمان ہم پری ہم اہرمن بگریستے

مکتوب ۱۹۶

بنام منصور عرب

یہ راستہ جس کے طے کرنے کے ہم درپے ہیں، سات قدم ہے، دو عالم خلق کے اور پانچ عالم امر کے، بعض نے جود و قدم کہا ہے اس سے ان کی مراد اختصار ہے، ایک عالم خلق اور ایک عالم امر، سالک ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم پر اپنے سے دور اور حق سے قریب ہوتا جاتا ہے، اس کے بعد فنا و بقا سے مشرف ہوتا ہے،

مکتوب ۱۹۷

بنام محمود

سعادت مند وہ شخص ہے جس کا دل دنیا سے سرد ہوگیا اور حق تعالیٰ کی محبت گرمی سے گرم ہوگیا، دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے، اور اس کا ترک کرنا تمام عبادتوں کا سردار ہے

مکتوب ۱۹۸

بنام خانخاناں

دنیا داروں سے فقرار کو محبت ہونا مشکل ہے، کیونکہ اگر فقرار اپنے حسن خلق سے کسی دنیا دار کو سفارشاً یا نصیحتاً کچھ لکھتے ہیں، تو دنیا دار اس کو اپنی بدظنی سے فقرار کو طامع اور حاجت مند خیال کرکے خسارت میں پڑتے ہیں، اور اگر استغنا۔ اور بے پرواہی سے کہ جو فقرار کو چاہیئے پیش آتے ہیں، تو اس کو بدخلقی اور تکبر جانتے ہیں،

مکتوب ۱۹۹

بنام ملا محمد امین کابلی

تمھاری ترقی اور درد پیدا کرنے کے لئے مولینا محمد صدیق کو بھیجا گیا ہے تاکہ آپ کو ذکر حق میں مشغول کریں،

مکتوب ۲۰۰

بنام ملا شکیبی اصفہانی

بعض لوگ بلا رہبر کے مطلوب تک پہونچے ہیں، ان میں سے جو اجتبا اور صفت مراد

میں حصہ رکھتے تھے، وہ کامیاب ہوئے، اور حق تعالیٰ نے ان کی دستگیری کی، اور جو لوگ صفت مرادیت اور اجتبا، میں حصہ نہ رکھتے تھے، وہ مطلب تک نہ پہونچے، اور نفس شیطان نے ان کو دھوکے دیئے،

مکتوب ۲۰۱

بنام کوچک بیگ حصاری

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے، کہ تمام علوم بسم اللہ کے با میں ہیں، بلکہ اس نقطۂ با کے نقطہ میں ہیں،

مکتوب ۲۰۲

بنام مرزا فتح اللہ خان

جو شخص اپنے کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بہتر جانتے، اوس کا حال دو امر سے خالی نہیں، یا تو زندیق ہے یا جاہل ہے، جو شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل جانے، وہ گروہ اہل سنت والجماعت سے نکل جاتا ہے، پھر اس شخص کا کیا حال ہو جو اپنے آپ کو افضل جانے، اور اس گروہ میں یہ بات مقرر ہے، کہ اگر کوئی سالک اپنے آپکو خسیس کتے سے بہتر جانے، تو وہ ان بزرگواروں کے کمالات سے محروم ہے،

مکتوب ۲۰۳

بنام ملا حسینی

حدیث شریف میں آیا ہے کہ چند فرشتہ ایسے ہیں، جو ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں، جس جگہ ذکر کرنے والوں کو پاتے ہیں، تو وہ اور فرشتوں کو ذکر سننے کے لئے پکارتے

ہین، اور پھر بعد ذکر سننے کے جناب باری میں حاضر ہوتے ہین یہ حدیث شریف بیے مضمون کی ہے، خلاصہ یہ کہ خدا ذکر سننے والون کو اور جو راستہ چلتے کھڑے ہوتے ہیں ان کو بھی بخشدیتا ہے اللہ تعالیٰ اولیا، اللہ کے دوستون کو بدبخت نہیں کرتا،

مکتوب ۲۰۴

بنام میر محمد نعمان بدخشی

جناب میر محمد نعمان اہل خسران کی پریشان باتون سے رنجیدہ نہون، قل کل یعمل علی شاکلتہ ہرایک اپنی طرز پر کام کرتا ہے، دروغ گو کبھی فروغ نہیں پاتا،

مکتوب ۲۰۵

بنام محمد اشرف کابلی

اللہ تعالیٰ اپنے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی پیروی نصیب کرے کیونکہ اصلی مقصود اور صدیقین کی دلی آرزو یہی ہے،

مکتوب ۲۰۶

بنام ملا عبدالغفور سمرقندی

آدمی کو چرب اور لذیذ کھانون کے لئے اور نفیس وعجیب کپڑون کے پہننے کے لئے دنیا میں نہیں لائے ہیں، اور عیش وعشرت کھیل کود کے لئے پیدا نہیں کیا ہے، بلکہ انسان کے پیدا کرنے سے مقصود اسکی ذلت انکسار، عجز، محتاجی ہے، جو بندگی کی حقیقت ہے لیکن انکسار ذلت

وغیرہ شریعت کی تحت میں ہو، نہ غیر مذاہب کے مجاہدہ اور ریاضتیں، جو نا مقبول ہیں،

مکتوب ۲۰۷

بنام مرزا حسام الدین احمد

قرب جسدی (جسم) بڑا اثر رکھتی ہے یعنی صحبت مرد کامل، اسی واسطے صحابہؓ کے مرتبہ کو کوئی نہیں پہونچ سکتا،

مکتوب ۲۰۸

بنام میاں محمد صادق

سالک کبھی اپنے کو انبیاء علیہم السلام کے مقام مین دیکھتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مبدء انبیاء علیہم السلام اسماء صفات ہے، اور ترقی ان کی بہت بالاتر ہے، ان کے مقام ترقی تک سالک نہیں پہونچ سکتا، اسی مقام کو انتہا سمجھکر یہ جانتا ہے، کہ مجکو ترقی مقام حضرات انبیاء علیہم السلام تک ہو گئی، اور ولی کو ترقی بطور ظل کی وہاں ہوتی ہے، اور وہ اصل سمجھ جاتا ہے، ورنہ حقیقۃً حضرات انبیاء علیہم السلام کا مقام ترقی بہت بالاتر ہے، جب کوئی ولی صحابہؓ کی ولایت کو حقیقۃً حاصل نہیں کر سکتا، تو مقام حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کیسے حاصل کر سکتا ہے، ہاں کثرتِ عشق و محبت خدا میں عروج ہوتا ہے، اور وہ عشق حق بلندی پر پہونچ جاتا ہے لیکن نزول میں وہی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی رہ جاتا ہے،

مکتوب ۲۰۹

بنام محمد نعمان بدخشی

حقیقتِ انسان تعین اسماء الٰہی ہے، اور تعین انسانی امکانی اس تعین اسماء الٰہی کا ظل ہے

اور وہ اسم الٰہی اس انسان کا رب ہے، اور انسان کے وجود اور توابع وجود کے فیوض کا مبدء ہے
اکثر اولیاء ظل اسمائے مشرف ہیں، بہت کم اولیاء ایسے ہیں، جو ظل سے ترقی کر کے اسماء تک پہنچے
ہیں، اور اسی لحاظ ترقی سے اولیاء پر اولیاء کو فضیلت ہے، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تمام
عالم خلق اور عالم امر سے مرکب ہیں، حضورؐ کے عالم خلق کی پرورش کرنے والا شان العلیم ہے، اور عالم
امر کی تربیت کرنے والی حقیقت اسم ہے، حقیقت محمدی شانُ العلیم سے مراد ہے، اور حقیقت احمدی
معنی اور کنایہ ہے، حضور کی نبوت قبل وجود حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام بحیثیت حقیقت احمدیؐ
کے تھی جس کا تعلق عالم امر سے ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ تعلق عالم امر سے زیادہ رکھتے
ہیں، اسی واسطے حضورؐ کی تشریف آوری کی خوشخبری اسم احمدؐ کے ساتھ دی ہے، اس جہان میں
حضورؐ کی عنصری پیدائش کو حضورؐ کی ملکی پیدائش پر غالب کیا ہے، تاکہ مخلوقات کے ساتھ جن میں
بشریت زیادہ غالب ہے، وہ حضورؐ سے بوجہ مناسب بشری زیادہ فائدہ حاصل کریں۔ اسی واسطے اللہ
تعالیٰ نے حضورؐ کو اپنی صفات بشری کے اظہار کی تاکید فرمائی ہے قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ اور
وجود عنصری سے رحلت فرمانے کے بعد حضورؐ کی صفات بشری سے صفات ملکی غالب ہوگئیں اور وہ
مناسبت بشری کم ہوگئی، اور دعوت کی نورانیت میں تفاوت پیدا ہوگیا، اسی واسطے بعض
اصحابؓ کرام فرماتے ہیں، کہ ہم حضورؐ کے دفنانے سے فارغ نہ ہوئے تھے، کہ ہم نے اپنے دلوں
میں تفاوت پایا، اب حضورؐ کے لطائف عالم امر نے لطائف عالم خلق کو اپنے رنگ میں ہمرنگ کر لیا
اور حقیقت محمدی حقیقت احمدیؐ سے ملحق ہوگئی، اس جگہ حقیقت محمدی و حقیقت احمدیؐ عالم خلق و
عالم امر سے مراد تعین امکانی ہے، نہ تعین وجوبی تعین امکانی تعین وجوبی کا ظل ہے،

(آگاہی) تعین وجوبی اسماء وصفات حضرت حق تعالیٰ سے مراد ہے، اور تعین امکانی عالم
خلق اور ظل اسماء صفات باری سے اد ہے، حضورؐ کی ذات پر لفظ خلق کا وارد ہو چکا ہے، اور

ذات اور اسمار و صفات خدا لفظ تعلق سے پاک اور ہر حدوث سے منزہ و مبرا ہے، بایں وجہ الحاق حقیقت محمدیؐ و حقیقت احمدیؐ کا ہونا ممکن ہے لیکن ذات و صفات حق سے الحاق ناممکن اور محال ہے، کیونکہ قدیم اور حادث جمع نہیں ہو سکتے حقیقت محمدیؐ سے مراد کمالات جسد اطہر سے ہے، اور حقیقت احمدیؐ سے مراد حضورؐ کی روح اقدس سے ہے،

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی پیروی کریں گے، اور دین محمدیؐ کو تقویت دیں گے، گزشتہ شریعتوں کا بھی یہی حال تھا کہ پیغمبران اولوالعزم کے رحلت فرمانے کے بعد قریب ہزار سال تک انبیائے کرام اور رسل عظام مبعوث ہوتے تھے، جو پیغمبران اولوالعزم کی شریعت کو تقویت دیتے تھے، اور ان کے کلمہ کو بلند کرتے تھے، اور جب پیغمبران اولوالعزم کا دور ختم ہو جاتا تھا، تو دوسرا پیغمبر اولوالعزم مبعوث ہو جاتا تھا، اور اپنی نئی شریعت ظاہر کرتا تھا، اور چونکہ حضورؐ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الرسلؑ ہیں، اور آپ کی شریعت نسخ اور تبدل سے محفوظ ہے، اسلئے حضورؐ کی امت کے علمار کو بجائے انبیار علیہم السلام کے قرار دیکر شریعت کی تائید اور تقویت کا کام ان کے سپرد کیا گیا ہے، بلکہ ایک پیغمبر اولوالعزم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضورؐ کا تابعدار بنا کر حضورؐ کی شریعت کو ترقی عطا فرمائی ہے،

اور یہ بھی معلوم ہو کہ حضورؐ کی رحلت فرمانیکے ہزار سال بعد جو اولیا ہوں گے، اگرچہ تھوڑے ہوں لیکن اکمل ہوں گے، تا کہ شریعت کی اتباع اور تقویت پوری طور سے کر سکیں،

اس الف ثانی کے اولیار کے کمالات اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مانند ہوں گے اگرچہ حضرات انبیار علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد بزرگی اور فضیلت حضرات اصحاب کرامؓ کے لئے ہے لیکن یہ مناسب نہیں کہ کمال مشابہت سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دیکیں،

حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے "میں نہیں جانتا کہ اول زمانہ کے لوگ اچھے ہوں، یا آخر زمانہ کے

(آگاھی - صحابہؓ اور تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کی بزرگی حضورؐ نے فرمادی ہے لیکن اس کے بعد کسی امام طریقت کو کسی دوسرے امام یا اولیاء متقدمین یا متاخرین پر تقدم و تاخر کرنا علی دنی بنانا انصاف اور عقل سے بعید ہے، خدا کے علم میں نہ معلوم کون افضل ہے اور کون کمتر، پھر ہم خدا کے گھر کا فیصلہ کرنے والے کون، اگر کوئی فیصلہ کرے بھی تو سوائے کذب کے کیا کہا جائیگا، ہاں حضرت مہدیؓ زمانہ آخر میں آوینگے، اور وہ بالعقائد اولیاء سے افضل ہیں لیکن اصحابؓ کا زمانہ تمام طرح سے بہتر ہے کہ اسکی نسبت گفتگو کرنا فضول ہے، کعبۂ ربانی کی حقیقت حقیقتِ محمدی کی مسجود ہے، کعبۂ ربانی کی حقیقت بعینہٖ حقیقتِ احمدی ہے کہ حقیقتِ محمدی حقیقتِ احمدی کا ظل ہے، کعبۃ اللہ بعض اولیاء اللہ کے لئے آتا ہے، اور برکات حاصل کرتا ہے، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں،)

(آگاھی - خانہ کعبہ میں تجلی ذات کا ظہور ہے، اور قلب انسان میں ذاتِ حق کا ظہور ہے، حضرات انبیاء اولوالعزم علیہم السلام کی فضیلت جو میں نے ایک کی دوسرے پر دی ہے وہ کشفاً دی ہے، اور چونکہ ان کے افضل و کمتر ہونیکی بابت کوئی دلیل شرعی نہیں ہے، اس لئے میں استغفار کرتا ہوں،)

پیری مریدی کی دوکان کھولنا مقصود نہیں، بلکہ رضائے حق مقصود ہے، پیر کو چاہئے کہ مریدوں کی نگاہ میں ہر وقت خدا ملا رہکر بے وقار نہ بنائے،

مکتوب ۲۱

بنام ملا شکیبی اصفہانی

آپنے لکھا کہ اس حکایت کا اصل معاملہ کیا ہے، جو نفحات میں ابن السکینہ قدس سرہ کے

مرید کی نسبت مذکور ہے، کہ ایک دن دریائے دجلہ پر غسل کے لئے غوطہ لگایا، اور سر دریائے نیل میں جانکلا، اور مصر میں چلا گیا، اور وہاں شادی کی اور اس عورت سے بیٹے پیدا ہوئے اور سات سال تک مصر میں مقیم رہا، اتفاقاً پھر ایک دن غسل کے لئے دریائے نیل میں غوطہ لگایا، تو سر دریائے دجلہ میں جانکلا، دیکھا کہ اس کے کپڑے جو دریائے دجلہ کے کنارے پر رکھے تھے، بدستور موجود ہیں، ان کپڑون کو پہنکر گھر آیا، تو اس کی اہلیہ نے کہا جو کھانا آپ نے مہمانون کے لئے پکوایا ہو تیار ہے، جواب میرے مخدوم اس حکایت کا اشکال اس وجہ سے نہیں ہے، کہ برسوں کا کام ایک گھڑی میں کیسے میسر ہو گیا، اس قسم کے معاملات بہت سے واقع ہوتے ہیں، حضرت رسالت خاتمیت صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں عروج کے مرتبے طے کرنے اور وصول کی منزلیں قطع کرنے کے بعد جو کئی ہزار برسون میں طے ہوسکیں، جب اپنے دولت خانہ میں واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ بستر خواب ابھی گرم ہے، اور لوٹے میں پانی وضو کا ابھی تک ہل رہا ہے اسکی وجہ وہی بات ہے، جو اس حکایت کے نقل کرنے کے بعد نفحات میں مذکور ہے،

یہ بات بسط زماں کی قسم سے ہے، فقیر کے نزدیک یہ حالت بیداری کی نہیں ہے، بلکہ خواب کی قسم سے ہے آگاہی یہ ارشاد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بالکل درست ہے، یہ حالت مجھ ہدایت علی پر گذری ہے، ایک شب تھوڑے عرصہ میں بحالت خواب میں نے دیکھا کہ حضرت مرزا جانجانان شہید رحمۃ اللہ علیہ نے میرے دونوں ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں پکڑکر سات دن سات رات برابر مجھ کو توجہ دی، اور آفتاب برابر سات روز تک طلوع اور غروب وقت معینہ پر بارہ گھنٹے کے بعد ہوتا رہا، حقیقتِ حال کو اللہ ہی خوب جانتا ہے،

میرے مخدوم زندگی چند روزہ ہے، اور بہت گئی تھوڑی رہی، اس تھوڑی کو یادِ خدا میں صرف کریں، عالمِ آخرت کی دائمی راحت و تکلیف ہے، روزِ قیامت قریب ہے، کس منہ سے

خدا کے سامنے جائیں گے، اور کیا حیلہ پیش کریں گے۔

آگاھی - یہ حالات اس قسم کے ہیں، جو ہر شخص بد حال نہیں سمجھ سکتا، اولیا اللہ کو جیسے طے ارض وطے لسانی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے، ایسے ہی طے زمان بھی ہوتا ہے، اس کی مثال عام مومنین کے لئے حالتِ خواب ہے، کہ تھوڑے سے عرصہ خواب میں سفر حرمین شریفین اور زیارت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے مشرف ہوتے ہیں،

مکتوب ۲۱۱

بنام یار محمد قدیم

کسی کا سوال ہے، کہ مولوی علیہ الرحمۃ نے جو کہا ہے کہ وہ نازنین جو میرے بغل میں تھا وہ حق تعالیٰ تھا، آیا اس قسم کی باتیں کہنا جائز ہیں، جواب جاننا چاہیئے، کہ اس قسم کی باتیں اس راہ میں بہت سی واقع ہوتی ہیں، اور زبان پر آتی ہیں، اس قسم کا معاملہ تجلی صوری کا ہے، کہ سالک دیوانہ اس کو عین سمجھ کر تسکین پاتا ہے، اور خواجہ یوسف ہمدانی نے فرمایا ہے کہ ایسی باتوں سے راہ سلوک کے بچوں کی پرورش کرتے ہیں،

مکتوب ۲۱۲

بنام محمد صدیق بدخشی

صاحب تصرف پیر مرید کی استعداد سے زیادہ پہنچا سکتا ہے، لطیفہ اخفیٰ اگرچہ لطیفہ لطف ہے لیکن تعلق اس کا ممکنات سے ہے، اس لئے اس میں نفس اپنی مثل اس کو سمجھتا ہے، اور حق تعالیٰ کو حاضر وناظر جانکر عبادت کرنا داخل بے ادبی ہے،

مکتوب ۲۱۳

بنام شیخ فرید

میاں شیخ فرید صاحب فقیر آپ کے احسان کا بدلہ کس احسان سے ادا کرے، آپ کی محبت اور احسان مجبور کرتے ہیں، کہ کچھ نصیحت کی باتیں آپ کی خدمت میں لکھوں،

مکتوب ۲۱۴

بنام خانخانان

اللہ تعالےٰ نے دنیا کو آخرت کی کھیتی بنایا ہے، وہ شخص بڑا بدنصیب ہے، کہ جو بیج کو ضائع کر دے، اور ایک دانہ سے سات سَو دانہ نہ بنائے، اور اس دن کے لئے کہ بھائی بھائی سے بھاگیگا اور ماں بیٹے کی خبر نہ لے گی، ایسے شخص کو خسارہ اور ندامت حاصل ہونے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا، اور نیک بخت وہ ہے، جو عمر کو غنیمت جانکر یادِ خدا میں صرف کرے، کفار کو عذاب ہمیشہ کا ہے، اور وہ شخص جو تمام احکامِ شرعیہ کو اپنی عقل کے مطابق کرنا چاہے اور عقلی دلائل کے برابر کرنا چاہے، وہ شانِ نبوت کا منکر ہے، اس کے ساتھ کلام کرنا بے وقوفی ہے،

مکتوب ۲۱۵

بنام مرزا داراب

اے فرزند دنیا دارا ور دولت مند بڑی بلا میں گرفتار ہیں، اور ابتلاے عظیم میں مبتلا ہیں، کیونکہ دنیا مبغوضہ حق ہے، مردار ہے، اور ان کی نظروں میں آراستہ و پیراستہ ظاہر کیا ہے

جیسے زہر کو شکر میں ملا دیں، اس کی بُرائی حضرات انبیاء علیہم السلام کی زبان مبارک سے خوب ظاہر ہو چکی ہے، اس پر بھی اس کو کوئی دوست رکھے تو وہ بہت بڑا احمق اور نادان ہے، غفلت کی روئی کانوں سے نکالو ورنہ بروز حشر سوائے حسرت و افسوس ندامت کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا

مکتوب ۲۱۶

بنام مرزا حسام الدین احمد

عام لوگوں کی نظر خوارق عادات پر لگی ہوئی ہے، ولایت فنا و بقا سے مراد ہے، خوارق اور کشف خواہ کسی سے زیادہ ظاہر ہوں یا کم یہ نہیں ہے کہ جس سے زیادہ کرامت ظاہر ہوں اوس کی ولایت قوی ہے، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض سے کرامتیں کم ظاہر ہوتی ہیں اور ولایت اکمل ہوتی ہے، خوارق عادات اس سے زیادہ ظاہر ہوتی ہیں، کہ عروج میں اعلیٰ ہو اور نزول اوس کو کم ہو، حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں کہ اور اولیاء اللہ سے ایسی نہیں ہوئیں، اس کا سبب یہ ہے کہ آپ کو عروج نہایت درجہ کا ہے، اور نزول لطیفہ روح تک ہوا ہے، جو عالم اسباب سے بالاتر ہے، حضرت حسن بصری رضؓ اور حبیب عجمی رحؒ ایک دریا کے اوپر پہونچے اور دونوں کا مقصد دریا کے پار جانا تھا، حبیب عجمی بلا اسباب یعنی بلا کشتی پانی پر چلے گئے، اور حسن بصریؓ کشتی کے منتظر رہے، اور حبیب عجمیؒ کو فرمایا برو کہ تو علم نداری، حالانکہ حضرت حسن بصریؓ حبیب رحؒ عجمی سے افضل ہیں، پورا نزول نہ ہونے سے صرف نگاہ سبب پر رہتی ہے، اور اسباب پر نہیں ہوتی، اور خدا اس کے ارادہ کے موافق اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ پیش آتا ہے، اور جو کمال نزول میں آجاتے ہیں، ان کا معاملہ مسبب کے اسباب سے زیادہ تعلق رکھتا ہے، بعض اولیاء کو ان کی کرامت سے خود خبر نہیں ہوتی، اور حق

تعالیٰ ان کی مثالیہ صورتون کو متعدد مکانون میں دور دراز مقامون پر ظاہر کرکے اون صورتون سے ایسے عجیب و غریب کام ظہور مین لاتے ہیں، کہ عقل حیران ہے لیکن خود کو اطلاع نہیں ہوتی،

مکتوب ۲۱۷

بنام ملا طاہر بدخشی

باطنی نسبت جسقدر جہالت کی طرف جائے، اسی قدر زیبا ہے، اور جسقدر حیرت تک پہنچے اسی قدر بہتر ہے، کیونکہ مکشوفات اسماء و صفات درمیانی راستہ میں ہین، کشف و الہام مین غلطی ہونا ممکن ہے، جو بات قابل اعتبار اور لائق قبول ہے، وہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جو کشف و الہام اس کسوٹی قرآن و حدیث پر کھرا ہے، وہ کھرا ہے، اور جو کھوٹا ہے وہ کھوٹا ہے،

مکتوب ۲۱۸

بنام ملا داؤد

باطنی سبق میں مشغول رہین، اور طریقہ حضرات خواجگان پر مستقل رہیں، اور پیر کے آداب کو مدنظر رکھیں، اور ان بزرگواروں کی رضامندی کو خدا کی رضامندی کا وسیلہ بنائیں،

مکتوب ۲۱۹

بنام مرزا ایرج

آدمی کو جو امراض اوس کے اعضاء میں پیدا ہوتے ہیں، اس کے دور کرنے مین کوشش کرتا ہے، اور جو امراض قلبی لاحق ہیں، ان کا علاج نہیں کرتا، حالانکہ امراض قلبی اس کی راحت

ابدی کو تباہ و برباد کرنے والے ہیں، اسی طرح عقل معاد امراض جسمانی کو کچھ نہیں سمجھتی عقل معاش کی نظر کوتاہ ہے اور عقل معاد کی نظر تیز ہے، عقل معاد حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نصیب ہے، اور عقل معاش دنیا داروں کے نصیب ہے، ظاہری مرض میں قویٰ اور اعضا کی کمزوری ہے، اور مرض باطنی میں یقین کی اور ایمان کی کمی ہے،

مکتوب ۲۲

بنام شیخ محمد بنگالی

اس غیب الغیب یعنی سلوک کا راستہ اندھا دھن ہے، اس میں سالکوں کے قدم بہت پھسلتے ہیں، آپ اعتقادات اور عملیات میں احکامِ شریعت کو مدنظر رکھیں، فقیر کی بھی یہی نصیحت ہے، اس میں غفلت نہ ہونا چاہیئے، کبھی سالک اپنے کو دوسروں سے بلند جگہ پر پاتا ہے، یہاں تک کہ کبھی انبیا علیہم السلام سے بھی زیادہ عروج میں پاتا ہے، حالانکہ حضرات انبیا علیہم السلام کی بزرگی بالاجماع ثابت ہے، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جو مبدء انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اسماء وصفات ہیں سالک اون کو دیکھتا ہے، اور ان کے عروج جو پاک ذات تک بلا پردہ صفات ہیں، ان کو نہیں دیکھتا، اور اسی طرح اولیا متقدمین جو خلق میں مانے ہوئے ہیں، اور یہی اس کے کشف کے خلاف اوس سے افضل ہوتے ہیں، اسی طرح بعض اولیا یہ خیال کرتے ہیں، کہ ہم کو بلا توسل برزخ کبریٰ میں تقرب حق حاصل ہوا ہے، یہ بھی غلطی کشف ہے،

ایک روز ایک بزرگ کے مزار پر گذر ہوا اور ایک معاملہ میں اون کی روح کو مددگار بنایا، اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ کی حقیقت کو منکشف کر دیا،

آگاھی۔ برزخِ کبریٰ سے مراد حقیقتِ محمدی ہے،

مکتوب ۲۱

بنام سید حسین مانک پوری

طریقہ نقشبندیہ کے سر حلقہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جن کا مرتبہ تمام مخلوق میں بعد الانبیاء ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور انھوں کی بزرگی بوجہ قوت ایمانی ونسبت باحق تعالیٰ ہے، لہذا یہ بزرگ اپنی نسبت طریقہ نقشبندیہ کو اوروں کے مقابلہ میں ترجیح دیتے ہیں، اور حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں، کہ ہم نہایت کو ابتدا میں درج کرتے ہیں، خلوت در انجمن سے یہ مراد ہے، کہ کل خیالات کو دل سے دور کیا جائے، اور انجمن میں دل خدا کے ساتھ رہے، اور اس طریق میں جذبہ سلوک پر مقدم ہے، اور سیر کی ابتدا، عالم امر سے ہے، اور دوسرے طریقوں میں عالم خلق سے ہے، اور یہاں عالم خلق کی سیر خود بخود طے ہو جاتی ہے، حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے، کہ ہمارا طریق سب طریقوں سے اقرب ہے، اور فرمایا ہے، کہ حق تعالیٰ سے میں نے ایسا طریق طلب کیا ہے، جو بیشک موصل ہے، اور آپ کی یہ التجا قبول ہو گئی ہے، رشحات میں خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ سے منقول ہے، کہ یہ طریقہ کیونکر اقرب اور موصل نہ ہو، جب کہ انتہا اسکی ابتدا میں درج ہے، وہ شخص بہت ہی بدنصیب ہے، جو اس طریقہ میں داخل نہ ہو، اور استقامت اختیار نہ کرے، اور بے نصیب چلا جائے، اس طریقہ کے بزرگواروں نے احوال ومواجید کو شریعت کے تابع کیا ہے، احکام شرعیہ کے قیمتی موتیوں کو بچوں کی طرح وجد وحال کے جوز و مویز کے عوض ہاتھ سے نہیں دیا ہے، سماع ورقص کو پسند نہیں کرتے ہیں، ذکر جہر کی طرف توجہ نہیں کرتے، یہ بزرگوار جیسے نسب کے عطا کرنے پر قادر ہیں، ویسے ہی نسب کے سلب کرنے کی پوری طاقت رکھتے ہیں، اور اس طریقہ میں زیادہ تر فائدہ اور استفادہ خاموشی

مین ہے، ان بزرگوان نے فرمایا ہے جس نے ہماری خاموشی سے فائدہ نہ اٹھایا، وہ بات کرکے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے اور ان بزرگواروں کی توجہ ابتدا ہی سے حدیث مجردہ کی طرف ہے، وہ اسم وصفت سے سوائے ذات کے کچھ نہیں چاہتے، اور معلوم ہو کہ اس توجہ کے مناسب و اس مقام کے موافق خاموشی اور گونگا ہونا لازمی ہے، مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ۔

مکتوب ۲۲

بنام محمد اشرف کابلی

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ مرید صادق وہ ہے، کہ جس کے بائیں ہاتھ کا فرشتہ بیس سال تک کوئی گناہ نہ لکھے، اور یہ فقیر پر تقصیر (حضرت مجدد الف ثانیؒ) ذوق و وجدان سے اپنے حق میں معلوم کرتا ہے، کہ کراماً کاتبین (سیدھا ہاتھ) معلوم نہیں کہ بیس سال کی مدت مین کوئی ایسی نیکی پائے، جو اس کے اعمالنامہ میں درج کرے، خداوند جانتا ہے، کہ فقیر اس بات کو بناوٹ اور تکلف سے نہیں کہتا، اور نیز از روے ذوق کے معلوم کرتا ہے، کہ کافر فرنگ اس سے کئے درجے بہتر ہے، اور اگر اس کا باعث پوچھیں، تو فقیر جواب سے عاجز نہیں ہے، اور نیز ذوق کے طریق پر اپنے آپ کو برائیوں کا احاطہ کئے ہوئے جانتا ہے، اور جو نیکیاں کہ سرزد ہوتی ہیں، ان کو اپنے کاتب شمال (بایان ہاتھ) کو لکھنے کا زیادہ مستحق پاتا ہے، اور معلوم کرتا ہے کہ میرا کاتب شمال ہمیشہ اپنے کام میں ہے، اور کاتب یمین معطل و بیکار ہے، رحمت کے سوا اُسے کوئی امید نہیں، اور مغفرت کے سوا کوئی وسیلہ نہیں جانتا،

مکتوب ۲۲۳

جمال الدین حسین کولاوی

خواجہ جمال الدین حسین تم نے کچھ عرصہ سے اپنے حال سے اطلاع نہیں دی جلد جلد اطلاع دینا چاہئے مرید کو چاہئے کہ پیر سے اپنا حال وقتاً فوقتاً کہتا رہے،

مکتوب ۲۲۴

بنام میر محمد نعمان بدخشی،

خداوند تعالی اپنے کمال کرم سے رزق دینے کا ذمہ دار بنا ہے اور ہم کو اور آپ کو اس تردد رزق سے فارغ کر دیا ہے، جس قدر آدمی زیادہ ہوں گے، اسی قدر رزق زیادہ آئیگا، جمعیت کے ساتھ حق تعالی کو یاد کرنا چاہئے، اور متعلقین کا فکر حق تعالی کے کرم کے حوالہ کرنا چاہئے،

مکتوب ۲۲۵

بنام ملا محمد طاہر لاہوری

بعض مبتدیوں کو بھی منتہیوں کے حالات کے مشابہ واقعات پیش آتے ہیں، اس میں فرق کرنا بڑا مشکل ہے

مکتوب ۲۲۶

بنام شیخ محمد مودود

اللہ تعالی ہمکو اور تمکو توفیق خیر دے، زندگی کی فرصت بہت تھوڑی ہے، اور ہمیشہ کا عذاب

اس پر آنے والا ہے، بہت افسوس کی بات ہے، کہ کوئی اس فرصت کو بیہودہ امور میں خرچ کر کے ہمیشہ کا رنج والم خریدلے، لوگ دُور دُور سے سرہند آکر جمع ہو کر فائدہ اٹھا رہے ہیں، اور تم گھر کی دولت کو چھوڑ کر دنیا کے حاصل کرنے میں مشغول رہو،

مکتوب ۲۲۷

بنام ملا طاہر

حق تعالیٰ نے آپ کو منصب شیخی عطا فرمایا ہے، اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے، اور کوئی کام ایسا نہ کریں، کہ جس سے ملامت کا اظہار ہو کر منصب شیخی میں فرق پڑے، مریدین وغیرہ میں زیادہ خلا ملا نہ ہوں، اور مریدین کی نظر میں اپنا وقار قائم رکھیں، زیادہ میل جول باعثِ بکی واستفادہ کا منافی ہے، عادہ فون کا ریامریدین کے خلوص سے بہتر ہوگا، اگر پیر نیک اعمال نہ کرے، تو مرید اس کی تقلید سے خالی رہ جائے گا، اپنے اعمال کی نہایت درجہ محافظت رکھیں،

مکتوب ۲۲۸

بنام میر محمد نعمان

پیر کو شریعت پر استقامت سے رہنا چاہیئے، اور شیخ طریقت کی محبت اور اس سے اخلاص چاہیئے، اور اپنے کو ایسا رکھنا چاہیئے، کہ کسی کو اعتراض کی گنجائش نہ ملے، اور بیشتر نصیحتیں آپ تک پہونچ چکی ہیں، آپ کو اجازت دیدی گئی ہے، اپنا کام انجام دیں، اجازت نامہ لکھنے کے بارے میں کیوں متقاضی ہیں، کوشش کریں کہ دنیا سے ساتھ ایمان کے جائیں، اجازت نامہ اور مرید کچھ کام نہ آئیں گے،

مکتوب ۲۲۹

بنام مرزا حسام الدین احمدؒ

ہمارا طریق وہی حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریق ہے اور ہماری نسبت وہی نسبت ہے، اس طریق سے کونسا طریق زیادہ اور بہتر ہے اور اس نسبت سے کونسی نسبت بہتر ہے جس کو فقیر اختیار کرے، شیخ علاؤ الدولہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس قدر واسطے اور وسیلے زیادہ ہوں اسی قدر راستہ زیادہ صاف اور نزدیک ہوگا، اور فقیر اس طریق کی ہر بات کو مدنظر رکھ کر عمل کرتا ہے، اور سرمو مخالفت اور نئی بات کو پسند نہیں کرتا، میرے لئے سعادت ہے کہ مخدوم زادوں کی خدمت کروں،

مکتوب ۲۳۰

شیخ یوسف برکی

اللہ تعالیٰ بیچون و بیچگون ہے، جو کچھ کشف و شہود میں آئے وہ غیر خدا ہے، حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسا ہی ارشاد فرماتے ہیں،

مکتوب ۲۳۱

بنام میر محمد نعمان

حصول باوجود بُعد کے متصور ہے، اور وصول متعذر و دشوار ہے، انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام مبدئ تعینات اسماء کی کلیات ہیں، اور اولیا اسکی جزئیات ہیں، جو ان کلیات کے تحت میں مندرج ہیں،

مکتوب ۲۳۲

بنام خانخانان

اللہ تعالیٰ دنیا کی خرابی اور آخرت کی بھلائی آپ کی نظروں میں منکشف فرمائے، اور جب تک دنیا کی برائی ظاہر نہ ہوگی، اس کا ترک مشکل ہے، اور اسکی خرابی شریعت سے معلوم ہوتی ہے،

مکتوب ۲۳۳

بنام شیخ فرید

ارادہ تھا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس سے فارغ ہو کر دہلی سے آپکے پاس پہونچوں، اسی اثنا میں لشکر کے کوچ کی خبر پھیل گئی، اس واسطے نہیں آسکا،

مکتوب ۲۳۴

بنام شیخ محمد صادق

حق سبحانہ تعالیٰ کی حقیقت وجود محض ہے، اور کوئی امر اوس کے ساتھ ملا ہوا نہیں ہے، اور وہ وجود حق تعالیٰ ہر خیر و کمال کا منشا، اور ہر حسن و جمال کا مبدء ہے، اور وہ وجود جزو حقیقی اور بسیط ہے، جس کی طرف ترکیب کو ہرگز راہ نہیں ہے، نہ ذہنی طور پر نہ خارجی طور پر، اور حقیقت کے اعتبار سے اس کا تصور میں آنا محال ہے، اور ممکنات کے حقائق عدم محض ہیں، اور شر و فساد کا مبدء ہے،

مکتوب ۲۳۵

بنام حاجی بیگ

اولیاء اللہ سے محبت رکھنا دنیا اور آخرت کا بہترین سرمایہ ہے،

مکتوب ۲۳۶

شیخ محمدؐ صادق

فرزند عزیز میاں محمدؐ صادق الحمد للہ تم کو ولایت خاصہ محمدؐیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مناسبت پیدا ہو گئی ہے، اور فرزند محمد معصوم بالذات اس دولت کے قابل ہے،

آگاہی ۔حضرت کے تمام صاحبزادے بفضلہ تعالیٰ جمیع مقامات سے فائز اور سب خلفاء میں سبقت رکھتے ہیں، اس کا بھید محبت پدری اور عطاے حق ہے،

مکتوب ۲۳۷

بنام محمد طالب

سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرنا چاہیئے اور عقائد کو علماے اہل سنت وجماعت کے موافق درست کرنا چاہیئے اور پھر نقشبندیہ طریق میں داخل ہو کر تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کرنا چاہیئے،

مکتوب ۲۳۸

بنام میر محمدؐ نعمان

زیادہ مریدوں کے ہونے سے خیر و برکت کا باعث ہے لیکن ان کے زیادہ ہونے سے عُجب

وفخر وغیرہ خدا بینی نہ چاہیں، بہتر ہیں، اپنے اعمال درست رکھیں کہ مریدوں کی سرگرمی کا باعث ہو

اور ذکر وفکر میں مشغول رہیں تاکہ دوسرے اس سے سبق لیں، ذکر طریقہ نقشبندیہ تعلیم کریں جو سے

کوئی طبقہ تادیرہ میں داخل ہو،

مکتوب ۲۳۹

بنام ملا احمد برکی

احوال حاصل ہونے سے یہ مراد ہے، کہ دل سوائے محبت خدا کے غیر کی محبت سے پاک ہوجائے

استخارہ ہر کام میں کرنا سنت ہے، ضرور کیا کریں لیکن بعد استخارہ خواب میں یا جاگتے میں بھی اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کی اطلاع ہوجائے، اور بزرگوں کی ارواح اپنے دوستوں کی مختلف طریقوں سے امداد کرتی ہیں،

مکتوب ۲۴۰

بنام شیخ یوسف برکی

جو کچھ دید وشنید وسمجھ میں آئے غیر حق ہے، جب تک جہالت در جہالت نہ ہو مطلوب سے

بُعد (دوری) ہے،

مکتوب ۲۴۱

بنام محمد صالح

بفضلہ تعالیٰ مولینا محمد صدیق ولایت خاصہ سے مشرف ہوئے، اور اسم جزئی سے اسم کلی کیساتھ

ملحق ہوئے، اپنے احباب طریقہ کے حالات سے اطلاع دیتے رہیں،

مکتوب ۲۴۲

بنام ملا بدیع الدین

ذکر سے مقصد غفلت کا دور ہونا ہے، بعض کو اسم ذات کا ذکر فائدہ بخش ہوتا ہے، اور بعض کو نفی اثبات، ظاہر کو چونکہ باطن سے غفلت ہوئے بغیر چارہ نہیں، اس لئے مبتدی ہو یا منتہی ذکر بغیر چارہ نہیں ہے، ابتداء میں یہ دونوں ذکر متعین ہیں، اور متوسط اور منتہی کو متعین نہیں، متوسط کو تلاوت قرآن کریم اور منتہی کو نماز فائدہ بخش ہے، اسماء وصفات کے ذاکر اگرچہ دائمی ہوں، احدیت مجردہ کی طرف توجہ کرنے والوں کے نزدیک وہ غفلت میں داخل ہے، ذات وراء الوراء کی طرف جانا چاہیئے۔

مکتوب ۲۴۳

بنام ملا ایوب

مقصود اوامر پر عامل ہو جانا، اور نواہی سے بچنا ہے، اور دین خالص بلا فناء وبقاء کے حاصل نہیں ہوتا، جس طریقہ میں اتباع سنّت زیادہ ہے، وہی اوروں سے بہتر ہے، حضرات نقشبندیہ نے سنت کو مضبوط پکڑا ہے، اور ان کا طریق بمقابلہ اوروں کے اقرب ہے، خواجہ عبداللہ احرار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے، کہ اس طریقہ کے حضرات ہر زراق اور رقاص کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتے ہیں۔

حیف باشد شرح او اندر جہاں ۔۔۔۔ ہمچو راز عشق باید در نہاں

لیک گفتم وصف او تا رہ برند،

پیش ازاں کز فوت آں حسرت خورند

مکتوب ۲۴۴

بنام محمد صالح

اگر آپ کا قیام وہاں باعث جمعیت ہے تو ٹھہریں، فقیر بھی حضرت دہلی کی طرف جانیکا ارادہ رکھتا ہے، اور یہ مقام میرے فرزند ارشد کو عنایت فرمایا ہے، اور ان کی ولایت میں داخل کیا ہے، فقیر اس جگہ ان کے ولایت میں بطریق مسافروں کے بیٹھا ہے، یہاں سے سب سلام کہتے ہیں،

مکتوب ۲۴۵

بنام محمدؐ صالح

کفر حقیقی کے بعد اسلام حقیقی نصیب ہوتا ہے، کفر حقیقی بوقت فنا ہوتا ہے، اور اسلام حقیقی بوقت بقا نصیب ہوتا ہے،

آگاهی:- اسی واسطے حضرت منصور علیہ الرحمہ نے کہا ہے کَفَرْتُ بِدِیْنِ اللّٰہِ وَالْکُفْرُ وَاجِبٌ لَدَیَّ وَعِنْدَ المسلمین قبیحٌ،

مکتوب ۲۴۶

بنام میر محمدؐ نعمان

حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کی رباعیات کی شرح لکھی ہے، اور علما، اور صوفیہ کے درمیان مسئلہ وحدتِ وجود کی تطبیق کی ہے، اور فریقین کی جو نزاع لفظی ہے وہ دور ہو گئی ہے،

مکتوب ۲۴۷

بنام مرزا حسام الدین احمد

رب کو اس واسطے پہچانا کہ جو ہم نے چاہا نہ ہوا، اور جو اس نے چاہا وہ ہوا،

مکتوب ۲۴۸

بنام مرزا حسام الدین احمدؒ

جو کچھ کسی کو ملا ہے یا ملے، وہ اتباع سنت سے ملا ہے اور ملے گا، اور ولیؒ نبیؑ کے درجہ تک نہیں پہونچ سکتا حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اصل ہیں اور اولیا اون کے ظل ہیں آج کل علوم مثل بہاری بادل کے برس رہے ہین، اس راز کے محرم میرے فرزند اپنی اپنی استعداد کے موافق ہیں

مکتوب ۲۴۹

بنام مرزا ادب

آخرت کی نجات اور ہمیشہ کی خلاصی حضرت سید اولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت پر وابستہ ہے آپ ہی کی متابعت سے حق تعالیٰ کی محبوبیت کے مقام میں پہونچتے ہیں، اور آپ ہی کی متابعت سے تجلّی ذات سے مشرف ہوتے ہیں، اور آپ ہی کی متابعت سے مرتبہ عبدیت میں جو کمال کے مراتب سے اوپر اور مقام محبوبیت کے حاصل ہونے کے بعد ہے سرفراز فرماتے ہین، اور آپ کے کامل تابعداروں کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح فرماتے ہیں، اور اولوالعزم پیغمبر آپ کی متابعت کی آرزو کرتے ہیں، اور اگر موسیٰ علیہ السلام آپ کے زمانہ میں زندہ ہوتے، تو آپ ہی کی تابعداری کرتے، اور حضرت عیسیٰ روح اللہ کے نازل ہونے

اور حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرنے کا قصہ مشہور و معلوم ہے، آپ کی امت آپ کی متابعت کے سبب خیر الامم ہوئی ہے اور اس میں سے اکثر اہل جنت ہیں قیامت کے دن آپ کی تابعداری کے بدولت تمام امتوں سے پہلے آپ کے امتی بہشت میں جائیں گے، اور نعمتیں حاصل کریں گے،

مکتوب ۲۵۰

بنام ملا احمد

آپ کی جو پہلی حالت تھی، وہ وجد و سماع کی طرح تھی جس کا تعلق جسد سے تھا، اور جو اب حاصل ہوئی ہے، اس میں جسد کا کوئی حصہ نہیں ہے، اس کا زیادہ تر تعلق قلب اور روح کے ساتھ ہے، اس معنی کا بیان تفصیل چاہتا ہے، (جسم) حاصل یہ کہ یہ حالت پہلی حالت سے کئی حصہ بہتر ہے، اور ذوق کا نہ پانا اور خوشی کا دور ہونا، ذوق و خوشی کے پانے سے بہتر ہے، کیونکہ نسبت جسقدر جہالت اور حیرت میں ترقی کرے، اور جسد سے دور تر ہو اسی قدر اصیل ہے، اور مقصود حاصل ہونے کے نزدیک تر ہے اس لئے اس مقام میں عجز و جہل کے سوا کسی اور چیز کی گنجائش نہیں ہے، جہل کو معرفت سے تعبیر کرتے ہیں، اور عجز کا نام ادراک رکھتے ہیں، آپ نے لکھا تھا کہ اس نسبت کی وہ تاثیر جو پہلے تھی اب نہیں رہی، ہاں تاثیر جسدی نہیں رہی لیکن تاثیر روحی زیادہ تر حاصل ہو گئی ہے، لیکن ہر شخص اس کا ادراک نہیں کر سکتا،

مکتوب ۲۵۱

بنام محمد اشرف

حضرت صدیق و حضرت عمر فاروق رضوان اللہ علیہم کا کمالات نبوت میں قدم غالب ہے، اور

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مثل برزخ کے کمالات نبوت اور کمالات ولایت میں حصہ رکھتے ہیں، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ولایت محمدیہ میں قدم غالب ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ فرماتے ہیں، کہ ہم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں سب صحابہ سے حضرت صدیق رضؓ کو بہتر جانتے تھے، اور کیونکر نہ ہوں کہ جنکے حق میں حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ عمرؓ کی تمام عمر کی نیکیوں سے صدیقؓ کی ایک نیکی بہتر ہے، اور یہ دونوں صاحب حضرت صدیقؓ و حضرت عمرؓ حضورؐ سے ایسا تعلق رکھتے ہیں، کہ بعد مرنے کے بھی جدا نہ ہوئے، اور ایک ہی جگہ مدفون ہیں، اور حشر میں بھی ساتھ ہی قبروں سے اٹھیں گے، اکثر اولیا حضرت امیرؓ کو شیخین پر سبقت دیتے لیکن ان کا کشف اس مقام عالی میں نہیں پہنچا، جہاں حضرات شیخینؓ کا مرتبہ ہے، فقیر نے غور کیا تو معلوم ہوا، کہ جنت کے دروازہ پر حضرت صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ تشریف رکھتے ہیں، اور دخول جنت ان کے رائے پر ہے، حضرت صدیقؓ لائق جنت کے پسند فرماتے ہیں، اور حضرت عمر فاروقؓ اس کا ہاتھ پکڑ کے جنت میں داخل کرتے ہیں، حضرت عبداللہ رضؓ بن عمرؓ نے بعد انتقال حضرت عمرؓ کے عام صحابہؓ میں فرمایا، کہ آج نو حصہ علم چلا گیا، صحابہؓ یہ بات سن کر تامل میں ہوئے، تو حضرت عبداللہؓ نے فرمایا، کہ میری مراد علم سے علم ذات و صفات و قرب حق تعالیٰ ہے، نہ مسائل علم حیض و نفاس، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ چونکہ ولایت محمدیؐ کے حامل ہیں، اسلئے اقطاب و ابدال و اوتاد جو اولیاے عزلت میں سے ہیں، اور کمالات ولایت کا ان میں غلبہ ہے، اون کی تربیت اور امداد و اعانت حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے سپرد ہے قطب الاقطاب یعنی قطب مدار کا سر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قدم کے نیچے ہے، قطب مدار انہی کی حمایت و رعایت سے اپنے ضروری امور کو سرانجام دیتا ہے، حضرت فاطمہؓ و حضرت حسنینؓ بھی اس مقام میں حضرت علیؓ کے شریک ہیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے میرے صحابہؓ کو گالی دی، اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں

اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے،

مکتوب ۲۵۲

بنام شیخ بدیع الدین

حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا مبدء تعین صفت العلم ہے، جیسے کہ تعین محمدی علیہ الصلاۃ والسلام کا مبدء یہی صفت ہے، فرق جہات واعتبارات کے لحاظ سے ہے کیونکہ اس صفت کی ایک جانب عالم کی طرف ہے، اور دوسری معلوم کی طرف پہلی جانب وحدت کے مناسب ہے، اور دوسری کثرت کے موافق اور پھر اس کے لئے بھی اجمال اور تفصیل ہے،

مکتوب ۲۵۳

بنام شیخ ادریس سامانی،

شیخ ادریس سامانی نے چند سوال کئے ہین، ان کا جواب ہے آپنے تحریر فرمایا ہے کہ اگر زمین کی طرف نظر کرتا ہوں، تو زمین کو نہیں پاتا ہوں اور آسمان کی طرف نظر کرتا ہون تو اسکو بھی نہیں پاتا ہون اور جس کسی کے آگے جاتا ہون، اس کا وجود بھی نہیں پاتا ہوں، اور ایسے ہی عرش و کرسی، بہشت و دوزخ کا وجود بھی نہیں پاتا ہون، حق تعالی کا وجود بے پایان ہے، اس کو کسی نے نہیں پایا، بزرگ بھی اس جگہ تک رہ گئے ہیں، اور یہانتک آکر سیر سے عاجز ہوگئے ہین، اس معنی سے زیادہ کچھ اختیار نہیں کیا ہے، اگر آپ بھی اس کو کمال جانتے ہیں، اور اسی مقام ہیں ہیں، تو پھر مین آپکے پاس کس لئے آؤن، اسی تردد کی وجہ سے وہان چند سال سے آنا نہیں ہوا، میرے مخدوم اس قسم کے احوال تلوینات قلب سے ہین معلوم ہوتا ہے، کہ ایسے احوال والے شخص نے قلب کے مقامات سے چوتھے حصہ سے زیادہ طے نہیں کیا ہے، مقامات قلب سے تین حصہ اور

طے کرنے چاہئیں، تاکہ قلب کا معاملہ پورا طے ہو، اور قلب کے آگے روح اور روح کے آگے سر اور سر کے آگے خفی اور خفی کے آگے اخفیٰ ہے، ان باقی ماندہ چاروں میں سے ہر ایک کے لئے الگ الگ احوال و مواجید ہیں، سب کو جدا جدا طے کرنا چاہئے اور تمام کمالات سے آراستہ ہونا چاہئے، عالم امر کے ان پانچوں لطائف سے گذرنے اور ان کے اصلون کی منازل کو درجہ بدرجہ طے کرنے اور اسماء صفات کے ظلی مدارج کو جو ان کے اصول کے اصول ہیں، درجہ بدرجہ قطع کرنے کے بعد اسماء و صفات کی تجلیات کے اور شیونات اعتبارات کے ظہورات ہیں، اور ان تجلیات سے گذر کر آگے تجلیات ذات ہیں، تب نفس کے اطمینان سے معاملہ پڑتا ہے، اور مقام رضا حاصل ہوتا ہے، ان کے مقابلہ میں پہلے کمالات ایسے ہیں، جیسے دریائے محیط ناپید اکنار کے مقابلہ میں قطرہ اس مقام میں اسلام حقیقی اور شرح صدر حاصل ہوتا ہے ع

کار این ہست غیر این ہمہ ہیچ

اسماء و صفات کی وہ تجلیات جو عالم امر کی ان پنجگانہ منزلوں کو مع ان کے اصول اور اصول الاصول کے قطع کرنے سے پہلے متوہم ہوتی ہیں، وہ عالم امر کے بعض خواص کے ظہورات ہیں، جو بیچونی ولامکانیت سے کچھ حصہ رکھتے ہیں، نہ کہ اسماء و صفات کی تجلیات، ایک سالک نے اسی مقام میں کہا ہے کہ میں تیس سال تک روح کو خدا سمجھ کر اسکی پرستش کرتا رہا چونکہ آپ نے نہایت توجہ کیساتھ اس راہ کی حقیقت کو بیان کرنا طلب فرمایا تھا، اسلئے مختصراً اسکا بیان لکھا گیا، اور آپ کے حاضرین مجلس کو سلام،

مکتوب ۲۵۴

بنام ملا احمدؒ

حقیقتِ قرآن سے حقیقتِ کعبہ افضل ہے، کیونکہ حقیقت قرآن منشا صفت کلام ہے

اور حقیقت کعبہ کا منشا وہ مرتبہ ہے جو شیونات صفات و صفات کی تلوینات سے برتر ہے اسلئے اسکی برتری کی گنجائش ہے سجدہ ذات باری تعالیٰ کو ہے نہ کہ کعبہ کو اور سجدہ آدم کو نہیں تھا بلکہ خالق کو تھا، سجدہ خالق کے لئے ہے نہ کہ کسی مخلوق کے لئے،

مکتوب ۲۵۵

بنام ملا محمد طاہر

جہانتک ہوسکے سُنّت کی پیروی کریں، اور مردہ سنّت (جس پر عمل نہیں کیا جاتا) کو زندہ کریں، حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ اپنی سلطنت کے زمانہ میں سنت مردہ کو زندہ کریں گے، اور ایک عالم مدینہ منورہ نے جس نے بدعت پر عمل کر رکھا ہوگا (عمل کرینگے) اوس کے قتل کا حکم دینگے۔

مکتوب ۲۵۶

بنام شیخ بدیع الدین

منصب امامت کے مناسب قطب ارشاد کا منصب ہے، اور منصب خلافت کے مناسب قطب مدار کا منصب ہے، اور شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غوث یہی قطب مدار ہے، ان کے نزدیک منصب غوثیت منصب قطبیت سے علیحدہ منصب نہیں ہے اور فقیر کے نزدیک غوث قطب مدار سے الگ ہے، بلکہ اس کے معاملہ کا مدد و معاون ہے، قطب مدار بعض امور میں اس سے مدد لیتا ہے، اور ابدال کے مقرر کرنے میں بھی اس کا دخل ہے، اور قطب کو اس کے اعوان و انصار کے اعتبار سے قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں، کیونکہ قطب الاقطاب کے اعوان و انصار حکمی ہیں، اسی واسطے شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ کوئی گاؤں

کافروں یا مومنوں کا نہیں ہے، جہاں قطب نہ ہو صاحب منصب کو اپنے منصب کا علم ہوتا ہے، اور جو اس منصب کا کمال رکھتا ہے، اور منصب نہیں رکھتا اسکے لئے لازم نہیں ہے کہ وہ صاحب علم ہو، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان تمام امت کے ایمان سے بھاری ہے، اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جو لڑکے قتل کئے گئے تھے، ان کی استعداد یں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منتقل ہو گئی تھیں، بعد مرنے کے ولی سے ولایت نہیں چھنی جاتی ہے، بلکہ اس میں ترقی ہوتی ہے لیکن خرق عادت وغیرہ کا کثرت سے ظاہر ہونا سلب ہو جانے کا سبب ہو گا، عورتیں جو محرمات میں داخل ہیں، بلا پردہ بیعت کرنا چاہیے، اور غیر محرم پردہ کی اوٹ سے طریقہ سیکھیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد کوئی دن منحوس نہیں ہے، ترجیح صرف جمعہ اور رمضان کی شارع علیہ السلام سے ثابت ہے۔

مکتوب ۲۵۷

بنام میر محمد نعمان

اس مکتوب شریف میں ترقی لطائف کا بیان فرمایا ہے، جو کئی مکتوبات میں مفصل بیان ان کا آچکا ہے، اسلئے یہاں نہیں لکھا جاتا،

مکتوب ۲۵۸

بنام شریف خان

حق تعالیٰ کا ہمارے ساتھ زیادہ اقرب ہونا نص قطعی سے ثابت ہے لیکن حق تعالیٰ ہماری عقلوں اور فہموں اور ہمارے علوم اور ادراکات سے ورار الورار ہے،

مکتوب ۲۵۹

بنام خواجہ محمد سعید

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے جو ہدایت خلق کو نصیب ہوئی، اس کا شکریہ کسی طرح ادا نہیں ہوسکتا، سابق حکماے یونان صانع کے قائل نہین تھے لیکن آخر حکما، حضرات انبیاء علیہم السلام کے علم و ہدایت سے صانع جہان کے قائل ہوئے، اور ہندوستان میں بھی پیغمبر علیہ السلام مبعوث ہوئے ہین، جن کے انوار مثل مشعل روشن ہین، ہندمیں انہی کی ہدایت اور کلام سے کچھ کچھ گفتگو ذات وصفات الہی میں کی ہے لیکن پوری نہیں کرسکے، حلول واتحاد کے قائل رہے، اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں اسلام کی دعوت نہ پہونچی ہو،

مکتوب ۲۶۰

بنام شیخ محمد صادق

یہ مکتوب شریف حضرت محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف لکھا ہے، جو حضرت کے راز دار صاحبزادہ ہیں اور اس میں ابتدا سے لیکر انتہا تک حالات درج فرمائے ہین، اور بہت بڑا طول طویل مکتوب شریف ہے، جس کا مضمون چند مکتوبات میں جگہ جگہ آگیا ہے، اسلئے اس مکتوب میں سے کچھ اخذ نہیں کیا گیا

مکتوب ۲۶۱

بنام میر محمد نعمان

نماز جامع کمالات و عبادات ہے، اور شب معراج میں جو دولت دیدار حضور علیہ السلام کو نصیب ہوئی تھی، اس کا نمونہ اور ظل نماز میں نصیب ہوتا ہے، اگر نماز کی حقیقت سے آگاہی ہوتی تو سماع و نغمہ میں کبھی گرفتار نہوتے، اور وجد و تواجد کو یاد نہ کرتے،

مکتوب ۲۶۲

بنام مولانا محب علی

محبت قلبی اور ربط کو زیادہ کریں کیونکہ اس سلسلہ میں نسبت انعکاسی اور انصباغی (رنگ) ہے، اور قرب و بعد برابر ہے۔

مکتوب ۲۶۳

بنام تاج الدین

فقیر کے نزدیک جس طرح کعبہ کی صورت کیا ملک کیا بشر تمام خلائق کی صورتوں کے لئے مسجود الیہ ہے، اسی طرح اسکی حقیقت بھی ان صورتوں کی حقائق کے لئے مسجود الیہ ہے، اسی واسطے وہ حقیقت تمام حقائق سے برتر ہے، اور اس کے متعلقہ کمالات تمام حقائق کے متعلقہ کمالات سے بڑھ کر ہیں، گویا یہ حقیقت حقائق کونی اور حقائق الٰہی کے درمیان برزخ ہے، کعبہ شریف صورت میں دنیا سے ہے اور حقیقت میں آخرت سے ہے، اور نماز نے بھی اس کے وسیلہ سے یہ نسبت پیدا کرلی ہے، اور صورت میں دنیا اور حقیقت میں آخرت سے ہے، اور جو حالت نماز میں میسر ہوتی ہے، وہ تمام حالتوں سے بہتر ہے، غیر نماز میں جو حالت حاصل ہو، وہ ظلال سے تعلق رکھتی ہے اور عین نماز میں جو حالت ہے، وہ اصلیت سے تعلق رکھتی ہے، اور جو حالت نماز میں حاصل ہوتی ہے، وقت موت کے اس سے بہتر ہوگی، کیونکہ موت احوال آخرت کے مقدمات سے ہے، اور ایسی ہی جو حالت برزخ صغریٰ یعنی قبر میں میسر ہوگی، وہ حالت موت سے افضل و بہتر ہوگی، اور اسی طرح جو حالت برزخ کبریٰ یعنی قیامت کو جو مشہود اتم و اکمل ہے، قبر سے بہتر ہوگی، اور اسی طرح برزخ کبریٰ کے مقابلہ میں جنات النعیم کا مشہود اتم و اکمل ہے، اور اس سے بہتر وہ مقام ہے، جہاں کی خبر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دی ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی ایک جنت ہے جسمیں نہ کوئی حور ہے، اور نہ کوئی محل، اس میں اللہ تعالیٰ ہنستے ہوئے

تجلی فرمائیگا،

حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا کھیتی آخرت کی ہے، اس جگہ مطلوب کو ڈھونڈنا چاہئے،

مکتوب ۲۶۳

بنام سید باقر لی

اسم ذات کے ذکر میں مصاحب رہیں یہانتک کہ معاملہ جہالت تک پہونچ جائے، اور کام حیرت تک انجام پا جائے،

آگاهی یہ چند فقرے درویشی کے حاصل کرنے اور کمال کے حاصل کرنے کے لئے مثل روح رواں وجانِ طریقت ہیں، اور مبتدی اور منتہی کو کافی ہیں،

مکتوب ۲۶۴

بنام شیخ عبدالہادی

گوشہ نشینی صدیقین کی آرزو ہے، مبارک ہو، بشرطیکہ مسلمانوں کے حقوق کی رعایت ہاتھ سے نہ دیں، اور حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، ہمارا طریق صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے، اور شہرت میں آفت ہے، اور صحبت موافقانِ طریقت کی صحبت ہے، نہ کہ مخالفانِ طریقت کی، کیونکہ ایک دوسری سے اپنے کو کم جانے یہ صحبت کی شرط ہے،

مکتوب ۲۶۵

بنام خواجہ عبداللہ و عبید اللہ

یہ مکتوب حضرت نے صاحبزادہ خواجہ عبداللہ و خواجہ عبید اللہ کی خدمت میں ارسال فرمایا ہے:

جو حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے صاجزادہ ہین،

یہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد صاحب کے احسانات مین غرق ہے، اور فقیر نے اس طریق میں الف یا سے لیکر آخر تک انہی سے حاصل کیا ہے، جو دولت حضور کے درگاہ سے ملی ہے، اگر تمام عمر کے لئے سر کو جناب کی بلند درگاہ کے خادمون کے پامال کرتا رہے، تو بھی جناب کا حق ادا نہین ہو سکتا، اللہ تعالی بذات خود موجود ہے، اور تمام اشیا اوسکی ایجاد سے موجود ہیں، حق تعالی اپنی ذات و صفات مین یگانہ ہے، اور اللہ تعالی کی صفات وافعال اس کی ذات کی طرح بیچون وبیچگون ہین، اللہ تعالی حلول واتحاد سے پاک ہے، حکما مین علم طب ونجوم، وعلم تہذیب اخلاق جو ان کے یہان بہتر علوم ہین، یہ گذشتہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے چرا کر اپنے باطل اور بیہودہ علوم کو رائج کیا ہے، امام غزالی نے بھی اس کی تشریح اپنے رسالہ المُنقِذ عَنِ الضَلال میں کی ہے، افلاطون بدبختوں کے رئیس نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جواب مین کہا، کہ میں ہدایت یاب ہون، مجھے تمھاری ہدایت کی ضرورت نہیں، اس بدبخت نے اس بات کو نہیں دیکھا کہ ان کے دم کرنے سے مردے زندہ ہوتے ہین، کوڑھی اور اندھے اچھے ہوتے ہین لیکن بلا سوچے بوجہ کینہ وعداوت کے بلا غور کئے کہدیا، شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو فقیر ولی جانتا ہے، اور اون کی وہ تحقیقات جو خلاف شرع شریف ہے، قابل قبول نہین جانتا لیکن خطا اون کی خطا اجتہادی ہے، خدا ان کو معاف کرے گا، بعض لوگ حضرت شیخ کے خلاف ہیں، اور برا کہتے ہین، اور بعض ان کی تحقیقات سکر کو حق جان کر عمل کرتے ہیں، یہ ہر دو فریق افراط و تفریط میں ہین، حضرات انبیا علیہم السلام اسباب کو برتتے ہیں لیکن مسبب پر نظر رکھتے ہیں، آخرت مین مومن اللہ تعالی کو بے جہت، بے کیف اور بے شبہہ اور بے مثال جنت میں دیکھین گے،

مکتوب ۲۶۶

بنام مرزا حسام الدین

علوم و معارف جو فقیر پر وارد ہوتے ہیں ان میں سے اکثر لکھے جاتے ہیں تاکہ تحقیق کا پردہ اٹھائے، اور جو علوم خاص میری ذات سے تعلق رکھتے ہیں ان کا تھوڑا سا حصہ بھی ظاہر نہیں کر سکتا بلکہ رمز و اشارہ کے ساتھ بھی ان میں گفتگو نہیں کر سکتا، بلکہ اپنے فرزند عزیز جو فقیر کے معارف کا مجموعہ ہے اور مقامات سلوک و جذبہ کا نسخہ ہے، ان اسرار و دقائق کو ان سے بھی نہیں کہہ سکتا، ان کے پوشیدہ رکھنے میں کوشش کرتا ہے، حالانکہ فقیر جانتا ہے کہ فرزند عزیز محرمان اسرار سے ہے اور خطا و غلط سے محفوظ ہے، لیکن کیا کرے کہ وہ اسرار زبان پر لائے ہی نہیں جا سکتے یہ دولت جس کو فقیر چھپانا چاہتا ہے، حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے چراغ نبوت سے مقتبس ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم پہونچے ہیں، ایک تو علم ہے جس کو میں نے بیان کیا، دوسرا وہ علم ہے، کہ اگر اسکو تمھارے سامنے بیان کروں تو تم میرا گلا کاٹ دو، اور یہ دوسرا علم علم اسرار ہے، کہ جس کو سمجھنے سے کسی کا فہم کافی نہیں ہے،

مکتوب ۲۶۷

بنام خانخانان

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے، کہ علما انبیاء کے وارث ہیں، وہ علوم جو انبیا علیہم السلام کے ہیں دو قسم کے ہیں، ایک علم احکام، دوسرا علم اسرار، اور عالم وارث وہ ہے جس کو دونوں قسم کے علم حاصل ہوں، نہ کہ وہ شخص کہ جس کو ایک ہی قسم کا علم حاصل ہوا اور دوسرا علم

اسکو نہ ہو کہ یہ بات وراثت کے منافی ہے، کیونکہ وارث کو مورث کے ہر ترکہ مین سے حصہ ملنا چاہیے، اور ایسے ہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، کہ میری امت کے علما بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہین، ان علما سے مراد وہ علما وارث ہین، جو دونون علوم سے حصہ رکھتے ہوں، بعضوں نے جو کہا ہے، کہ ولایت نبوت سے افضل ہے، یا نبی کی ولایت نبی کی نبوت سے افضل ہے، بالکل غلط ہے، فقیر نے رسالوں میں اور مکتوبات مین جگہ جگہ اس بات کو ظاہر کیا ہے، کہ ولایت کمالات نبوت کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے کہ دریا کے مقابلہ میں قطرہ، چونکہ یہ لوگ کمالات نبوت سے واقف نہین اور وہان تک ان کی رسائی نہیں ہے، اسلئے ایسی باتیں کہتے ہین،

مکتوب ۲۶۸

بنام مرتضے خان

یہ مکتوب شریف مرتضے خان کی طرف تحریر فرمایا ہے، آپ اس جگہ مقرر ہوئے ہیں، جہان جھوٹے خداؤں کی پرستش زیادہ ہوتی ہے، لہذا آپ کوشش کرین کہ سچے خدا کی عبادت اور توحید زیادہ پھیلے، اور جھوٹے خداؤن کی تذلیل و تکذیب ہو، اور اسلام کی ترقی کرین، فقیر کے نزدیک اس سے بہتر کوئی کام خوشنودی حق کے لئے نہیں ہے،

مکتوب ۲۶۹

بنام شیخ نور محمد

گوشہ نشینی بہت بہتر چیز ہے، بشرطیکہ اس میں شر نفس نہ ہو، اللہ ہی کے واسطے ہو، لیکن صحبت خاصان خدا اس سے بہتر ہے،

مکتوب ۲۷۱

بنام شیخ حسن

جو واقعہ آپ نے تحریر کیا ہے، اس کا حال واضح ہوا آپ امیدوار رہیں، اور جو امر آپ کو کہا گیا ہے جان و دل سے اس میں کوشاں رہیں، اگر آپ کے والد اور بھائی اجازت دیں تو ہندوستان کی سیر مناسب ہوگی،

مکتوب ۲۷۲

بنام سید محب اللہ

اولیاء کا ایمان شہودی ہے، اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ایمان بالغیب ہے، انبیاء علیہم السلام جب دعوت سے فارغ ہو جاتے ہیں، اور عالم بقا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور رجوع الی الخلق کی مصلحت تمام ہو جاتی ہے، تو بڑے شوق سے الرفیق الاعلیٰ کی ندا لگا کر کلی طور پر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، اور مراتب قرب میں خوشی و ناز سے ٹھہتے ہیں، فقیر کے نزدیک کمال یہ ہے کہ رجوع الی الحق بھی پورا ہو اور رجوع الی الخلق بھی پورا ہو، کوئی ناقص یہ خیال نہ کرے، کہ حق کی طرف سے خلق کی طرف چلا آیا، یہ چلا آنا اس کا رضائے حق کے لئے ہے، نہ مرضی خود کے لئے بس اس کا آنا مقام رضا میں ہے، جو مقام سب سے بلند تر ہے، اور صاحب رجوع وہ کام کرتا ہے جس کیلئے انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے ہیں خود خدا تک پہونچنے کے لئے اور اوروں کو خدا تک پہونچانے کے لئے آیا ہے یہ رجوع نبوت کے فضائل میں سے ہے، اور وہ توجہ ولایت کے آثار میں سے ہے، اور جو صاحب رجوع ہیں، ان کی توجہ حق کے ساتھ پوری پوری رہتی ہے، اور خلق کے ساتھ بھی اس کا معاملہ مثل حرف مشدد کے ہوتا ہے، اول جس شخص نے توحید وجودی کی تصریح کی ہے، وہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، گذشتہ

(خلاصہ)

مشائخ کی عبارتیں اگرچہ توحید وجودی کی خبر دیتی ہین لیکن توحید شہودی پر عمل کرنے کے لائق ہین، جو کچھ ممکن مین دیکھتے ہین، وہ واجب نہیں، اور جو کچھ حادث میں پاتے ہین، وہ قدیم نہیں اور جو کچھ تشبیہ میں ظاہر ہو، وہ تنزیہ نہیں، علماء اہل حق کے عقائد کے موافق کام کرنا چاہئے، اُمر صوفیہ کے کشفی معاملات میں حُسن ظن کے ساتھ خاموشی اور سکوت اختیار کرنا چاہیئے، اور لا و نعم پر جرأت نہ کرنی چاہیئے، علماء سے مراد اس جگہ علماے آخرت ہیں، نہ علماے دنیا، کیونکہ علماے دنیا عام مومنین مین داخل ہیں،

مکتوب ۲۷۳

بنام مرزا حسام الدین احمدؒ

طالب کو چاہیئے کہ اپنے کشف اور خوابوں پر بھروسہ نہ کرے، بلکہ پیر کی ہدایت کے موافق کاربند رہے، شیطان اور نفس ہر طرح کے دھوکے دیا کرتے ہیں، اگر خوابوں کے دیکھنے اور کشف کے ہونے پر حصر ہوتا تو مریدون کو پیرون کی ضرورت نہیں ہوتی، اور بڑے بڑے کبراے دین کسی سے مرید ہو کر فائدہ نہ اُٹھاتے، کیونکہ وہ ایام بچپن ہی سے خدا کے فضل سے نیک اور عابد اور عالم تھے، اور وجہ اسکی یہ ہے، کہ منتہی محفوظ ہین، اور مبتدی نہیں ہین، وہ محفوظ حق و باطل میں تمیز کرتا ہے، فقیر کا مقصد غزلیات نعتیہ یا مولود یا مجلس سماع سے منع کرنے کا یہ ہے، کہ معاملہ طریقت میں مخالفت نہ ہو، اور ہر چیز کا ایک مطلب خاص ہوا کرتا ہے،

آگاھی حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم کے یہان ذکر حق کے سوا ہر چیز کو ترک کرتے ہیں، جب تک کہ مقام فنا و بقاء سے مشرف نہ ہو، حتی کہ تلاوت قرآن مجید، و نماز نافلہ

سے باز رکھکر صرف ذکر حق میں مشغول رکھتے ہیں جب کہ نماز اور تلاوت قرآن مجید سے بھی روک کر صرف ذکر حق میں مخاطب رہنے کو فرماتے ہیں، تو ایسی حالت میں نعتیہ اشعار یا سماع کی کب اجازت دیسکتے ہیں، اگر آپ کے نزدیک میلاد یا اشعار نعتیہ کا پڑھنا ناجائز ہوتا، تو آپ اسی موقع پر بلا تامل اپنے حق گوئی تو کام میں لاکر حرمت یا ناجوازی کا اظہار فرماتے، مگر ایسا نہیں کیا یہ ممانعت وقتی صرف ذکر حق کے مقابلہ پر صرف علیہ حق کے لئے ہی،

بعض لوگ مخالف میلاد اس مکتوب کو دلیل میں لاتے ہیں لیکن مطلب مکتوب کو خود نہیں سمجھتے،

مکتوب ۲۷۴

بنام شیخ یوسف

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے، کہ تم کوچۂ تنگ توحید (ہمہ اوست) سے مرتبہ شہود میں (ہمہ از وست) آگئے، جو شاہراہ ہے، یہاں بے لذتی ہے، اور حیرت ہے، اور ہمہ اوست میں ذوق (ذوق) شوق آہ و نعرہ ہے، ایسا نہ ہو کہ مثل پوستینوں کے پوست چھوڑ کر پھر اس پر مائل ہو جائیں، ہمت بلند رکھیں، اور مرتبہ حیرت و جہل میں ترقی کریں،

اگاهی، پوست سے مراد ذوق شوق آہ و نعرہ ہے،

مکتوب ۲۷۵

بنام ملا احمدؒ

احکام شریعت کے پھیلانے میں کوشاں رہیں، اور ہمت بلند رکھیں، ذکر قلبی احکام شریعت بجالانے میں مدد دینے والا اور نفس امارہ کی سرکشی کو دور کرنے والا ہے، آپ نے تحریر کیا ہے کہ ایک دوست کے لئے چھ ماہ ہوئے ہیں کہ ترقی ہوئی ہے، کہ جو کچھ اس کو غیبت اور بے شعوری کی

حالت میں ارواحِ طیبات سے دکھائی دیتا تھا، اب وہ حالتِ بیداری اور ہوش میں دیکھتا ہے، میرے
مخدوم یہ دید کچھ ترقی پر دلالت نہیں کرتی، خواہ شعور میں دیکھیں یا بے شعوری میں، کیونکہ قدم اوّل اس
راہ میں یہ ہے، کہ حق تعالیٰ کے غیر کو کچھ نہ دیکھیں، اور خیال میں ماسوائے اللہ کا خیال نہ رہے، نہ اس
معنی سے کہ اشیاء کو حق تعالیٰ کا غیر نہ دیکھے، اور ماسوا کے عنوان پر نہ جانے، کیونکہ یہ بات بجائے خود
کثرت بینی ہے، بلکہ حق تعالیٰ کے غیر کو ہرگز نہ دیکھے، اور نہ جانے اس حالت کو فنا سے تعبیر کرتے ہیں،
اور اس راہ کی منازل میں سے یہ پہلی منزل ہے،

آگاھی یہ خط حضرتؒ نے ملا احمد برکی کو تحریر فرمایا ہے، جو عرب ہیں،

مکتوب ۲۷۶

بنام شیخ بدیع الدین

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو دو قسم پر نازل فرمایا ہے، ایک محکمات، دوسرے متشابہات،
قسم اوّل علم شرائع اور احکام کا منشاء اور مبدأ ہے، اور قسم ثانی حقائق و اسرار کے علم کا مخزن
ہے، اور چہرہ اور قدم اور ساق، اور انگلیاں پورے، جو قرآن و حدیث میں آئے ہیں،
یہ سب متشابہات میں سے ہیں، اور ایسی ہی حروف مقطعات جو قرآن مجید کی صورت
میں اوّل آئے ہیں، یہ بھی متشابہات میں سے ہیں جن کی تاویل علماء راسخین کے سوا
اور کسی کو نہیں دی گئی، یہ فقیر قرآن مجید کی نسبت کیا لکھے کہ اس کا ایک ایک حرف مقطعات
مثل دریائے مواج ہے، اور علم محکمات علم متشابہات کے نسبت مثل پوست کے ہے،
جو شخص علم محکمات سے واقف ہے، اور وہ علم متشابہات کی تاویل ڈھونڈھے اور صورت
کو چھوڑ کر حقیقت کی طرف دوڑے، وہ ایسا جاہل ہے جس کو اپنی جہالت کی خبر نہیں،

اور ایسا گمراہ ہے کہ جس کو اپنی گمراہی کی خبر نہیں،

مکتوب ۲۷۷

بنام ملا عبد الحی

جو سیر اپنی ذات کے باہر دیکھے وہ سیر آفاقی ہے، یہی آیات نشانات جمادات آفاقی سے علم الیقین حاصل ہوتا ہے اور عین الیقین نفس میں حاصل ہوتا ہے اور حق الیقین بقا میں عطا کیا جاتا ہے،

مکتوب ۲۷۸

بنام ملا عبد الکریم

شریعت کے موافق عقائد و اعمال کرنا چاہیئے، ان علما رکے موافق جو اہل سنت و جماعت ہوں، اس کے بعد نسیان ماسوائے اللہ کے حاصل کرنے میں کوشش کریں، ورنسیان ماسوائے اللہ کے حاصل کرنے کے لئے طریقہ نقشبندیہ کے پیشوار کا طریقہ بہت اقرب ہے، اپنے والد مرحوم کی فاتحہ دعا، صدقہ و استغفار سے اعانت و امداد کریں،

مکتوب ۲۷۹

بنام ملا حسن کشمیری

فقیر کو جو کچھ ملا ہے، وہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی صحبت اور توجہ سے ملا ہے، اس احسان کا شکریہ کسی طرح ادا نہیں کر سکتا، قرب و وصول کا لفظ میدان عبارت کی تنگی کے باعث اختیار کیا گیا ہے، ورنہ وہاں نہ قرب ہے نہ وصول، نہ عبارت ہے نہ اشارت، نہ شہود ہے نہ حلول ہے، نہ اتحاد نہ کیف نہ

نہ زمین نہ زمان نہ مکان نہ احاطہ، نہ سریان نہ علم نہ معرفت نہ جہل نہ حیرت،

مکتوب ۲۸۰

بنام حافظ محمود

فقرار کی محبت دنیا و آخرت کی سعادت کا سرمایہ ہے، اگر اتباع سُنّت اور عقائد اہلِ سُنّت وجماعت کے موافق نہ ہون، تو استدراج ہے،

مکتوب ۲۸۱

بنام میر محمد نعمان

طریقۂ نقشبندیہ کا طریق طریق صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے اور اس اتباع کی وجہ سے ان کے لئے راستہ کمالات کا کھولدیا جاتا ہے، جو کمالات ولایت بدرجہا افضل ہے، اس طریق میں وہ شخص مایوس اور خسارہ میں ہے، جو اس طریق مین نئے نئے امور پیدا کرے،

مکتوب ۲۸۲

بنام بدیع الدین

آج صبح حضرت الیاس و حضرت خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام سے روحانیوں کی صورت میں ملاقات ہوئی، حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا، کہ ہم عالم ارواح میں سے ہین، حق سبحانہ تعالیٰ نے ہماری ارواح کو ایسی قدرت کاملہ عطا فرمائی ہے، کہ اجسام کی شکل مین متمثل ہو کر وہ کام جو جسموں سے وقوع مین آئین یعنی جسمانی حرکات و سکنات اور جسدی طاعات و عبادات ہماری ارواح سے صادر ہوتی ہین

نے دریافت کیا کہ آپ امام شافعیؒ کے مذہب کے موافق نماز پڑھتے ہیں، تو فرمایا کہ ہم شریعت کے ساتھ مکلف نہیں ہیں لیکن چونکہ قطب مدار کے کام ہمارے سپرد ہیں، اور قطب مدار امام شافعی کے مذہب پر ہے، اس لئے ہم بھی اس کے پیچھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق نماز پڑھتے ہیں، اور حضرت الیاس علیہ السلام نے اس اثنا میں کوئی بات نہیں فرمائی۔

مکتوب ۲۸۳

بنام صوفی قربان

شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رویت دنیا میں نہیں ہوئی بلکہ آخرت میں ہوئی ہے، اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رات چونکہ دائرۂ مکان وزمان وتنگی مکان سے باہر نکل گئے تھے اس لئے ازل وابد کو آن واحد میں معلوم کرلیا تھا، اور بدایت اور نہایت کو ایک ہی نکتہ میں متحد دیکھا۔

مکتوب ۲۸۴

بنام ملا عبدالقادر

انسان مرکب ہے، عالم خلق سے جو اس کا ظاہر ہے، اور عالم امر سے جو اس کا باطن ہے، مفصل علم سلوک کسی کو عرصہ دراز بعد دیا کرتے ہیں، ہر سالک کو نہیں دیتے، جیسے پیغمبروں میں پیغمبر اولوالعزم بہت عرصہ بعد ہوا کرتے تھے، اور دوسرے پیغمبر اولوالعزم کے زمانہ بعثت تک سب پیغمبر اسی پیغمبر اولوالعزم کا کلمہ اور اسکی شریعت پر چلا کرتے تھے،

آگاهی پیغمبر اولوالعزم حضرت آدم وحضرت ابراہیم وحضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ وحضرت محمد رسول اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدس پیغمبران اولوالعزم

ہیں اولوالعزم ہے،

اسی طرح اولیاے اکمل جیسے امام الاولیا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی وحضرت خواجہ معین الدین چشتی وحضرت شیخ شہاب الدین سہروردی وحضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اولیا اولوالعزم میں ہیں انکی ہدایت راہ سلوک پر سالکوں کو چلنا چاہیئے،

مکتوب ۲۸۵

بنام سید محب اللہ

سماع و وجدان لوگوں کے لئے فائدہ مند ہے، جن کے احوال متغیر اور اوقات متبدل ہوتے رہتے ہیں یعنی کبھی حاضر ہیں کبھی غائب، اور کبھی انوار کو اور تجلیات کو پانے والے ہیں، اور کبھی گم کرنے والے، یہ لوگ ارباب قلوب ہیں، جو تجلیات صفاتیہ کے مقام میں ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف اور ایک اسم سے دوسرے اسم کی طرف منتقل اور متحول ہوتے رہتے ہیں، اور جو لوگ اس حال سے نکل گئے ہیں، اور مرتبہ تمکین میں پہونچ گئے ہیں، وہ محتاج سماع و وجد نہیں ہیں اور بعض منتہی ایسے بھی ہیں، کہ باوجود ان کا وقت اور حال دائمی ہے، اور ان کو سماع فائدہ دیتا ہے، مبتدی کے لئے سماع ہر طرح مضر ہے، خواہ شرائط کے ساتھ ہی ہو،

آگاھی چونکہ اس کی خرابی نفس دور نہیں ہوتی ہے، اور دل ذکر حق سے پورا صاف نہیں ہوتا، اسلئے بوجہ نقص خود کے ہر چیز کو ناقص کر لیتا ہے، اور جو چیز کامل کے سامنے ناقص آویگی، وہ بھی بوجہ خود کے اچھا ہونیکے وہ چیز بھی اچھی ہو جاویگی، حضرت مولینا رومیؒ کا یہ ارشاد اس جگہ بہت ہی عمدہ اور موزون ہے،

کفر گیرد کاملے ملت شود   ہرچہ گیرد علتی علت شود،

بتدی وہ لوگ ہیں، جو صاحبانِ قلب نہیں ہیں، اور اربابِ قلوب وہ لوگ ہیں، جو مبتدیون ومنتہیون کے درمیان متوسط ہیں، اور منتہی وہ لوگ ہیں، جو فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے مشرف ہیں، سماع متوسطون اور منتہیون کے لئے نافع اور مفید ہے، سماع کی شرائط میں سے ایک یہ شرط ہے، کہ اس کو اپنے کمال کا اعتقاد نہ ہو اور جو اپنے کمالیت کا معتقد ہے، تو محجوب ہے، باقی شرائط عوارف المعارف میں مفصل درج ہیں، ان شرائطوں میں سے اکثر شرائط مفقود ہیں، روح عالم بیچون سے نسبت رکھتی ہے لیکن (قید) بیچون حقیقی کے مقابلہ پر دائرہ چوں میں داخل ہے، گویا دائرہ چوں و ذاتِ حقیقی بیچون کے درمیان برزخ ہے، اور دونوں طرف کے اعتبارات اس میں صحیح ہیں،

مکتوب ۲۸۶

بنام مولینا امان اللہ

اپنے عقائد اور اعمال کو علماے اہلِ سنت وجماعت کے موافق کرنا چاہیئے جنھون نے کتاب سنت سے استنباط کیا ہے، اور اس میں لغزش نہیں ہے، اور اسی طرح اپنی خواب اور کشف او الہام اور حال کو قرآن و حدیث سے مطابق کرنا چاہیئے، جو اس کے خلاف ہو قابلِ رد ہے، او جو موافق ہو قابلِ قبول ہے، صحبت شیخ ضروری چیز ہے، جو طالب کے نفع و نقصان کو ظاہر کرنے والی اور فیض پہنچانے والی ہے، تمام عالم محدث ہے، اور روح بھی جملہ عالم میں شامل اور ماسوا اللہ میں داخل ہے، اس لئے یہ بھی حادث ہے، ائمہ مجتہدین نے کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مسائل حرام و حلال فرض و واجب سنت مستحب مکروہ و مشتبہ نکالے ہیں، ان کا علم و عمل ضروری ہے، مقلد کو لائق نہیں ہے، کہ مجتہد کی رائے کے خلاف کتاب و سنت سے احکام اخذ کرکے اس پر عمل کرے، اور اسی طرح طریقت میں شیخ کے کہنے کے موافق چلے،

وہ جو مناسب جانے گا تعلیم کرے گا، اور منازل سلوک کے طے کرنے میں بعض بزرگواروں کی روحانیات کو اس کے راستہ کا وسیلہ بنائیں گے، کیونکہ عادت اللہ اس طرح جاری ہے، کہ راہ سلوک کے طے کرنے میں مشائخ کی روحانیات کا وسیلہ درکار ہے بعض مشائخ پیران عظام کے خلاف نئی نئی باتیں داخل طریقہ کر کے تکمیل طریقہ جانتے ہیں، ان نئی نئی باتوں سے بے برکتی اور بربادی طریقہ ہے، ہر کام ہر مجتہد کے طریقہ کے موافق کرنا چاہیئے جس کے سلسلہ میں وہ ہے،

مکتوب ۲۸۷

بنام غلام محمدؐ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جو کوئی کہتا ہے، کہ میں نزدیک ہوں وہ دور ہے، اور جو دور کہتا ہے، نزدیک ہے، تصوف یہی ہے، جو توجہ قلب بجانب حق ہوتی ہے، وہ صرف توجہ قلب ہی نہیں ہوتی بلکہ اس توجہ کے ساتھ توجہ روح ونفس بھی ہوتی ہے، کیونکہ روح ونفس کی حقیقت حقیقت قلب میں مندرج ہے، اس توجہ قلب سے تزکیۂ نفس وتصفیۂ قلب وصفائی روح حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی سمائی زمین وآسمان میں نہیں ہوتا، اور قلب مومن میں ہوتا، اس کی وجہ یہ ہے، کہ زمین وآسمان دائرۂ چوں میں داخل ہیں، اور ذات باری تعالیٰ بیچوں وبیچگون ہے، اس لئے بیچوں چوں میں کیونکر سما سکے، اور روح چوں کی صفت بیچونیت کی رکھتی ہے باینوجہ بیچوں حقیقی کی سمائی روح بیچوں میں ہونے کی خبر بذریعہ حدیث قدسی معلوم ہوئی ہے مشائخ نے جو اپنے قلب کی وسعت کی نسبت خبر دی ہے، اوس سے مراد قلب کی لامکانیت سے ہے، کیونکہ مکان خواہ کتنا ہی وسیع ہو پھر بھی تنگ ہی ہے، عرش معلّٰی اپنی فراخی وعظمت کے باوجود چونکہ مکانی ہے، اس لئے لامکانی کے مقابلہ میں جو روح ہے، دانہ رائی کا حکم رکھتی

ہے، بلکہ اس سے بھی کم معلوم ہوتی ہے، بلکہ میں کہتا ہوں (حضرت مجدد الف ثانیؒ) کہ جب یہ قلب انوار قدم کی تجلی کا محل ہے، اور قدیم کے ساتھ بقا حاصل کر چکا ہے، تو عرش وما فیہا کو اگر اس میں ڈال دیں تو متلاشی محو ہو جائیں، اور ان میں سے کچھ باقی نہ رہے، جیسے کہ سیدۃ الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام کے بارے میں فرمایا ہے، کہ جب حادث قدیم کے ساتھ مل جائے، تو اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔ ایسا یکتا لباس ہے جو خاص روح کے قد پر سیا ہوا ہے، ملائکہ کو بھی یہ خصوصیت حاصل نہیں ہے، کیونکہ وہ بھی دائرہ مکان میں داخل ہیں، اور چونکہ داغ سے موسوم ہیں، اسی واسطے انسان خلیفہ رحمٰن جل شانہ بن گیا، اگر خلافت کے لائق نہ ہوتا، تو بار امانت کیسے اٹھاتا، اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اس حیثیت سے ہے، کہ اپنے وجود و توابع وجود کا کوئی اثر اور حکم باقی نہیں چھوڑتا، اور زیادہ نادان و جاہل اس لئے ہے کہ اسکو اتنا ادراک نہیں ہوتا کہ مقصود کو پا سکے، اور نہ اس قدر علم ہے کہ مطلوب کو معلوم کر سکے، بلکہ اس مقام میں ادراک سے عاجز ہونا ادراک ہے، اور جہالت کا اقرار کرنا معرفت ہے، اسی واسطے بزرگوں نے فرمایا ہے، کہ جو اللہ تعالیٰ کا زیادہ عارف ہے، وہ سب سے زیادہ حیران ہے، کیا عالم صغیر، اور کیا عالم کبیر، حق تعالیٰ کے اسماء وصفات کے مظہر ہیں، پس عالم کو اپنے صانع بیچون کیساتھ کچھ نسبت نہیں، مگر یہ کہ یہ عالم اسکی مخلوق ہے، اور حق تعالیٰ کے پوشیدہ کمالات کی دلیل ہے، اس کے سوا جو کوئی دلیل یا تقریر ہے، وہ غلبہ حال و سکر سے خالی نہیں،

مکتوب ۲۸۸

بنام سید امین

نماز نوافل کو با جماعت ادا کرنا ناجائز ہے، ہر کام نوافل کو چھپا کر کرنا افضل ہے، جو ریا و سُمعہ سے پاک رہے،

مکتوب ۲۸۹

بنام مولینا بدرالدین

مسئلۂ قضا و قدر میں آپ کا یہ فیصلہ ہے کہ انسان نہ مجبور کل ہے، نہ قادر کل، اور یہی تصفیہ علمائے اہلِ سُنّت و جماعت ہے،

مکتوب ۲۹۰

بنام ملا ہاشم

فقیر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہونچا، اور انھوں نے مجھے اسم ذات تعلیم فرمایا، اور مقام توحید وجودی و شہودی جو اولیاء اللہ سابقین نے ظاہر فرمائے ہیں، اور جو صاحبِ فصوص (فصوص الحکم) نے درج کئے ہیں، یہ ان سب سے مشرف ہوا، اور جو سلوک نقشبندیہ ہے، اس سے تمام و کمال آگاہی ہوئی،

آگاھی۔ آپ نے یہ مکتوب مفصل تحریر فرمایا ہے، اور اس میں بہت کچھ حالاتِ سلوک اور فنا و بقا وغیرہ کے تحریر فرمائے ہیں، اور جو اور مکتوبات میں بھی آچکے ہیں، اس لئے میں نے دوبارہ سہ بارہ لکھنا مناسب نہیں جانا، کیونکہ جو مقصود اختصار ہے وہ ہاتھ سے جاتا رہے گا،

مکتوب ۲۹۱

بنام مولینا عبدالحئی

بعض کے لئے توحید وجودی کا باعث یہ ہوتا ہے، کہ وہ توحید کے مراقبوں کی کثرت سے مشق کرتے ہیں، اور کلمہ لاالٰہ الا اللہ کے معنی لاموجود الا اللہ سمجھتے ہیں، اس قسم کی توحید تمحل و تامل تخیل

کے بعد سلطان خیال کے غلبہ کے بعد ظاہر ہوتی ہے، چونکہ یہ توحید صاحب کی اپنی بنائی ہوئی (خود) ہوتی ہے، اور بعض کے لئے توحید وجودی کا منشا قلبی انجذاب ومحبت ہوتی ہے، کہ محبوب کی محبت کے غلبہ نے ماسوائے اللہ کے اس کی نظر سے مخفی اور پوشیدہ کر دیا ہے، اس لئے سوائے محبوب کے کسی کو موجود نہیں پاتے، یہ توحید تخیل وتوہم سے پاک ہے، ایسے لوگ معذور ہیں، اور طعن اُن کرنا بالکل فضول اور ناروا ہے، یہ مقام مذکورہ فقیر کو بذا مشق ومراقبہ صرف حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ کی توجہ سے بفضلہ تعالیٰ نصیب ہوا، اور مدت تک اس مقام میں مجھکو رکھا، اور بہت سے معارف وحقائق ودقائق مجھ پر منکشف ہوئے اور بعض کو اس مقام میں ایسی شدید فنا ہوتی ہے، کہ وہ علم در وجود کو مضمحل ومستہلک ہونا چاہتا ہے، اور دوئی اس کو بار معلوم ہوتی ہے، اور کشش ربانی اس کو ہر وقت بیچین رکھتی ہے، چنانچہ شیخ الاسلام ہرویؒ فرماتے ہیں، کہ اگر کوئی شخص مجھ کو ایک ساعت کے لئے خدا سے غافل کر دے، تو امید ہے، کہ خداوند تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخشدے گا، اور وجود بشری کے لئے غفلت درکار ہے، اسی نسبت کو نسبت فردیت بھی کہتے ہیں، اور عبداللہ اسطخری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی حال بیقراری تھا کہ وہ سگ بانوں کے ساتھ جنگل میں چلے جایا کرتے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی کو سماع ورقص کی الفت دی، اور کسی کو کتابوں کی تصنیف کی طرف مخاطب کر دیا، اور کسی کو علوم ومعارف کی تحریر میں لگا دیا، اور کسی کو امور مباح میں مشغول کر دیا، اور بعض کو توحید وجودی کے علوم، اور وحدت میں کثرت کے مشاہدہ سے آرام دیا، میں بعد وفات حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے دہلی میں آپ کے مزار مقدس کی زیارت کے لئے بروز عید گیا، تو مزار مبارک کی طرف سے توجہ کے اثنا میں ان کی روحانیت مقدسہ سے پوری پوری توجہ ظاہر ہوئی، اور کمال عنایت وکرم سے اپنی نسبت خاصہ کو جو حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ سے مخصوص تھی، مرحمت فرمائی، حضرت فضیلت پناہ شیخ عبدالحق جو ہمارے خواجہ

قدس سرہٗ کے مخلصوں میں سے ہیں، یہ نقل کی کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ ایام رحلت سے پہلے فرمایا کرتے تھے، کہ اب ہم کو یقین الیقین سے معلوم ہوا ہے، کہ توحید ایک تنگ کوچہ ہے، شاہراہ اور ہے،

مکتوب ۲۹۲

بنام شیخ حمید

طلبہ میں ایک گروہ مرید ہے (جو خدا کو خود چاہے) اور ایک مراد، مراد کو مبارک باد ہے (خدا اسکو خود چاہے)، کہ اس کو جذبہ محبت خود خدا کی طرف لیجائے گا، اور اگر مرید ہے، تو بلا کامل مکمل پیر کے وسیلہ کے اس کا ترقی کرنا مشکل ہے پیر ایسا ہونا چاہئے، کہ جو جذبہ وسلوک کی دولت سے مشرف ہو، اور فنا و بقا کی سعادت سے بہرہ ور ہو، اور جب ایسا پیر مل جائے تو اس کے ادب آداب کا پورا خیال رکھنا چاہئے، اور پیر کی خدمت میں بلا اسکی اجازت کے نہ نماز نوافل ادا کرے، اور نہ ذکر میں مشغول ہو، اور نہ اس کے سوا کسی کے طرف مخاطب ہوئے، اور اسکی خدمت میں صرف نماز فرض، واجب، سنت موکدہ گذارے، اس کے کسی کام پر اعتراض نہ کرے، اور جب تک مقام فنا و بقا سے مشرف نہ ہو پیر کے حکم کے خلاف نہ کرے اور بعد فنا و بقا جو اس کو الہام ہو، اس پر چلے،

آگاھی (یعنی مرید) بعد فنا و بقا حاصل ہو جانے کے مرتبہ اجتہاد کو پہونچ جاتا ہے، جیسے کہ امام یوسف رحؒ و امام محمد رحؒ حضرت امام اعظم رحؒ کے مقابلہ میں اپنی رائے علحدہ ظاہر کیا کرتے تھے رضوان اللہ علیہم اجمعین

مکتوب ۲۹۳

بنام شیخ محمدؐ خیری

اس مکتوب شریف میں شیخ محمدؐ خیری نے چند سوال کئے تھے، ان کا جواب ہے، حضور

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے، کہ مجھ کو خدا کے ساتھ ایک ایسا وقت ملتا ہے کہ اس جگہ کوئی نبی مرسل یا فرشتہ مقرب نہیں پہونچ سکتا، اور یہی بات حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہی ہے، جو حضورؐ کے صحابیوں میں ہیں، جواب اثنار نماز میں حضورؐ کو بیشک قرب خدا کا ایک وقت ایسا ملا کرتا تھا، کہ سوائے حضورؐ کے کوئی مخلوقات میں وہاں نہیں پہونچ سکتا تھا، حضرت ابوذر غفاری رضؓ نے بھی یہی لکھا ہے لیکن ان کو یہ قرب بوجہ طبیعت وراثت کے نصیب ہوا ہوگا کیونکہ حضورؐ کے کامل تابعداروں کو حضورؐ کے کمالات سے وراثت کے طور پر حصہ ملتا ہے،

(آگاہی بمثل ظل کے نہ اصل کے، اصل قرب میں تو انبیا، مرسلین و فرشتے مقربین کو بھی رسائی نہیں ہے،)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، کہ میرا قدم تمام اولیا کی گردن پر ہے، جواب یہ قول حضرت کا صحیح ہے، اور آپ کے فرمانے سے کئی روز پہلے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ اور ایک غوث نے جو اس وقت بغداد میں تھا، یہ کہدیا کہ عنقریب سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ منبر پر چڑھ کر پکارے گا، کہ میرا قدم جملہ اولیا، کی گردنوں پر ہے، لیکن یہ قدم آپ کا اسوقت کے جملہ اولیا، کی گردن پر ہے، اور صحابہ اور تابعین اور حضرت امام مہدی رضوان اللہ علیہم اجمعین عقائداً متفق علیہ اس سے مستثنیٰ ہیں، کہ ان کی بزرگی اور بڑائی اور برتری قرآن وحدیث سے ثابت ہے، اور قرآن وحدیث کے مقابلہ مین کسی کا کشف یا الہام جو ان کے خلاف ہو بالکل ماننے کے قابل نہیں،

اب رہا زمانہ بعد کا، اس کے متعلق حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، کہ میری امت مثال باغ کے ہے، اور میری امت مثال بارش کے ہے، نہ معلوم اول اچھے ہوں یا درمیان میں یا آخر میں، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی زمانہ کے اولیا، کو کمتر یا بہتر نہ فرمایا، تو کسی کو کیا حق ہے کہ وہ کسی زمانہ یا کسی اولیا، کو دوسروں پر ترجیح دے،

آگاہی - علاوہ اس کے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے جو پیران عظام میں جن کا آپ پر بڑا احسان ہے، ان پر بھی آپ کا قدم ہونا ادب کے خلاف ہے، اور طریقت عین ادب ہے لہذا یہ فیصلہ نہایت منصفانہ اور ادب سے قریب، اور قرآن و حدیث سے خلاف نہیں کہ آپ کا قدم آپ کے زمانہ کے جملہ اولیاء کی گردن پر ہے، کشف کی دو قسمیں ہیں، ایک کشف ذات و صفات خدا کا، دوسرا کشف دنیا کے معاملات اور صورتوں کا، کشف ذات و صفات الہٰی کا مخصوص خاصان خدا کو دیا جاتا ہے، اور مکشوفات دنیا میں مسلم، برہمنان ہند، فلاسفران یونان، جوگیہ ہند شریک ہیں، اگر کسی طالب خدا کو دنیا کا کشف ہوا تو کونسی بزرگی کی بات ہے، ہاں اولیاء اہل خدمت جو اس کام اور انتظام عالم کے لئے مقرر ہیں، ان کو کشف دنیا ہونا لازمی ہے،

مکتوب ۲۹۴

بنام خواجہ محمد معصوم

اللہ تعالیٰ کی سب صفات سے صفت حیّ ذات سے قریب اور تمام صفات کی اُم یعنی ماں ہے، حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تجلی ذات بے پردہ صفات حاصل ہے اور جس کسی کو خلق میں تجلی ذات میں سے حصہ ملے یا تقرب بے کیف ہو، خواہ انبیاء علیہم السلام ہوں خواہ اکمل اولیاء ہوں سب طفیلی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں خالق اور مخلوق کے درمیان برزخ کبریٰ (بڑا پردہ) حضور ہی کی ذات مقدس ہے، علیہ الصلوٰۃ والسلام،

مکتوب ۲۹۵

حاجی محمد یوسف

جو رویت حق اوروں کے لئے موعود بالآخرت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وہ دنیا

میں میسّر ہے، اوروں کے لئے وعدہ ہے۔ آپ کے لئے نقد ہے اور حضور ؐ کے کامل تابعداروں کیلئے بھی اس میں سے حصہ ہے،

مکتوب ۲۹۶

بنام خواجہ محمد سعید

حق تعالیٰ کی صفات اسکی ذات کی طرح بیچوں وبیچگوں ہیں، اور اسکی ذات کی طرح کسی شے سے ان کا حلول و اتحاد نہیں ہے،

مکتوب ۲۹۷

بنام بدرالدین

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سب اشیاء سے علیحدہ ہے اور کسی سے اس کا تعلق حلول و اتحاد وغیرہ بالکل نہیں ہے، جاہل لوگ فضول دلیل میں ذات وصفات کو مخلوق سے جدا نہیں کرتے لیکن افسوس ان کے حال پر کہ شریعت کے مطابق ماں بیٹی بیوی کے اپنے تعلقات اور معاملات الگ الگ بتاتے ہیں، اور برتتے ہیں لیکن خالق ومخلوق کو ایک کئے دیتے ہیں، اور الگ الگ نہیں کرتے،

مکتوب ۲۹۸

بنام میر محب اللہ

پہلے جب ظل میں ترقی تھی تو تم اس کو اصل جانتے تھے، اور جب اصل میں ترقی ہو گئی، تو ظل کو ظل تمیز کرنے لگے، اور بہت سی باتیں درویشوں کی رمز وکنایہ کی اشارہ کی ہوتی ہیں، لہذا اس مکتوب میں بھی ہم درج کرتے ہیں، ذکر جہان ماخوذ از پیران، راہ وان، مداومت بر آن، بازگشت بفضل

حضرت رحمان، وصل عریان، باقی ہمہ حبان یعنی اول پیر راہ وان سے ذکر سیکھیں، اور پھر اس پر مداومت کریں تاکہ بازگشت حاصل ہو، اس کے آگے اللہ تعالیٰ کا فضل درکار ہے، تاکہ وصل عریانی نصیب ہو، اصل مقصود یہی ہے، باقی سب وہم و گمان ہے،

مکتوب ۲۹۹

بنام شیخ فرید

بوقت مصیبت صبر و تحمل کرنا چاہیئے، اور قضاے الٰہی پر راضی ہونا چاہیئے،

من از تو روے نہ پیچم گرم بیازاری　　　که خوش بود ز عزیزان تحمل و خواری

جو کچھ انسان کو تکلیف پہنچتی ہے، اسکی وجہ نافرمانی حق ہے، اس وبا میں ہمارے شومی اعمال سے اوّل چوہے ہلاک ہوتے ہیں، جو ہم سے زیادہ اختلاط رکھتے ہیں، اور پھر عورتیں مرتی ہیں، جن کے وجود پر نوع انسانی کی نسل و بقا کا مدار ہے، بہ نسبت مردوں کے زیادہ مرگئیں، اور جو کوئی اس وبا میں مرنے سے بھاگا اور سلامت رہا اس نے اپنی زندگی پر خاک ڈال لی، اور جو شخص نہ بھاگا، اور مرگیا اس کو موت شہادت کی مبارکبادی اور خوشخبری ہے،

شیخ الاسلام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بذل الماعون فی فضل الطاعون میں تحقیق سے لکھا ہے کہ جو شخص طاعون سے مرجائے اس سے قبر میں کوئی سوال نہیں ہوتا، کیونکہ وہ ایسا ہے جیسے کوئی لڑائی میں قتل ہوا، اور جو شخص طاعون میں طلب اجر کی نیت سے صبر کرتا ہے، اور جانتا ہے، کہ میرے لئے وہی پہونچیگا جو میرے لئے اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے، تو وہ شخص اگر طاعون کے سوا اور بیماری سے بھی مرجائے، تو اس صورت میں بھی اس کو عذاب و سوال قبر نہ ہوگا کیونکہ وہ مرابط یعنی جہاد کے لئے مستعد اور تیار شدہ کی مانند ہے، جیسے کہ شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے

اپنی کتاب شرح الصدور فی حال الموتی والقبور میں ذکر کیا ہے، اور کہا ہے کہ ابن حجر نے بہت عمدہ توجیہ کی ہے، اور جو شخص نہ بھاگا، اور نہ مرا، وہ غازیوں، مجاہدوں، اور صابروں، ور بلاکشوں میں سے ہے، کیونکہ ہر شخص کے لئے اجل مقرر ہے، جو ہرگز آگے پیچھے نہیں ہو سکتی، اور اکثر جو سلامت رہے ہیں، انکا وقت اجل نہیں آیا تھا، نہ یہ کہ یہ لوگ بھاگ کر موت سے بچ گئے، اور جو صابر لوگ ہلاک ہوئے ہیں، وہ اپنی موت سے ہلاک ہوئے ہیں، اس لئے نہ بھاگنا بچا سکتا ہے۔ اور نہ ٹھہرنا مار سکتا ہے۔ یہ طاعون سے بھاگنا یوم زحف یعنی جنگ کفار سے بھاگنے کی طرح ہے اور گناہ کبیرہ ہے،

مکتوب ۱۲

بنام خواجہ محمد معصوم

جب انسان کامل مراتب اسماء وصفات کے تفصیلی سیر کو طے کر کے جامعیت تامہ پیدا کر لیتا ہے، اور اسماء وصفات الٰہی کا آئینہ بن جاتا ہے، اور اس کا عدم ذاتی جو ان کمالات کا آئینہ ہے، پوری طور پر پوشیدہ ہو جاتا ہے، اور ان کمالات کے سوا اس میں اور کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی، تو اسوقت فنائے تام کے حاصل ہونے کے بعد اس کے عدم کی نفی ہونے پر وابستہ تھی، ایک خاص بقا کے ساتھ جو ان کمالات پر منحصر ہے، مشرف ہوتا ہے، اور ولایت کا اسم اس پر صادق آتا ہے، اس کے بعد اگر حق تعالیٰ کی عنایت ازلی شامل حال ہو جائے تو ہو سکتا ہے، کہ پھر یہ کمالات جن کے ساتھ عارف نے بقا حاصل کی تھی، حضرت ذات کے آئینہ میں منعکس ہو جائیں، اور وہاں ظہور پیدا کریں، اسوقت قاب قوسین کا سر ظہور میں آتا ہے، آئینہ سے مراد کیفیت مجہول الکیف ہے، اور اس مقام میں سر من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا بھید ظاہر ہوتا ہے، اوس کے بعد اَو اَدنیٰ کا سر اس پر ظاہر ہوتا ہے، یہ راز وہ ہیں جن کا سمجھنا اخص الخواص کی فہمید سے بھی باہر ہے، بہت کم لوگ

اسی معرفت سے مشرف ہوتے ہیں

مکتوب ۳۰۱

بنام مولانا امان اللہ

کمالات نبوت سے مراد وہ قرب خدا ہے، جہاں ظلیت کی آمیزش نہیں ہے، اور ولایت کے کمالات میں ظلیت ہے، اصلیت نہیں، یہی فرق نبوت ولایت میں ہے، قرب بالاصالت نصیب حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہے، اور ان کی طبعیت کی وجہ سے بطریق پس خوردہ اخص الخواص اولیا کو بھی بطور وراثت کے حصہ ملتا ہے، کمالات کا حاصل ہونا محض فضل وکرم پر منحصر ہے،

مکتوب ۳۰۲

بنام خواجہ معصومؒ

اولیاء اللہ کی ولایت ظلی ہے، نبیؑ کی ولایت ظل سے دور ہے، لیکن اسماء وصفات کے حجاب میں فرشتوں کی ولایت نبیوں کی ولایت سے قوی ہے، لیکن اس میں بھی شیونات واعتبارات ذاتیہ کے حجاب باقی ہیں، مقام نبوت ورسالت ہی ہے جس میں رویت رب بے حجاب بلا آمیزش اسماء وصفات وشیونات ہے، اسی واسطے نبوت ولایت سے افضل ہے، اور قرب نبوت ذاتی اور اصلی ہوگا، اور جن لوگوں کو ان مقامات ولایت ونبوت سے اطلاع نہیں ملی ہے، وہ ولایت کو نبوت سے افضل کہتے ہیں، پس وصول مرتبہ نبوت میں ہے، اور حصول مرتبہ ولایت میں ہے، کیونکہ حصول میں ظلیت ہے، اور وصول میں اصلیت ہے، دوئی کا دور ہونا مرتبہ ولایت میں ہے، اور سکر اس کو لازم ہے، کمالات نبوت میں دوئی باقی رہتی ہے، اور صحو اس میں لازم ہے، ذوق، شوق،

آہ ونعرہ، وجد وتواجد بحالت ہجر ہوا کرتا ہے، اور بحالت وصل ان میں سے کچھ نہیں ہوتا، نبوت میں وصل ہے اور ولایت میں ہجر ہے، یہی وجہ ذوق وشوق عشق آہ وزاری نالہ وفریاد ہے، اور یہ بھی جاننا چاہیئے، کہ ولایت ظلی اولیار کی ولایت ہے، اور ولایت انبیار علیہم السلام وملائکہ کرام ظلال سے الگ ہے،

مکتوب ۳۰۳

بنام حاجی یوسف

الفاظ اور کلمات اذان سے نماز کی بزرگی صاف ظاہر ہے، اور فلاح دارین کی خبر ہے،

مکتوب ۳۰۴

بنام مولینا عبدالحیٔ

اسلام کے اگر پانچوں ارکان ادا ہو جائیں، تو امید نجات ہے، لہذا ان کے ادا کرنے میں پوری کوشش کیجائے،

مکتوب ۳۰۵

بنام میر محب اللہ

نماز میں حضور خشوع وخضوع ہونا چاہیئے، تاکہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ کی حقیقت ظاہر ہو،

مکتوب ۳۰۶

بنام صاحبزادہ محمد فرخ ومحمد عیسیٰ

میرے فرزند محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۴ سال کی عمر میں انتقال کیا، اور اس کے بھائی

محمد فرخ و محمد عیسی نے بھی اس دار فانی سے انتقال کیا، فرزند محمد صادق آیات الٰہی میں سے ایک آیت
اور رحمت خدا میں سے ایک رحمت تھا، اس نے اس عمر میں وہ کچھ پایا، جو شاید کسی کو نصیب ہوا ہو، انہماک
علم عربی و انتہاء عرفان حق میں ترقی کی کہ اس کے شاگرد شرح مواقف و بیضاوی وغیرہ پڑھاتے تھے
اور یہ آٹھ برس کی عمر میں اس قدر مغلوب الحال ہو گیا تھا، کہ ہمارے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے
اسکی مغلوب الحالی کو ملاحظہ فرما کر بازار کا پکا ہوا کھانا تجویز فرمایا، محمد فرخ گیارہ سال کی عمر میں
کافیہ خوان ہو گیا تھا، اور دوست واحباب اس سے عجیب عجیب حالات مشاہدہ کرتے تھے، اور محمد عیسیٰ سے لوگوں
نے اسکی ۸ برس کی عمر میں عجیب عجیب کرامتیں مشاہدہ کی ہیں، خدا کی امانت تھی، اسکے حوالہ کر دی،
دنیا کی ہر اشیاء کا نسیان ولایت میں ضروری ہے، کمالات نبوت میں ضروری نہیں،

آگاھی، جن ذات مبارک میں آٹھ آٹھ برس کی عمر میں یہ جذب خدا ہوا اور ان سے خرق
عادات ظاہر ہوں، ان کے قرب ان کے مرتبوں کو خدا ہی جانے، یہ اثرات حضرت مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ علیہ کے فیض صحبت و محبت قلبی کا ثبوت ہیں،

مکتوب ۳۰

بنام مولینا عبدالواحد

تمام خیر و کمال جناب حق تعالی کی طرف منسوب ہے، اور تمام شر و نقص دائرۂ امکان کی طرف
منسوب ہوتے ہیں، کلمہ سبحان اللہ وبحمدہ سو بار روز پڑھنا چاہیئے، اس کا حساب بے حساب ہے
کیونکہ انسان جامع مخلوقات ہے، اور جزو سے کل اور کل سے جزو تعلق رکھتا ہے، اسلئے انسان
کا ایک بار پڑھنا تمام مخلوق سے کئی گنا زیادہ ہوگا، اور انسان کامل تمام افراد عالم کو اپنے اجزاء
معلوم کرتا ہے، اور اپنے آپ کو سب کا کل جانتا ہے، اس صورت میں اپنی حمد کو تمام جہان کی حمد سے

کئی گُنا زیادہ زیادہ معلوم کرتا ہے،

مکتوب ۳۰۸

بنام مولینا فیض اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، دو کلمے ہیں، جو زبان پر ہلکے ہیں، اور میزان میں بھاری ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارے اور محبوب ہیں، وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ہیں، ان دونوں کلموں سے خداوند تعالیٰ کی تقدیس اور تنزیہ اور بزرگی اور برتری اور منزہ اور مبترہ ہونا بندہ ثابت کرتا ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ بھی بروز حشر بموجب ارشاد هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ اس بندہ کو بھی تمام بُرائیوں سے پاک کردیگا، اور تسبیح توبہ کی کنجی، بلکہ توبہ کا زبدہ ہے،
(خلاصہ)

مکتوب ۳۰۹

بنام حاجی محمد فرکیتی

اکثر مشائخ نے محاسبہ کا طریق اختیار کر رکھا ہے، بموجب ارشاد وَحَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا یعنی اپنے سونے سے پیشتر دن بھر کا اعمال نامہ سامنے کر لو، اور اس کی معافی از جناب باری گریہ وزاری سے اور ندامت سے کر لو، شیخ محمد محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کہ میں عمل محاسبہ میں سب سے زیادہ ہوں، کیونکہ میں، اپنی نیتوں اور خطرات کا بھی محاسبہ کرتا ہوں، فقیر کے نزدیک سونے سے پہلے سو بار تسبیح و تحمید و تکبیر کا کہنا جس طرح کہ مخبر صادق حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ التسلیم سے ثابت ہے، محاسبہ کا حکم رکھتا ہے، اور محاسبہ کا کام کر دیتا ہے،

مکتوب ۳۱۲

بنام مولینا محمدؐ ہاشم

انسان میں جسقدر کمالات ہیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن کمالات خدا عزوجل کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے ہیں، سوائے شرکت اسمی کے کوئی نسبت یا شرکت بندہ کو خدا کے ساتھ نہیں ہے، اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے، اس کا مطلب بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں، کہ خدا نے آدم کو اپنی جیسی صورت پر پیدا کیا ہے اور بیوقوفوں نے انسان کے قویٰ اور اعضاء کو حق تعالیٰ کے سے اعضا جانے ہیں، یہ لوگ بھی گمراہ ہوئے، اور اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں، یہ نہیں جانتے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں صورت وغیرہ کا اطلاق کرنا تشبیہ وتمثیل کی قسم سے ہے، نہ کہ تحقیق وتشبیہ کے طور پر،

مکتوب ۳۱۳

بنام خواجہ محمدؐ سعید

قرآن مجید کے متشابہات کا علم کچھ علماے راسخین کو دیا گیا ہے اور اسی طرح سے خدا نے علم غیب اپنے رسولوں میں سے رسولوں کو دیا ہے، اللہ تعالیٰ دنیا میں جو عام مسلمانوں اور خاص مسلمانوں کی پرورش کرتا ہے، وہ اسمار جمالی سے کرتا ہے، جو بشکل جلال معلوم ہوتے ہیں، اور کافروں کی اسماء جلالی سے کرتا ہے، جو بشکل جمال دکھتے ہیں، ان کی یعنی مسلمانوں کی تکلیف عارضی وانجام راحت ہے اور کافروں کی راحت کا انجام تکلیف ہے، خدا کی رحمت کا اظہار دنیا میں ایک حصہ ہے، اور عاقبت کے واسطے ننانوے حصہ باقی ہیں،

مکتوب ۳۱۲

بنام میر محمد نعمان

میرے نزدیک سب سے بہتر جگہ کعبہ معظمہ ہے اس کے بعد روضہ مقدسہ، اس کے بعد حرم مکہ معظمہ جن علماء نے روضہ متبرکہ کو مکہ معظمہ سے بہتر کہا ہے، انکی مراد مکہ معظمہ کو کعبہ مقدسہ کے سوا دوسری زمین ہوگی۔ رفع سبابہ میں میرے نزدیک موافق فتوے اکثر علماے حنفیہ اثنائے التحیات میں شہادت کی انگلی کا نہ اٹھانا بہتر ہے،

مکتوب ۳۱۳

بنام محمد ہاشم

اس مکتوب میں چند سوالونکا حضرت نے جواب دیا ہے،

۱۔ اصحاب رض کرام کے کمالات فنا، بقا وسلوک وجذبہ پر موقوف ہے یا نہیں،

۲۔ طریقہ نقشبندیہ میں ریاضتوں سے منع کرتے ہیں، اوران کو مضر جانتے ہیں حالانکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ریاضتیں برداشت کی ہیں،

۳۔ یہ طریقہ نقشبندیہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف کیوں منسوب ہے،

۴۔ آپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے کہ طالب کو ولایت موسیٰ سے تصرف کیساتھ ولایت محمدی میں نہیں لاسکتے، اور دوسرے مکتوب میں فرمایا ہے کہ تم کو ولایتِ موسیٰ سے ولایتِ محمدی میں لے آئے، ان دونوں باتوں میں موافقت کی کیا وجہ ہے،

۵۔ پیراہن پیش چاک پہننا چاہیئے یا پیراہن حلقہ گریبان،

۶۔ نفی اثبات کی توجہ احدیت کی توجہ کیساتھ کس طرح جمع ہوتی ہے،

۷۔ نفی اثبات کے ذکر کے وقت جو دل کے کہا جاتا ہے، لا کو اوپر کی طرف اور الله کو داہنی طرف کیوں لیجاتے ہیں، اور اس مکتوب کے آخر مین آداب پیر بھی تحریر فرمائے ہیں، اور آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ وہ عرضداشتیں جو حضرت مخدوم زادہ کلان محمد صادق رح نے لکھی ہیں، وہ لکھدین تاکہ پڑھنے والے دعا فاتحہ سے اونھیں یاد کرین،

۱۔ خلاصہ جواب:۔ وہ قرب جو فنا، و بقا وسلوک وجذبہ پر موقوف ہے، وہ قرب ولایت ہے جس کے ساتھ اولیا ء امت مشرف ہیں، اور وہ قرب جو حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے صحابہ رض کو میسر ہوا تھا، وہ قرب نبوت تھا، اس قرب نبوت مین نہ فنا ہے، نہ بقا، نہ جذبہ، نہ سلوک، اور یہ قرب قرب ولایت سے کئی درجہ افضل و اعلیٰ ہے، یہ قرب صحابہ اصالت ہے، اور قرب ولایت اسکا ظل ہے،

صوفی بدے ہر آن کہ بعالم قلندر است   گر بو علی نوا قلندر نواختے،

۲۔ خلاصہ طریقہ نقشبندیہ میں اتباع سُنّت کو لازم جانتے ہیں، کون کہتا ہے کہ اس طریق میں ریاضتوں سے منع کرتے ہین، اس طریق میں نسبت کی دائمی حفاظت کرنا، اور سنّت کی متابعت کرنا، اور اپنے احوال کو چھپانے مین کوشش کرنا، اور توسط حال اختیار کرنا اور کھانے پینے میں اعتدال کا مدنظر رکھنا سخت ریاضتون اور مشکل مجاہدون سے جانتے ہین، عام لوگ بھوکا رہنا تنہا رہنا خاموش رہنا شب بھر جگنا بہت بہتر جانتے ہیں لیکن اتباع سنّت اور ہر کام میں اعتدال سخت تر چیز ہے نفس کی سرکوبی کیلئے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں، اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسا ہی فرماتے ہیں،

۳۔ خلاصہ۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بہ نسبت صدیقیہ رض ونسبت امیریہ رض کے جامع ہیں، جس نے (ابوبکر صدیق) (علی) آپ سے نسبت صدیقیہ اخذ کی و نسبت صدیقیہ رض ہے، اور جس نے آپ سے نسبت امیریہ رض حاصل کی، اسکو نسبت امیریہ رض کہتے ہیں، دونوں نسبتیں آپ کے سینہ مبارک میں موجزن تھین، اور باوجود ایک ہی سینہ میں جمع ہونیکے اپنی اپنی صفت میں الگ تھیں، یہ فقیر ایک مرتبہ بنارس گیا تھا، جہان دریا ے گنگا و جمنا

ملتے ہیں، وہاں دونوں پانیوں کے ملنے کے باوجود محسوس ہوتا ہے کہ گنگا کا پانی الگ ہے اور جمن کا الگ
اور جو لوگ جس دریا کی طرف رہتے ہیں، وہ اس کا پانی پیتے ہیں، حالانکہ درمیان میں کوئی حد فاصل نہیں ہے
۴۔ خلاصۂ جواب، ولایت موسیٰ سے ولایت محمدی میں انتساب نہیں لایا جا سکتا، جب یہ مضمون لکھا
گیا تھا، اسوقت فقیر کے علم میں یہی بات تھی لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسکے تغیر و تبدل
کا علم اور قدرت عطا فرمائی، اسلئے سابقہ مکتوب کے مضمون کے خلاف یہ مضمون ہے،

۵۔ خلاصۂ جواب۔ اہل عرب پیراہن پیش چاک پہنتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ یہی سنت ہے اور
بعض کتب معتبرہ فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیراہن پیش چاک مردوں کو نہ پہننا چاہئے، کیونکہ یہ عورتوں کا
لباس ہے، اور امام احمد اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ
کہ جناب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جو مرد عورت کا لباس پہنے اور جو عورت مرد کا لباس پہنے
اوس پر لعنت ہے، فقیر کے نزدیک یہ بہتر ہے کہ جس ملک میں عورتوں کا چاک جس طرف ہو، مردوں
کو اس کے خلاف چاک پہننا چاہئے،

۶۔ خلاصۂ جواب، اثنائے ذکر میں توجہ غیر کی جانب کرنا، توجہ احدیت کی تقویت اور تربیت کیلئے
ہے، اور غیر حق کو غیر حق جانکر جب تک اس کی نفی نہ ہوگی، تو اثبات حق اور تقویت احدیت کیونکر
ہو سکتی ہے،

۷۔ خلاصہ جواب، اس طریق نقشبندیہ میں ذکر نفی و اثبات دل سے کرتے ہیں کام و زبان سے اس کا
تعلق نہیں ہے،

آگاہی

اسی مکتوب شریف میں آپنے اپنے خادموں اور حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد اور مریدین
اور مخالفین کو بھی تنبیہ فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے، وہاں کے بعض احباب نے کئی دفعہ لکھا ہے کہ میر محمد نعمان

ان دنون طالبون کے احوال پر توجہ نہیں فرماتے، اور مکان بنوانے میں مصروف ہین، اس مضمون سے شکایت اوران سے روگردانی معلوم ہوتی ہے لیکن یاد رکھنا چاہیئے، کہ گروہ اہل اللہ کا انکار زہر قاتل ہے، اوران کی باتون پر اعتراض کرنا زہر سانپ ہے، اور ہمیشہ کی ہلاکت اور خرابیون میں ڈالتا ہی اور جب تک پیر کے تمام حرکات وسکنات مرید کے خیال میں زیبا اور محبوب نہ ہون تب تک پیر کے کمالات سے اس کو کچھ حصہ نہیں ملتا، اگر کسی وقت پیر سے کوئی فعل خلاف شریعت صادر ہو جائے، تو اس کی تقلید نہ کرے لیکن اس فعل کو حسن کے ساتھ نیکی پر محمول کرے، اور اس فعل کی صحت اور درستی کو تلاش کرے اگر کوئی وجہ درستی وصحت کی نہ پہونچے، تو جناب الہی میں بتضرع وزاری پیر کی سلامتی اور درستی کی دعا کرے۔



معیارُ السّلوک

و

دافع الاوہام والشکوک

مؤلفہ حضرت مولنا مولوی محمد ہدایت علی صاحب فیوضہ نقشبندی مجددی جیپوری

اس کتاب مین مؤلف نے سلیس اردو مین تصوف کے باریک نکات اور دقیق مسائل ہمہ اوست، ہمہ از وست، وجود و شہود، فنا و بقا وغیرہ کو فاضلانہ انداز مین نہایت خوبی کیساتھ حل کیا ہے، اور تصوف کے تمام مسائل ترتیب وار ایسے دلنشین اور سادہ طریقہ سے بیان کئے ہین کہ باید و شاید، اسی طرح اصطلاحات تصوف کی تشریح اس خوبی سے کی ہے کہ تصوف کی کسی اردو کتاب مین نہین کی گئی، جو مسئلہ بیان کیا ہے، مکمل اور جس بات کی شرح کی ہے، کامیاب،

علم تصوف مین یہ کتاب ایک قابل قدر اضافہ ہے، اس کی مکمل خوبیان ہر مبتدی اور منتہی کو اس کے مطالعہ کے بعد معلوم ہو سکتی ہین،

ضخامت ۳۰۴ صفحات، اسی تقطیع اور ایسے ہی کاغذ پر معارف پریس اعظم گڈہ مین طبع ہوئی ہے،

قیمت :- فی جلد عہ، محصول ڈاک بذمہ خریدار،

ملنے کا پتہ

منشی سید محمود علیصاحب، نیا دواخانہ دہلی گیٹ دہلی

(یا)

محمد عبد الحیٰ فائز محلہ ہالوکان جیپور سٹی (راجپوتانہ)

عنقریب طبع ہونے والی ہے، یقین ہے منتظر رہیں،

احسن التقویم

فی

اثبات ذات واجب القدیم

مصنف :- مولانا مولوی محمد ہدایت علی صاحب مدظلہ نقشبندی مجددی جے پوری،

اس کتاب میں "احسن التقویم" کی تفسیر و حقیقت، انسان کی ماہیت، قدرت کاملہ کی حکمت، فاضل مصنف نے ایسے دلکش اور سادہ طریقہ سے بیان کی ہے کہ اپنی آپ ہی نظیر ہے،

اسی کیساتھ قدیم و حادث میں امتیاز، انسان کی تخلیق کا راز سیدھی سادھی سلیس اور عام فہم اردو زبان میں مصنف نے نہایت خوبی سے بیان کیا ہے، معرفت جزوی و کلی کے وسائل اثبات ذات واجب الوجود کیلئے عقلی و نقلی دلائل، اس پر طرفہ یہ کہ اس چھوٹی سی کتاب میں شریعت و طریقت کے چوٹی کے مسائل اس خوبی اور کامیابی کیساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ دریا کوزہ میں بند کرنے کی زندہ مثال ہے، یہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب اور اس موضوع پر زبان اردو میں اولین اور کامیاب ترین تصنیف ہے، انشاء اللہ عنقریب طبع ہو کر آپ کے مطالعہ سے گذرے گی،

محمد عبد الحئی فائز، ایم اے ایل ایم، کے اے یو (الہ آباد) ایچ اے ایچ، پی، (پنجاب) محلہ ہالو کان، جیپور سٹی (راجپوتانہ)

(طابع محمد اویس وارثی)